

مؤسس

وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین مفتی اعظم ہند، جگر گوشہ مفسر اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

مدیر اعلیٰ: مفتی محمد عسجد رضا خان قادری مدظلہ العالی

فائل 1998ء

مارچ تا مئی، جون، جولائی و اگست، ستمبر و اکتوبر

www.muftiakhtarrazakhan.com

پیشکش: تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan.

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

وارث علوم اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند جگر گوشہ مفسر اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور
حیات وخدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

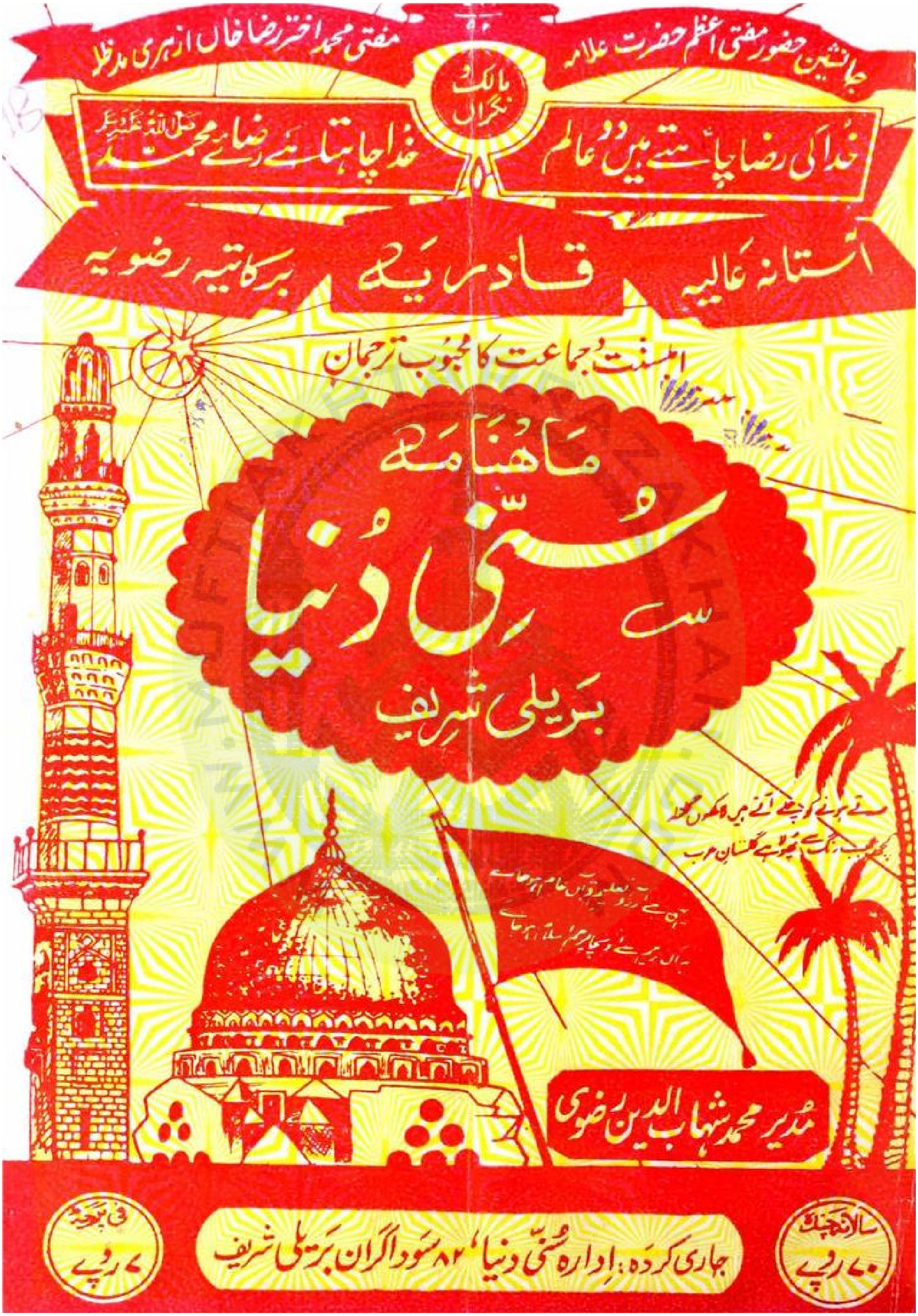
the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan.

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011


جانشین حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری مدظلہ
مالک و نگراں
خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ
اہلسنت و جماعت کا محبوب ترجمان
ماہنامہ
سنی دنیا
بریلی شریف
مدیر محمد شہاب الدین رضوی
فی پرچہ
۷ روپے
جاری کردہ: ادارہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران بریلی شریف
سالانہ چندہ
۷۰ روپے

مرکز سواد اعظم اہلسنت و جماعت آستانۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ

کا

علمی دینی اور اصلاحی ترجمان

ماہنامہ

سنی دنیا

بریلی شریف

جلد ۱۴
شمارہ ۲

ماہ
تاریخ
۹۸ء
ذیقعدہ، ذی الحجہ
۱۴۱۸ھ

مالک و نگراں

جانشین مفتیٔ اعظم فقیہ اسلام حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

نائب نگراں		مدیر
محمد عسجد رضا خاں قادری		محمد شہاب الدین رضوی
زر سالانہ ۷۰/روپے	کتابت: افتخار انجم شہابی	فی شمارہ ۷/روپے

رابطہ کا پتہ:- ۸۲- سوداگران رضا نگر بریلی شریف (یوپی) فون ۴۷۲۱۶۶

اشاریات

• احباب و قارئین کے بے حد اصرار پر رسالہ کا سائز بڑھانا پڑا ہے۔ مضامین وغیرہ پڑھ کر مطلع کریں کہ کیسا لگا • جواب طلب امور کے لئے لفافہ ضرور لکھیں • مضامین و مراسلات ارسال کرنے والے اپنے میٹر کے شائع کرنے پر مُصر نہ ہوں۔ واپسی ادارے کے ذمہ نہیں • رسالہ نہ ملنے کی صورت میں خریداری نمبر کے ساتھ شکایت کریں جو آپ کا حق بھی ہے۔

(ادارہ)

بیادگار

امام المتکلمین مفتی نقی علی خاں قدس سرہٗ
اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی
حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ
حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

بظلِ عاطفت

حضرت مفسر اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

مجلس مشاورت

علامہ تحسین رضا خاں صاحب قبلہ
مولانا حبیب رضا خاں صاحب نوری
مفتی قاضی عبد الرحیم بستوی
مولانا شوکت حسن رضوی کراچی
مولانا منان رضا خاں صاحب منانی
حاجی قربان علی رضوی بیلپوری
حافظ جمیل اختر رضوی، سیتامڑھی

مجلس ادارت

حضرت ڈاکٹر سید امین برکاتی مارہروی
علامہ سبطین رضا خاں قادری
معمار ملت علامہ شبیہ القادری سیوان
مفتی سید شاہد علی رضوی رام پوری
مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی مظفر پٹنہ
مولانا یٰسین اختر مصباحی دہلی
مولانا عبد المبین نعمانی، چریا کوٹ
ہمدرد ملت الحاج محمد سعید نوری، بمبئی

اداریہ : ——————— محمد شہاب الدین رضوی

جانشین حضور مفتی اعظم کے تبلیغی دورے

پور بندر جیل میں مولانا عبد الستار ہمدانی سے ملاقات

اہلِ گجرات کی خواہش پر جانشین حضور مفتی اعظم فقیہ اسلام حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم العالیہ نے گجرات کی دعوت قبول فرمائی۔ ۷، فروری ۱۹۹۸ء کو بمبئی میں علماء کرام و مفتیانِ عظام کے استقبالیہ کا پروگرام تھا، یہ پروگرام جشنِ یوم رضا کے نام سے منسوب تھا جس کا اہتمام رضا اکیڈمی نے کیا تھا۔ جشنِ یوم رضا میں ملک کے پانچ نامور عالم دین اور اہلسنت وجماعت کی قد آور شخصیت کو "نشانِ رضا ایوارڈ" سے سرفراز کیا گیا۔ اسکی تفصیل کچھ اسطرح ہے۔

جشنِ یوم رضا، حج ہاؤس بمبئی میں ۷، فروری کو عظیم الشان پیمانہ پر منعقد ہوا۔ جسکی صدارت جانشین حضور مفتی اعظم دامت برکاتہم العالیہ نے کی، مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے خاندانِ برکاتیہ کے اہم فرد مخدومِ گرامی جناب سید اشرف میاں صاحب نے شرکت فرمائی، جانشین حضور مفتی اعظم کے دستِ مقدس سے اہلِ سنت وجماعت کے جید علماء و مفتیانِ کرام کو نشانِ رضا ایوارڈ اور ساتھ ہی ساتھ پچیس ہزار روپیہ نقد بطور انعام پیش کیا گیا۔ ایوارڈ یافتگان میں حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی (مبارکپور) علامہ ارشد القادری (دہلی) مفتی عبد المنان اعظمی (گھوسی) علامہ مفتی غلام محمد خاں رضوی (ناگپور) مفتی جلال الدین امجدی (بستی) کے اسم گرامی ہیں۔ ان میں علامہ ارشد القادری کراچی کے پروگرام پر ہونے کی وجہ سے نہیں پہنچ سکے اور مفتی غلام محمد خاں رضوی کی طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے مولانا سید محمد حسینی میاں اشرفی چیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز ناگپور نے ایوارڈ وصول کیا مذکورہ علماء کرام کو سن (۱۹۹۲ء تا ۱۹۹۶ء) کے اعتبار سے ایوارڈ دیئے گئے۔

جشنِ یوم رضا میں ایک قابلِ ذکر بات یہ ہے
کہ شب کے ۱۱ بجے تھے، حاضرین ذوق و شوق کے
ساتھ علماء کرام کی تقاریر سن رہے تھے، اسی
دوران ایک غیر مسلم آیا اور اس نے کہا کہ میں اسلام
مذہب سے بہت متاثر ہوا ہوں اس لئے میں مسلمان
ہونا چاہتا ہوں، اس شخص کو فوراً اسٹیج پر لے جایا
گیا اور حضور جانشین مفتیٔ اعظم نے کلمۂ طیبہ پڑھا کر
داخلِ اسلام کیا، اور اسلامی نام عبد اللہ رکھا گیا،
پورا مجمع نعرۂ تکبیر و رسالت سے گونج اٹھا، یہاں پر
یہ یاد دلا دوں کہ ۱۹۹۲ء میں جب جشن صد سالہ مفتیٔ
اعظم منایا گیا تھا تو اس دوران بھی تین ہندوؤں
نے اسلام قبول کیا تھا، جلسہ کے اختتام سے قبل
اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا نعتیہ دیوان
حدائقِ بخشش کا رسمِ اجراء ہوا، جو اعلیٰ طباعت
وکتابت کا شاندار نمونہ ہے۔ پھر اعلیٰحضرت امام
احمد رضا فاضلِ بریلوی کی تقریباً ایک سو کتابوں
کا رسمِ اجراء جانشینِ حضور مفتیٔ اعظم کے مقدس
ہاتھوں سے ہوا۔

جشن میں موجود قابلِ ذکر علماء میں علامہ
یٰسین اختر مصباحی مہتمم دارالقلم دہلی، مولینا
منصور علی خاں رضوی، مولانا سید سراج
اظہر رضوی وغیرہ تھے۔

۸ فروری کو حضرت پوربندر پہنچے، یہاں ب
تقسیم انعامات رضا اور مقابلہ نعت کا اہتمام تھ
جلسہ پوربندر کی جامع مسجد میں بڑے اہتمام
سے ہوا، فیصل بورڈ کے لئے مولانا صغیر احمد جوکھن
پوری مولانا سید سلیم احمد باپو (جام نگر) اور
راقم السطور کو منتخب کیا گیا۔

۹ فروری کو تقریباً پونے پانچ بجے ہم لوگ
ضلع جیل پوربندر میں داخل ہوئے، وقت پہلے
سے لے لیا گیا تھا، بس مخصوص ہی لوگوں کے
اندر جانے کی اجازت ملی تھی، اہلسنت وجماعت
کے مجاہد مولانا عبد الستار حبیب ہمدانی رضوی۔
ایک سال سے جیل کی تنہائیوں میں قلم و کاغذ
کا کام تیز رفتاری سے جاری رکھے ہوتے ہیں۔
حضرت کے دستِ مقدس پر ایک مسلمان قیدی
داخلِ سلسلہ بھی ہوا۔ مولانا ہمدانی نے حضرت
سے دعائیں لیں۔ اور حضرت جیل سے باہر آگئے
مگر انھوں نے راقم السطور کو روک لیا، جیل آفس
میں لے گئے وہاں پر موجود کرسیوں پر بیٹھ کر بہت
دیر تک تصنیفی اور جماعتی سرگرمیوں کے بارے میں
گفتگو ہوتی رہی۔ اس دوران انھوں نے ایک
قیدی کو آواز دی اور کہا کہ فلاں لال رجسٹر لے
آؤ، وہ دوڑتا ہوا ایک جہازی سائز کا لال رجسٹر

لاکر میرے سامنے رکھدیا، مولانا ہمدانی ورق الٹتے جاتے اور احقر کو سمجھاتے جاتے کہ یہ حدائق بخشش کی شرح ہے۔ جسکو میں بہت لگن سے لکھ رہا ہوں حدائق بخشش کے صرف ایک حصّہ کی ہی شرح ہو سکی ہے۔ راقم نے دیکھا کہ ایک ایک شعر کی تشریح میں دس دس اور پندرہ پندرہ صفحات لکھڈالے ہیں، اوراق الٹنے کے بعد میں نے نتیجہ نکالا کہ شرح کا انداز کچھ اس طرح کا ہے کہ پہلے شعر کو لغات سے حل کیا گیا ہے پھر قرآن و احادیث سے منطبق کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ پھر عقلی اور نقلی انداز فکر سے واقعات و روایات کو دریافت کی کسوٹی پر پرکھ کر ترجمانی کی ہے۔ تجنیس کے اعتبار سے یہ شرح اب تک چار سو (۴۰۰) صفحات پر مشتمل ہو گئی ہے۔ مزید ایک اچھا خاصہ حصّہ باقی ماندہ ہے۔ حوالہ جات کا بھی اہتمام ہے، تقریباً چار ہزار حوالہ جات سے اپنے دلائل کو ثابت کیا گیا ہے۔

میں نے جب ان سے دریافت کیا کہ آپ کو جیل میں کیسا محسوس ہوتا ہے شاید تنہائی کا احساس ہوتا ہو؟ تو ان کا جواب حوصلہ اور جذبات سے لبریز تھا، انھوں نے کہا کہ مجھے جتنا سکون جیل میں مل رہا ہے، گھر پر نہیں مل پاتا تھا۔ یہاں پر صرف دو تین کام ہیں، ایک یہ کہ عبادت الٰہی، دوسرا تصنیف و تالیف اور ساتھ ہی ساتھ مسلمان قیدیوں میں تبلیغ کا بھی کام انجام دے رہا ہوں۔ کچھ دیر بعد مجھے انھوں نے گیٹ تک آکر خدا حافظ کہتے ہوئے رخصت کر دیا۔

حضور جانشین مفتیٔ اعظم دامت برکاتہم العالیہ نے پوربندر کے علاوہ گجرات کے دوسرے اضلاع اور قصبات کا تبلیغی سفر فرمایا۔ ان میں راجکوٹ اور تعلقہ واکانیر کے ۱۲ دیہی علاقہ بھی شامل ہیں۔ مزید گونڈل، دیادرہ، بلدروا، پالیج، پیٹلاد، نڑیاد، آنند، اور دھولکہ قابل ذکر ہیں جہاں پر ہزاروں کی تعداد میں لوگ داخل سلسلہ قادریہ ہوئے۔ اور سیکڑوں کی تعداد میں طالب سلسلہ بھی ہوئے۔

مسلم طلبہ ارتداد کی زبردست آزمائش میں

ریاستی وزیر مملکت برائے بیسک تعلیم نے گورکھپور، لکھنؤ، ہاتھرس اور سلطانپور میں جو بیانات سنسکرت اور انگریزی کو درجہ سوم، چہارم اور پنجم میں لازمی مضامین قرار دینے، اسکولوں میں وندے ماترم کو رائج کرنے، نیز اسکولوں کو آشرم کا روپ دینے کے سلسلے میں دیئے تھے اس پر حکومت

یو۔پی نے پوری طرح عمل کرنے کے لئے کارروائی شروع کردی ہے۔ چنانچہ گورنمنٹ حکم نامہ مورخہ ۳ر جولائی ۱۹۹۷ء کے تحت سنسکرت وانگریزی کو درجہ سوم، چہارم، اور پنجم میں اسی تعلیمی سال سے پڑھانے کو جاری کر دیا ہے اس کے علاوہ اسکولوں میں ایک ٹائم ٹیبل اور پمفلیٹ بھی موصول ہوا ہے جس میں ہر روز تعلیم کا آغاز ایش وندنا اور اختتام وندے ماترم کے ترانہ سے ہوگا۔ اخلاقی تعلیم کے نام سے ہندو مائی تھیالوجی اور عقیدہ کے ترویج کے انتظامات کئے جارہے ہیں۔ اخلاقی تعلیم کا ایک پمفلیٹ بھی پرائمری اسکولوں کو بھیجا گیا ہے۔ اور بھارت ماتا کی تصویر پر پھول چڑھانے اور پوجا ارچنا کے احکامات بھی نقول ریاستی وزیر نے جاری کر دیئے ہیں۔ اور پرائمری اساتذہ کا ایک بیچ اخلاقی تعلیم کی ٹریننگ کے لئے شانتی کنج، ہردوار بھیجا گیا ہے۔

بھارتی جنتا پارٹی کی حکومت کی اس نئی تعلیم پالیسی کا منشاء اردو زبان کی تعلیم کا ابتدائی درجات سے ختم کرنا اور ایک مخصوص تہذیب اور دیو مالائی کہانیوں کے ذریعہ مسلمان بچوں کے ذہنوں میں ہندو توکی مذہبی تہذیب اور سنسکار کو ذہن نشین کرانا ہے تاکہ وہ اپنی تہذیب اور مذہب سے دور ہوجائیں۔ اسی طرح موجودہ حکومت پورے تعلیمی نظام کو ہندو مذہب کی احیاء پرستی، اور فرقہ دارانہ منافرت کو بڑھاوا دینے کا درجہ بنارہی ہے اور دیگر مذہب کے بچوں پر اُن کے مذہب اور عقیدہ کے خلاف ہندو مذہب کے عقیدہ اور پوجا کو عملی طور پر نافذ کر رہی ہے جو دستور ہند کے آرٹیکل ۲۵ر کے سراسر خلاف ہے جس میں ہر شخص کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی دی گئی ہے اس سلسلہ میں آل انڈیا جماعت رضائے مصطفٰے نے صدر جمہوریہ وزیراعظم، مرکزی وزیر تعلیم اور وزیر اعلیٰ یو پی اور وزیر ریاست بیسک تعلیم کو احتجاجی مراسلے ارسال کئے اور اضلاع سے ہزاروں کی تعداد میں احتجاجی تار اور ریزرولیشن بھیجے گئے مگر حکومت کی طرف سے ابھی تک نہ تو کوئی مثبت جواب ملا اور نہ ان احکامات کو واپس لینے کا اعلان کیا گیا واضح رہے کہ اگر گورنمنٹ پرائمری اسکولوں کے تیسرے، چوتھے اور پانچویں درجہ میں سنسکرت لازمی طور سے پڑھائی جاتی ہے تو پرائیویٹ ادارے بھی اس پر مجبور ہونگے۔ اس لئے کہ اس کے بغیر چھٹے درجہ میں داخلہ ممکن نہ ہوگا ان حالات پر غور کرنے اور آئندہ کا لائحہ عمل طے کرنے کے لئے میٹنگ بلائی جائے گی۔ اور عوام

(باقی ص ۲۱ پر)

ضیائے قرآن

ادارہ

أُولَٰئِكَ ۔ الخ

ترجمہ :۔ وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی مراد کو پہونچنے والے ۔ بیشک وہ جنکی قسمت میں کفر ہے ف۲ انھیں برابر ہے ۔ چاہے تم انھیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں اللہ نے اُن کے دلوں پر اور کانوں پر مہر کردی اور انکی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے ف۳ اور اُن کے لئے بڑا عذاب اور کچھ لوگ کہتے ہیں ۔ ف۴ کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو ۔

تفسیر ۔ ف۱ یعنی دار آخرت اور جو کچھ اسمیں ہے جزا حساب وغیرہ سب پر ایسا یقین و اطمینان رکھتے ہیں کہ ذرا شک و شبہہ نہیں اسمیں اہل کتاب وغیرہ کفار پر تعریض ہے جنکے اعتقاد آخرت کے متعلق فاسد ہے ف۲ اولیاء کے بعد اعداء کا ذکر فرمانا حکمت ہدایت ہے کہ اس مقابلہ سے ہر ایک کو اپنے کردار کی حقیقت اور اس کے نتائج پر نظر ہو جائے ۔

شانِ نزول :۔ یہ آیت ابوجہل ابولہب وغیرہ کفار کے حق میں نازل ہوئی ۔ جو علم الٰہی میں ایمان سے محروم ہیں اسی لئے انکے حق میں اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے ڈرانا نہ ڈرانا دونوں برابر ہے انھیں نفع نہ ہوگا ۔ مگر حضور کی سعی بیکار نہیں کیونکہ منصب رسالت عامہ کا فرض رہنمائی و اقامت حجت و تبلیغ علی وجہ الکمال ہے ۔ مسئلہ اگر قوم پند پذیر نہ ہو تب بھی ہادی کو ہدایت کا ثواب ملے گا اس آیت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسکین خاطر ہے کہ کفار کی ایمان نہ لانے سے رنج نہ کی کفر کے معنی اللہ تعالیٰ کے وجود یا اسکی وحدانیت یا کسی نبی کی نبوت یا ضروریات دین سے امر کا انکار یا کوئی ایسا فعل جو عند الشرع انکار کی دلیل ہو کفر ہے ۔ ف۳ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ کفار ضلالت و گمراہی میں ایسے ڈوبے ہوئے ہیں کہ حق کو دیکھنے، سننے، سمجھنے سے اسطرح محروم ہو گئے جیسے کسی کے دل اور کانوں پر مہر لگی ہو آنکھوں پر پردہ پڑا ہو۔ مسئلہ ۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بندوں کے افعال بھی تحت قدرت الٰہی ہیں ۔

بہارِ حدیث

حمیدہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو منبر پر کہتے ہوئے یہ سنا جس سال انھوں نے حج کیا تھا اور بالوں کا ایک گچھا لئے ہوتے تھے جو ان کے محافظ کے ہاتھ میں تھا اے اہل مدینہ تمہارے علماء کہاں ہیں میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے حضور اس سے منع فرماتے اور فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب انکی عورتوں نے یہ بنالیا۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے گذری ہوئی امتوں میں وہ لوگ ہوتے تھے جنھیں الہام ہوتا تھا اگر میری اس امت میں کوئی ایسا ہے تو وہ عمر بن خطاب ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو ننانوے قتل کرچکا تھا پھر نکلا پوچھتا ہوا ایک راہب کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کیا اس کے لئے توبہ ہے راہب نے کہا نہیں تو اس راہب کو قتل کردیا اور اس کے بعد پوچھتا پھرا تو کسی ایک شخص نے کہا فلاں بستی میں جاؤ (وہ بستی کی جانب چلا راستے میں ہی) اس کی موت آگئی تو اس نے اپنے سینے کو بستی کی طرف کیا اب اس کے بارے میں رحمت و عذاب کے فرشتوں نے اختلاف کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی بھیجی کہ قریب ہوجا اور اس کی طرف اور اس کی طرف وحی بھیجی کہ دور ہوجا اور فرمایا کہ دونوں کے درمیان ناپو تو وہ اس بستی کی جانب ایک بالشت قریب ملا تو اسے بخش دیا گیا۔

سرکار نے فرمایا کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہے یعنی ظلم کرنے والا قیامت میں سخت مصیبتوں اور تاریکیوں میں گھرا ہوگا۔

کلامِ امام

ے کلامِ الٰہی میں شمس و ضحےٰ ترے چہرۂ نور فزا کی قسم
نِم شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم

ے خلق کو حق نے عظیم کہا تری خلق کو حق نے جمیل کیا
ی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالقِ حسن و ادا کی قسم

ہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
ہ کلامِ مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

ِ مسندِ ناز ہے عرش بریں ترا محرمِ راز ہے روحِ امین
ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

ہی عرض ہے خالقِ ارض و سما وہ رسول ہیں تیرے میں بندہ تیرا
ھے ان کے جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خلد کو جس کی صفا کی قسم

ہی کہتی ہے بلبلِ باغِ جناں کہ رضاؔ کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہدیٰ مجھے شوخیٔ طبعِ رضا کی قسم

(اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں)

کلامِ ازہری

صبا یہ کیسی چلی آج دشتِ بطحا سے
اُمنگ شوق کی اٹھتی ہے قلبِ مردہ سے

نہ بات مجھ سے گلِ خلد کی کرائے زاہد
کہ میرا دل ہے نگارِ خارزارِ طیبہ سے

یہ بات مجھ سے مرے دل کی کہہ گیا زاہد
بہارِ خلد بریں ہے بہارِ طیبہ سے

یہ کس کے دم سے ملی ہے جہاں کو تابانی
مہ و نجوم ہیں روشن منارِ طیبہ سے

فدائیوں کو یہ ضد کیا کہ پردہ اُٹھ جائے
ہزار جلوے نمایاں حجابِ آقا سے

جو ہیں مریضِ محبت یہاں چلے آئیں
صدا یہ آتی ہے سُن لو مزارِ مولیٰ سے

کنارا ہوگیا پیدا اسی جگہ فوراً
کبھی جو ہم نے پکارا میانِ دریا سے

نہ فیض راہِ محبت میں تو نے کچھ پایا
کنارا کیوں نہیں کرتا تو اہلِ دنیا سے

پسِ ممات نہ بدنام ہو تیرا اخترؔ
الٰہی اس کو بچا لینا طعنِ اعداء سے

(جانشینِ مفتیٔ اعظم اختر رضا خاں)

بَابُ الاستفتاء

جانشینِ حضور مفتیٔ اعظم حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی بیوی کو جہیز کم ملنے کی وجہ سے ہمیشہ مارپیٹ کیا کرتا تھا اسی اثنا میں زید کی بیوی کے بطن سے ایک لڑکا تولد ہوا مگر لڑکی اپنے میکے برابر آتی جاتی رہی اور اپنی تکلیف کی داستان والدین کو سناتی رہی مگر والدین چونکہ غریب ہیں اس لئے اپنی دختر کو سمجھا کر ہمیشہ سسرال بھیجتے رہے ایک دن لڑکی کا چھوٹا بھائی لڑکی کو لینے گیا تو اس کے ساس سسر نے لڑکی کو بھیج دیا جیسا کہ ہمیشہ بھیجا کرتے تھے لیکن ایک ہفتہ بعد زید آیا اور زبردستی لڑکی کی گود سے اس کا دودھ پیتا بچہ جو تقریباً ڈیڑھ سال کا تھا اپنے ساتھ لے گیا اور گھر جا کر کچہری میں نان نفقہ کا دعویٰ اپنے شوہر پر دائر کر دیا کہ میری بیوی پانچ ہزار کے زیور لے کر چلی گئی ہے مقدمہ کچہری کے زیر سماعت ہے۔

کیا ایسی حالت میں لڑکی اپنے شوہر کا مطالبہ کر سکتی ہے یا نہیں آیا ایسی حالت میں شرع کے حکم سے مشرح جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ فقط

احقر عبدالشکور معرفت ماڈرن ٹیلر ویک روڈ ٹیکم گڑھ مدھیہ پردیش

الجواب:- جتنا مہر معجل ہے اس کا مطالبہ عورت کو پہونچتا ہے اور عند الطلب فوراً شوہر پر ادا لازم ہے اور موجل کا مطالبہ حلول اجل مقرر سے پہلے اسے نہیں پہنچتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۲ شوال ۱۴۰۳ھ

اور اگر معجل یا موجل کا ذکر نہیں ہوا ہے تو اس کا مطالبہ عند الطلاق یا عند الوفات مطالبہ کر سکیگی واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ

○

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ۔

قبر میں اذان دینا شریعت کے رو سے جائز ہے

لیکن کس جگہ کھڑا ہوکر اذان دینا چاہیئے قبر کے نزدیک
اتر جانب یا دکھن جانب یا پچھم جانب یا پورب جانب
ایک مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ قبرستان سے
پورب جانب اذان دینا چاہیئے تاکہ قبرستان میں جتنے
بھی مردے ہیں وہ سامنے ہوں قبر کے نزدیک آذان
نہیں دینا چاہیئے شریعت کے رو سے کہاں کھڑا ہو کر
اذان دینا چاہیئے مطلع فرمایا جائے۔

(۲) اگر کوئی شخص رمضان شریف میں انتقال
کیا اُن کے لئے کیا درجہ ہے ایک مولوی صاحب کا کہنا
ہے کہ رمضان شریف میں جو شخص انتقال کرتا ہے
تاقیامت انکو قبر عذاب سے نجات ملتی ہے
منشی جی کا کہنا ہے کہ صرف رمضان ماہ تک
قبر عذاب میں ہوگا اس کے بعد قبر عذاب ہوگا شریعت
کی رو سے مطلع فرمایا جائے۔

(۳) زید کی بیوی گھر میں موجود ہے اپنی سالی سے
زید زنا کیا کچھ لوگوں نے زنا کرتے دیکھا ایک منشی
جی کا کہنا ہے کہ بیوی موجود رہتے ہوئے اپنی سالی
سے زنا کرنے زید کا نکاح ٹوٹ گیا ثانی نکاح کرنا
ہوگا مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ نکاح نہیں ٹوٹتا
بلکہ زید گناہ کا حقدار ہے ان کو شریعت کے رو سے
سخت سزا ملنی چاہیئے۔ شرع حکم سے مطلع فرمایا
جاتے۔ (ایم، آر، آزاد پورنیہ)

الجواب :۔ قبر کے نزدیک قبلہ رو کھڑا ہو کہ مقصود
تلقین میت مدفون ہے لہٰذا اس کے قریب کھڑا ہونا مناسب
ہے اور اس اذان سے دوسرے اموات کو فائدہ پہونچےگا
اور مولوی مذکور کا قول غلط ہے جس سے اسپر توبہ لازم
ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) جو سنی صحیح العقیدہ آخر رمضان میں مرے اس
کے لئے حدیث میں دخول جنت کی بشارت ہے شرح
الصدور میں ہے۔ اخرج ابو نعیم عن ابن مسعود
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من وافق موتہ عند انقضاء رمضان
دخل الجنۃ ومن وافق موتہ عند انقضاء
عرفۃ دخل الجنۃ ومن وافق موتہ
عند انقضاء صدقۃ دخل الجنۃ۔ یعنی
جسکی موت ختم رمضان پر ہو وہ جنت میں داخل ہو
اور جسکی موت یوم عرفہ کے آخر میں ہو وہ جنت میں جاتے
جو صدقہ کرکے مرجائے وہ جنت میں جائے اور ختم
رمضان کی قید حدیث میں کسی فضل معلوم خدا اور رسول
جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے
سبب ہے ورنہ روزہ دار رمضان خواہ غیر رمضان
میں جب مرجائے اسے بکرم الٰہی بطفیل رسالت
پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم دخول جنت کی
بشارت ہے اسی میں دوسری حدیث ہے جیسے

امام احمد نے بہ سند خود حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال لا الہ الا اللہ ابتغاء وجہ اللہ ختم لہ بہا دخل الجنۃ ومن صام یوما ابتغاء وجہ اللہ ختم لہ بہ دخل الجنۃ ومن تصدق بصدقۃ ختم لہ بہا دخل الجنۃ۔ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کا خاتمہ کلمہ پڑھ کر ہو جائے وہ جنت میں جائے اور جو محض رضائے الٰہی کے روزہ رکھے اور اسی پر اس کا خاتمہ صدقہ دیکر ہو جنت میں داخل ہو تیسری حدیث میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من مات صائما اوجب اللہ لہ الصیام الی یوم القیمۃ

مرے اللہ اس کے لئے روز قیامت تک روزہ کا ثواب اپنے ذمہ کرم پر واجب فرما دے۔ یہ بشارتیں مطیعوں کے لئے ہیں گناہ گاروں کے لئے بھی ماہ مبارک عذاب قبر سے امان ہے اسی شرح الصدور میں ہے۔

اخرج البیہقی قال ابن رجب روی باسناد ضعیف عن انس مالک قال ان عذاب القبر یرفع عن الموتی فی شہر رمضان یعنی حضرت انس بن مالک سے بسند ضعیف مروی ہے کہ مردوں سے عذاب قبر ماہ رمضان میں اٹھا لیا جاتا ہے پھر بعد رمضان عود عذاب مشیئت الٰہی پر ہے جس کے لئے چاہتے عذاب عود کرے اور جس کے لئے نہ چاہتے وہ قیامت تک امان میں رہے اللھم ارزقنا الامان فی ھذہ وتلک یہاں سے ظاہر کہ منشی کے قول میں جو اطلاق ہے وہ غلط ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) مولوی صاحب کا قول صحیح ہے اور منشی کا غلط فی الخلاصۃ وطئ اخت امرأتہ لاتحرم علیہ امرأتہ اور سزا کا اختیار حاکم شرع کو ہے۔ وہ اب کہاں تو سزا کون دے البتہ مسلمان پر فرض ہے کہ وہ شخص جب تک توبہ صحیحہ نہ کرلے اس سے اظہار بیزاری کریں بشرطیکہ اس کا جرم شرعاً ثابت ہو ورنہ بے ثبوت شرعی کسی مسلم کو گناہ کبیرہ کی طرف نسبت کرنا خود حرام و کبیرہ ہے احیاء میں ہے لاتجوز نسبۃ مسلم الی کبیرۃ من غیر تحقیق واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۷ شوال ۱۴۰۳ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ

— ۵ —

محترم المقام قابل صد احترام بخدمت شریف جناب حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب جامعہ ازہر فاضل بریلی شریف دامت اقبالہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ!!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اسلام میں منصوبہ بندی کہاں تک درست ہے جو شخص مسلمان نس بندی پروگرام کی تائید کرتا ہے اس کے لئے شرع کا کیا حکم ہے۔ منصوبہ بندی کرایا ہوا انسان

امامت کرسکتا ہے یا نہیں ۔

(۲) جو شخص اپنی سالی کے ساتھ حرام کیا (زنا) اس کا نکاح رہا یا نہیں اگر نکاح ٹوٹ گیا تو پھر اس کے لئے کیا گنجائش کا طریقہ ہے ۔

(۳) بینک یا پوسٹ آفس کی بڑھی ہوئی رقم کیا واقعی سود ہے حربی حکومت سے بڑھی ہوئی رقم لے سکتے ہیں یا نہیں ۔

(۴) مسلمان سے مسلمان کو سود لینا کیسا ہے ۔

(۵) بعض مسلمان اپنا حلیہ انگریزوں کی طرح بنائے رکھتے ہیں اور کوئی مسجد کا امام بھول کر سلام انکو نہیں کیا تو تنقید کرتے ہیں سلام کرنے کی عادت نہیں تو ایسے لوگوں سلام کرنا جائز جو غیر مشرع ہو!

(۶) کسی لڑکی کا نکاح زبردستی کسی شخص سے لوگوں نے پڑھا دیا اور اس دن سے لڑکا کوئی دھیان نہیں دیتا ساتھ ہی کوئی ملاقات بات بھی نہیں کیا نکاح درست ہوگا یا نہیں ۔

(۷) میلاد کی محفل میں کھڑے ہوکر سلام پڑھنے کی کوئی شخص ناجائز عقیدہ رکھتے تو کیسا ہے ۔

(۸) اگر مجبوری ہے پاؤں میں ورم سے کھڑا نہیں ہوسکتا تو بیٹھ کر سلام پڑھ سکتا ہے یا نہیں ۔

فقط والسلام ۔ المستفتی

محمد علاء الدین مقام جھڑیا پوسٹ گوروا ضلع پلاموں (بہار)

الجواب (۱) نسبندی حرام ہے اس کا مرتکب سخت گنہگار ہے اور اس کا یہ جرم اگر شرعاً ثابت ہو تو امامت کے لائق نہیں تفصیل کے لئے ہمارا مطبوعہ فتوی لفافہ بھیجکر منگائیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

(۲) نکاح نہ ٹوٹا البتہ سخت گنہگار ہوا توبہ کرے
واللہ تعالیٰ اعلم

(۳،۴) مسلمان سے سود لینا حرام ہے اور حربی سے جو کچھ محض اسکی رضا وخوشی سے بے عذر شرعی ملے مباح ہے اسے سود سمجھنا جائز نہیں رسالہ بینک کا مطالعہ کیجئے جو قادری بکڈپو نو محلہ مسجد بریلی سے ملے گا ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

(۵) نہیں بشرطیکہ خوف فتنہ نہ ہو نہ اسکی تالیف سے ان کے سدھرنے کی امید ہو ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) اگر اس لڑکی نے اس نکاح کو قولاً یا فعلاً کسی طرح جائز نہیں کیا بلکہ رد کردیا تو نکاح رد ہوگیا وہ مختار ہے جس سے نکاح جائز ہوکر لے اور اور اگر کسی طرح نکاح کو جائز کردیا تو اب بے طلاق کوئی چارہ نہیں ۔

(۷) وہابی گمراہ بے دین ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

(۸) پڑھ سکتا ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ

نِهَایةُ الارشادِ الی احتفال المیلاد

تصنیف۔ علامہ عین القضاۃ حیدرآبادی علیہ الرحمہ
بانی مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ

ترجمہ:۔ مفتی عبدالحکیم نوری مصباحی (ایم اے)
(قسط اول)

"مقدمہ"

تفاسیر و احوال کی حیثیت سے بد عنوانی کی حفاظت

حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے مَنْ احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو ردٌّ جو شخص ہمارے اس دین میں نئی چیز کو ایجاد کرے گا جو اس دین سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ جس سے دو مطلق اور دو مقید مستفاد ہوتے ہیں (۱) مطلق اوّل وہ بدعت مطلقہ ہے جو دین و دنیا میں نو ایجاد ہو یا بحکم رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام دین میں داخل اور زمانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتبار سے فی نفسہٖ نو ایجاد ہو جسکی مثال نماز تراویح ہے جیسے سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایجاد فرمایا و بمطابق فرمانِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ علیکم بسنّتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین۔ تمہارے اوپر میری سنّت اور خلفاء راشدین کی سنّت پر عمل کرنا واجب ہے) دین میں داخل ہے اور زمانہ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے فی نفسہٖ بدعت ہے۔ اسی وجہ سے فاروق اعظم نے ارشاد فرمایا، نعمت البدعۃ ھذہ، یہ کیا ہی اچھی بدعت ہے۔

(۲) مطلق دوم بدعت فی الدین ہے۔ یہ مطلق اگرچہ فی نفسہٖ مقید ہے مگر دو آنے والے مقیدوں کی طرف منسوب کرتے ہوئے مطلق ہے اسے یوں سمجھئے کہ دونوں مطلقوں میں سے پہلا اپنی حقیقت کے اعتبار سے مطلق ہے اور دوسرا مقید کی طرف

منسوب ہونے کی وجہ مطلق ہے! پہلے کو بدعت غویّہ اور دوسرے کو بدعت شرعیہ کہتے ہیں!— ہنی مقید کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) پہلی قسم بدعت فی الدین ہے جس پر اصول شرع میں یان کردہ دلائل میں سے کوئی دلیل جاری نہ ہو اس کو بدعت سیّہ مردودہ کہتے ہیں۔

۲) دوسری قسم پہلی قسم کے مفہوم مخالف ہی ے عیاں ہے یعنی وہ بدعت فی الدین جو اصول شرع میں بیان کردہ دلائل کے طریقوں میں سے سی ایک طریقہ پر جاری ہو۔ اس قسم کو بدعت سنہ مقبولہ کہتے ہیں!— واضح ہو کہ بدعت کی یہ نسم بدعت ہونے میں ناقص ترین ہے اس لئے س کا دین میں نیا ہونا صرف صورت کے لحاظ سے ہے حقیقۃً یہ دین میں نیا نہیں ہے! بخلاف سیّہ ے اس لئے کہ اس کا دین کے اندر نیا ہونا صورت حقیقت دونوں لحاظ سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ دعت حسنہ دین کے اندر داخل اور حقیقتاً ایجاد کا ظہر ہے اختراع محض نہیں۔ بخلاف سیّہ کے اس لئے کہ وہ دین کے اندر داخل نہ ہونے کے باعث ختراع محض ہے۔ چونکہ حسنہ حقیقتاً بدعت نہیں لکہ دین میں داخل ہے لہٰذا فرمانِ خداوندی — لیوم اکملت لکم دینکم (میں نے آج تمہارے دین کو مکمل فرما دیا) کی رہنمائی اس بات کی جانب ہو رہی ہے کے اجتہادات وجملہ بدعات حسنہ کے ظہور سے قبل ہی دینِ اسلام کامل و مکمل ہو چکا ہے جیسا کہ اہلِ علم پر پوشیدہ نہیں!۔ اور جب بدعت سیّہ بدعت ہونے میں کامل ہے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ کل بدعت ضلالۃ (ہر بدعت گمراہی ہے) سے بدعت سیّہ ہی مراد لیجائیگی اس لئے کہ مطلق سے فردِ کامل سمجھا جاتا ہے اور کلُّ بدعۃ میں بدعت کا اطلاق مطلق ہے چونکہ بدعت فی الدین جسے بدعت شرعیہ کہتے ہیں دونوں مقیدوں کو مشترک اور دونوں میں منحصر ہے! لہٰذا بدعت شرعیہ بالذات دونوں کا مقسم ہوگی۔ اور وہ دونوں بدعت شرعیہ کے اقسام ہونگے!۔ اور رہی بدعت لغویہ تو وہ بدعت شرعیہ سے عام ہے لہٰذا دونوں مقید بدعت لغویہ کے اقسام بالتبع ہونگے بالذات نہیں!۔ ہاں بدعت حسنہ اور بدعت سیّہ آپس میں ہم مقابل اور ایک دوسرے قسم ہیں۔ میرا مندرجہ بالا گذشتہ بیان باعتبار قواعد، حدیث پاک سے مستفاد ہے جس سے بدعات کی وضاحت تفاسیر واحوال کی حیثیت سے بطور تحقیق ہو گئی جسمیں غلطی کا شائبہ اور مغالطہ کی آمیزش نہیں (بقیہ آئندہ)

قومِ مُسلم سے خطاب

ذرا سر جھکا کے دیکھ

دنیا کے چھوڑ کام ذرا سر جھکا کے دیکھ
غفلت کا توڑ دام ذرا سر جھکا کے دیکھ

فرصت نہیں ہے تجھ کو تعجب کی بات ہے
یہ بھی ہے ایک کام ذرا سر جھکا کے دیکھ

مرکز سے ہٹ گیا ہے تو غازی تھا تو شہید
مرکز پہ کر قیام ذرا سر جھکا کے دیکھ

آسائشیں ملیں تو نہیں تجھ کو قدرِ وقت
نا قدرِ فیضِ عام ذرا سر جھکا کے دیکھ

دربارِ حق میں آ کبھی اے صاحبِ خودی
کتنے ہیں کتنے دام ذرا سر جھکا کے دیکھ

تو بھول کر خدا کو ہوا ذلیل و خوار
حاکم تھا اے غلام ذرا سر جھکا کے دیکھ

تو میرِ کارواں تھا بفضلِ خدا کبھی
گم گشتہ مقام ذرا سر جھکا کے دیکھ

سجدہ تیرا نصیب بدل دے گا شرط ہے
شاداب و لالہ فام ذرا سر جھکا کے دیکھ

وہ شامِ کرب ہو کہ وہ صبحِ نشاط ہو
ہر گام ہر مقام ذرا سر جھکا کے دیکھ

تو صبحِ زندگی کے مناظر میں گم ہے کیوں
ہونے کو اب ہے شام ذرا سر جھکا کے دیکھ

رہنا ہے سُرخرو جو دو عالم میں تو نفیسؔ
راتوں میں کر قیام ذرا سر جھکا کے دیکھ

ڈاکٹر نفیسؔ بریلوی،
۱۴ خلیل شرقی۔ شاہجہان پور

علم غیب مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام

از ——— محمد جمیل احمد حبیبی، مدرس مدرسہ مصباح العلوم سمبل پور اڑیسہ۔

علم غیب اِن باتوں کے جاننے کو کہتے ہیں جنکو بندے عادی طور پر اپنی عقل اور اپنے حواس سے نہ معلوم کر سکیں۔ جیسا کہ حضرت علامہ امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر کبیر جلد ۱ ص ۴۷ پر تحریر فرمایا ہے قولُ جمہور المفسرین الغیب ھو الذین یکونُ غائبًا عن الحاسۃ ۔

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب کے بارے میں کیا عقیدہ تھا اسے جاننے کے مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش نظر ہیں ملاحظہ فرمائیں اور اپنے ایمان وعرفان کی دولت کو روشن فرمائیں۔ اور بد مذہبوں کی صحبت سے بچیں۔

خلیفۂ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا۔ قَامَ فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقامًا فاخبرنا عن بدءِ الخلق حتیٰ دَخَلَ اھل الجنّۃ منازلھم واھل النار منازلھم حفظہ ذٰلک مَنْ حفظہٗ وَنسیہٗ من نسیہٗ

یعنی ایک بار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم لوگوں (کے مجمع) میں کھڑے ہوئے تو آپ نے ہمیں مخلوق کی پیدائش سے بتانا شروع کیا یہاں تک کہ جنتی اپنے منازل پر جنت میں داخل ہو گئے اور جہنمی اپنے ٹھکانوں پر جہنم میں پہنچ گئے۔ جس نے اس بیان کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔ (بخاری شریف جلد نمبر ۱ ص نمبر ۴۵۳) ۔

اِنّ اللہ زوی لی الارض فرأیتُ مشارقھا ومغاربھا وَاِنَّ اُمتی سیبلغ مُلکُھا ما زُوِیَ لی منھا۔ مندرجہ بالا حدیث پاک حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ———

اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی تو میں نے مشرق سے مغرب تک زمین کا تمام حصہ دیکھ لیا اور

عنقریب میری اُمت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک کہ زمین میرے لئے سمٹی گئی ہے (مسلم شریف ص نمبر ۳۹۰) ۔ اِنَّ النبیَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صَعِدَ اُحُدًا وابوبکر وعمر وعثمان فرجَفَ بِهِمْ فضَرَبَہٗ برجلہٖ فقَالَ اُثْبت اُحُدُ فَاِنَّمَا علیكَ نبیٌّ وصِدِّیقٌ وشہیدَانِ

ترجمہ :۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ بیشک حضور نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان کوہِ اُحد پر چڑھے تو وہ اُن کے ساتھ ہلا ۔ حضور نے ٹھوکر مار کر فرمایا احد ٹھہر جا اس لئے کہ تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں ۔ (بخاری شریف جلد نمبر ۱ ص نمبر ۵۱۹)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن مدینہ شریف کے انصار سے مکہ معظمہ میں فرمایا ۔ اَلْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ ۔ یعنی میری زندگی وہاں ہے جہاں تم لوگوں کی زندگی ہے اور میری وفات وہاں جہاں تمھیں انتقال کرنا ہے ۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف ص نمبر ۵۷۷)

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگ کے لئے جب میدانِ بدر میں اترے تو فرمایا ۔ ھذا مَصْرَعُ فلانٍ ویضَعُ یَدَہٗ علی الأرض ھٰہُنا وَھٰہُنا قالَ فما مَاتَ اَحَدُھم عَنْ موضع یَدَہٗ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ فلاں کے ڈھیر ہونے کی جگہ ہے اور دستِ مبارک زمین پر رکھتے ہوئے بتایا کہ یہاں اور یہاں ۔ حضرتِ انس نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ مبارک رکھنے کی جگہ سے کوئی اِدھر اُدھر نہ ہوا ۔ (مسلم و مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۳)

اور حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے موقع پر فرمایا لاعطینَّ ھذہ الرایۃَ غدًا رَجُلاً یفتح اللہ علی یَدَیہ ۔ ترجمہ ۔ کل یہ جھنڈا میں ایک شخص کو دونگا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا ۔ (بخاری شریف جلد نمبر ۲، ص ۶۰۵ ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۳)

اور حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ مجھ سے میری والدہ حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حدیث بیان کی ۔ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ہوکر گذری ۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا تو حاملہ ہے اور تیرے پیٹ میں لڑکا ہے جب وہ پیدا

ہوتو میرے پاس لانا، ام الفضل (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے حمل کہاں سے آیا؟ حالانکہ قریش نے قسمیں کھالی ہیں کہ وہ عورتوں کے پاس نہیں جائیں گے۔ فرمایا بات وہی ہے جو ہم نے تم سے ارشاد فرمائی۔ ام الفضل نے کہا جب لڑکا پیدا ہوا میں خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ حضور نے بچے کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت فرمائی اور اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور اس کا نام عبداللہ رکھا اور فرمایا خلفاء کے باپ کو لے جا۔ میں نے حضرت عباس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کیا وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ام الفضل نے ایسا کہا۔ فرمایا بات وہی ہے جو ہم نے اُن سے کہی۔ یہ خلیفوں کا باپ ہے یہاں تک کہ اُن میں سے سفاح ہوگا۔ یہاں تک کہ اُن میں سے مہدی ہوگا۔ (دلائل النبوۃ۔ الدولۃ المکیۃ)

قارئین کرام ان احادیث کریمہ میں ابتدائے آفرینش سے جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کی خبر دینا، مشرق و مغرب تک زمین کے سارے حصے کو دیکھنا، بہت پہلے حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شہید ہونے کی خبر دینا، یہ فرمانا کہ میری وفات وہیں ہوگی مدینہ طیبہ میں جہاں انصار کی موت ہوگی میدانِ بدر میں ایک دن پہلے بتا دینا کہ یہاں فلاں پچھاڑا جائے گا اور یہاں فلاں ڈھیر ہوگا، خیبر میں یہ فرمانا کہ میں کل جس کو جھنڈا دوں گا اس کے ہاتھ پر فتح ہوگی، اور ام الفضل (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے حاملہ ہونے پر اس بچے کے "ابو الخلفاء" ہونے یہاں تک کے اسکی نسل سے "سفاح" اور مہدی کے ہونے کی اطلاع دینا سب غیب کی خبریں ہیں جن سے حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو آگاہ فرمایا۔ ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ عقیدہ تھا کہ ہم کو علم غیب حاصل ہے ورنہ اِن باتوں کو وہ اپنی زبان پر ہرگز نہیں لاتے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ اللہ جل جلالہ، کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ وَاللہِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ رُکُوْعُکُمْ وَلَا خُشُوْعُکُمْ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ۔ یعنی خدا کی قسم تمہارا رکوع اور خشوع مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ میں پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں (بخاری شریف جلد نمبر ا ص ۵۹ و ص ۱۰۲)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ عقیدہ ہے کہ خشوع جو دل کی ایک کیفیت کا نام ہے وہ بھی ان سے پوشیدہ

نہیں آپ اسے جانتے ہیں۔ اور یہ علم غیب ہے پھر اس حدیث شریف حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ عقیدہ بھی ثابت ہوا کہ وہ پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھتے ہیں۔

قارئین کرام! اگر کوئی یہ خیال کرے کہ حالت نماز میں آنکھ کے کونے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھ لیا تو فرمایا کہ میں پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔ تو یہ خیال غلط ہے۔ اس لئے کہ صفوں کے آخر میں غلطی کرنے والے کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا اور تنبیہ فرمائی جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف مروی ہے کہ صَلّٰی بنا رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الظہر وفی مُؤخّر الصّفوف رَجُلٌ فاساءَ الصّلاۃَ فلمّا سَلَّمَ نَاداہُ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم یَا فُلانُ الا تتقی اللہ اَلَا تریٰ کیف تصلّی انکم ترونَ اَنّہٗ یخفی علی شیٔ مِمّا تصنعُونَ واللہ اِنّی لَارٰی من خلفی کما اریٰ من بین یدی

ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ اور صفوں کے آخر میں ایک شخص تھا جس نے نماز بری طرح پڑھی جب حضور اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو اسے آواز دی کہ اے فلاں! کیا اللہ سے نہیں ڈرتا۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ کیسے نماز پڑھتا ہے؟ تم یہ سمجھتے ہو کہ مجھ پر تمہارا کوئی عمل چھپا رہتا ہے۔ خدا کی قسم میں پیچھے ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے کہ اپنے آگے دیکھتا ہوں

(مشکوٰۃ شریف ص ۷۷)

محترم قارئین کرام میرے دینی سنی و بریلوی مسلمانو! حدیث شریف میں غور کیجئے۔ حدیث شریف میں "فی موخّر الصَّفِّ" نہیں کہ پہلی صف کے آخر میں شخص مذکور تھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آنکھ کے کونے سے اس کو دیکھ لیا بلکہ "فی موخّر الصفوف" ہے یعنی وہ شخص آخری صف میں تھا لیکن حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پیٹھ کے پیچھے سے اسکو دیکھ لیا۔ درمیان کی صفیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے میں روکاوٹ نہیں پیدا کر سکیں۔

سر عرش پر ہے تری گزر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئ نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورہ مبارکہ "اِذَا جاءَ نصرُ اللہِ"۔ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا اور ان سے فرمایا۔ "نُعِیَتْ اِلَیَّ نفسی فبکت قالَ لا تبکی فَاِنّکِ اوّلُ اَھلی لاحقٌ بی فضحکت

یعنی مجھے میری وفات کی خبر دی گئی ہے تو رونے

لگیں حضور صلی اللہ تعالیٰ وسلم نے فرمایا نہ روؤ
اس لئے کہ میرے گھر والوں میں سے سب سے پہلے
تم ملوگی تو وہ ہنس پڑیں (مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۹)
اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا سے مروی ہے ۔ اُمہاتُ المومنین نے رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم
میں کون سی بیوی کی آپ سے آخرت میں سب سے
پہلے ملاقات ہوگی ؟ آقا صلی اللہ تعالیٰ وسلم نے
فرمایا جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہیں۔ یہ سن کر
اُمہاتُ المومنین نے ایک دوسرے کے ہاتھ ناپے
تو پتہ چلا کہ حضرت سودہ کے ہاتھ سب سے لمبے ہیں
لیکن بعد کے واقعات نے بتایا کہ لمبے ہاتھ ہونے
سے مراد صدقہ دینے میں زیادتی تھی اور ہم میں سب
سے پہلے انتقال کرنے والی حضرت زینب تھیں جو
صدقہ دینے کو بہت محبوب رکھتی تھیں (بخاری شریف
جلد نمبر ۱، ص نمبر ۱۹۱ ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۱۶۵)

قارئین کرام مندرجہ بالا حدیثوں میں ہمارے
آقا و مولیٰ حضور دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی اس خبر پر کہ "میرے گھر والوں میں سے تم سب
سے پہلے مجھ سے ملوگی" حضرت سیدہ طاہرہ فاطمہ
زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خوش ہو کر ہنسنا ۔ اور
اُمہاتُ المومنین کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
سے دریافت کرنا کہ ہم بیویوں میں سے کون آخرت
میں سب سے پہلے آپ سے ملاقات کرے گی ؟ اور پھر
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پر ایک
دوسرے کے ہاتھ کا ناپنا ان سارے واقعات سے
کھلم کھلا ثابت ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ زہراء اور
حضرات امہاتُ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا یہ
عقیدہ تھا کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو غیب کا علم ہے اور جو انھوں نے فرمایا
ہے وہی ہو کر رہے گا ۔

(بقیہ اداریہ)

بالخصوص مسلمانوں، علماء ائمہ مساجد، مدارس
اسلامیہ، جماعت اور عہدیداران، انجمن تعلیمات
دین اصلاح سے اپیل کی ہے کہ حکومت کے
ان اقدامات کے خلاف عوامی جلسہ کرکے تجاویز پاس
کی جائیں اور مرکزی حکومت، صوبائی حکومت
اور گورنر اتر پردیش کو بھیجی جائیں ۔ اسکولوں میں
جہاں ایش وندے ماترم اور بھارت ماتا پر پھول
چڑھانے کا عمل ہو رہا ہے وہاں مسلمان بچوں کو
تلقین کیجائے کہ وہ اس میں حصہ نہ لیں ۔

اس سلسلہ میں ہینڈبل شہر، قصبوں اور
بالخصوص دیہاتوں میں تقسیم کرا کے ایک عوامی ۔
بیداری پیدا کی جاتے ۔ اپنے احساسات سے
حکومت یوپی کو متوجہ کریں ۔

اسلام اور عدل و مساوات

از ــــــــــ سلیم الامجدی بالسنی ضلع ناگور

اسلام نے بنی نوع آدم کی مختلف نسلوں کو عدل و مساوات کی بنیاد پر متحد کرنے میں جو زبردست اور حیرت انگیز کامیابی حاصل کی ہے دنیا کی کوئی سوسائٹی بھی اس کی برابری کا دعوی نہیں کر سکتی اور اسلام کو یہ کامیابی صرف اس لئے حاصل ہوئی ہے کہ وہ ایک مذہب ہی نہیں بلکہ زندگی کا ایک مکمل نظام اور ضابطہ بھی ہے۔ اس لئے قرآن مقدس نے انسان کی صرف روحانی معاملات میں ہی رہنمائی نہیں کی ہے بلکہ سماجی قانونی اور اخلاقی امور میں بھی بنی نوع انسان کی کامل رہنمائی کرتا ہے۔ جیسا کہ خود ارشاد ربانی ہے۔ یاایہا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعرفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ہ اے لوگوں ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمھیں شاخیں اور قبیلے کیا تاکہ آپس میں پہچان رکھو بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم زیادہ پرہیزگار ہے۔ کنزالایمان

اس ایت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک صرف وہی پیارا ہے جو پرہیزگار ہے اللہ سے ڈرنے والا ہے اور دوسرا کوئی پیارا نہیں سب کے سب برابر ہیں۔

آئیے اب عدل کا مفہوم ملاحظہ فرمائیں۔

عدل کا معنی امام غزالی اسطرح بیان فرماتے ہیں۔ ھو ضبط الشھوۃ والغضب تحت اشارۃ العقل والشرع ہ شہوت وغضب کی قوت کو اس حد تک ضبط کرنا کہ وہ عقل وشرع کے تابع ہوجائے

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی سے عدل کے بارے میں سوال

کیا تو انھوں نے فرمایا کہ خوب تم نے ایک بڑی بات پوچھی پھر فرمایا۔

چھوٹوں کے لئے باپ بڑوں کے لئے بیٹا اور برابر والوں کے لئے بھائی بن جاؤ اور اسی طرح عورتوں کے لئے بھائی بن جاؤ لوگوں کو ان کی غلطیوں اور طاقت کے لحاظ سے سزائیں دو غصّہ کا اظہار ہر ایک سے یکساں نہ کرو ورنہ ظلم کرنے لگو گے۔

اسلام میں عدل وانصاف قانونی احکام میں جس پر ہر ایک کو عمل کرنا ضروری ہے اس لئے گریز کرنے والا دنیا و آخرت میں سخت سزا کا موجب ہوتا ہے اسلامی عدل کے ترازو میں تمام انسانوں کو مساویانہ حق ہے کسی شریف کی شرافت کسی غیر شریف کی ذلت اسے عدل اسلامی سے محروم نہیں کرتی کسی طاقت ور کی طاقت کسی لاغر کی لاغری اسلامی اصول واحکام پر اثر انداز نہیں ہوتی۔

اسلام ایک ایسا غیر متعصب ترازو ہے۔ جو فرائض واحکام میں کسی کی پروا نہیں کرتا۔ اس اصول کے مطابق ظالم اپنے ظلم کی سزا پاتا ہے چاہئے وہ بادشاہِ وقت ہی کیوں نہ ہو۔ ارشادِ ربانی ہے۔

انّ اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان وایتای ذی القربیٰ وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون ٥ ترجمہ:۔ بے شک اللّٰہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کو دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے تمھیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان دو۔

اس آیت کے بارے میں علماء عظام کی بڑی تعداد کا یہ قول ہے کہ اگر قرآن مقدس میں صرف یہی ایک آیت نازل ہوتی تو (ہدایت کے لئے) کافی ہوتی (بحوالہ روح المعانی ج نمبر ۱۴، ص ۲۲)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہی آیت حضرت عثمان بن مظعون کے اسلام لانے کا سبب ہوئی جو فرماتے ہیں اس آیت کے نازل ہونے سے ایمان میرے دل میں جگہ پکڑ گیا اس آیت کا اثر اتنا زبردست ہوا کہ ولید بن مغیرہ اور ابو جہل سے سخت دل کفار ان عرب کی زبانوں پر بھی اس کی تعریف آہی گئی

عبادات و معاملات اور تقویٰ اسلام کے اعلیٰ تعلیمات پر عمل کرنے کا ثمرہ ہے قرآن مقدس نے عدل وانصاف کو کلید تقویٰ فرمایا ہے رب تعالیٰ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے۔

اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ ترجمہ:۔ انصاف کرو وہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو

بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

عدل و انصاف کو جاننے کے لئے سب سے پہلے سیرت النبی کا مطالعہ غور سے کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ آپ نے عدل و مساوات کو کس طور سے قائم فرمایا۔ اللہ اللہ قربان ہوجائے ہماری جان اس ارشادِ مبارکہ پر جس نے غلاموں سے برتاؤ کا ایسا طریقہ دنیا کو بتلایا جس سے غلاموں کو بھی آقاؤں کی صف میں لاکھڑا کردیا۔ آقا علیہ الصلاۃ والسلام۔ فرماتے ہیں۔

لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لابیض علی اسود علی ابیض الّا بالتقویٰ

ترجمہ:۔ عرب کے کسی باشندے کو عجمی پر اور عجم کے کسی باشندے کو عربی پر اور گورے رنگ والے کو کالے پر اور کالے رنگ والے کو گورے شخص پر کوئی فضیلت نہیں فضیلت کا ذریعہ محض تقوی ہے۔ یہ ہے ہمارے رسول کا درس مساوات جنھوں نے تمام بنی نوع آدم کو ایک رہنے کا حکم دیا کسی کو کسی پر فوقیت نہیں دی اور تمام انسانوں کو ایک پلیٹ فارم پر لاکھڑا کردیا اور فرمایا کہ تم میں اعلیٰ و اشرف وہی ہے جو متقی ہو پرہیزگار ہو اس کے علاوہ سب مساوی ہیں آپ نے اس فرمانِ عالی کو عملی جامہ بھی پہنایا۔ چنانچہ جب کفار قریش کے خلاف غزوۂ بدر میں آپ صحابۂ کرام کی صفیں درست فرمارہے تھے اور دستِ مبارک میں ایک چھڑی ہے ایک صحابی ذرا سیدھے نہیں تھے تو آپ نے لکڑی کی چھڑی سے آپکے بغل میں کچو کا لگایا تاکہ وہ صحابی برابر ہوجائیں۔ جب سرورِ کائنات معلمِ عدل و مساوات بیمار ہوجاتے تو پورے مدینہ میں اعلان فرمادیا کہ کسی کا بھی اگر میرے اوپر کسی کا حق ہو تو آکر لے لے تو وہی صحابی آتے ہیں اور کہتے ہیں یا رسول اللہ غزوۂ بدر میں۔ آپ نے میرے چھڑی چبھوئی تھی اس کا میں بدلہ لینا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا میں حاضر ہوں ان صحابی نے عرض کی کہ اس وقت میرے بدن پر کرتہ نہیں تھا آپ بھی کرتہ اتار دیجئے آپ نے کرتہ بھی اتار دیا اور پشت مبارکہ اس پر پیش کردی اس صحابی نے بڑھ کر آپ کی پشت مبارک اور مہر نبوت کو چوم لیا اور کہا یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں میری زندگی میری زندگی بھر کی تمنا تھی کی مہر نبوت کو چوم کر سامان آخرت کردوں۔

مسلمانوں قربان جاؤ عدل و مساوات کے اس حسین پیکر پر جس نے اپنے ایک غلام کو حالتِ بیماری اپنا جسدِ اطہر پیش فرمادیا یہ عدل اسلامی

یہ ہے مساواتِ اسلامی یہ ہے معلم عدل ومساوات
عدل اسی لئے تو مالکِ کائنات ارشاد فرماتا ہے
نک لعلی خلقٍ عظیم ہ لقد کان لکم فی رسول
اللہ اسوۃ حسنۃ ہ ۔

آپ کے بعد خلفائے راشدین عمر بن عبدالعزیز
صلاح الدین ایوبی اور بہت سے خلفائے اسلام نے
دل و مساوات کے ایسے ایسے کارنامے انجام دیئے
ن کو جان کر عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں ۔

سلطنتِ غسان کا شہزادہ جبلہ بن ابراہیم عہد
روقی میں عسائیت چھوڑ کر مسلمان ہوگیا تمام
سلمان اس کی بڑی خاطر کرتے تھے ایک مرتبہ وہ
ج بیت اللہ کو گیا وہاں کسی دیہاتی کا پیر اچانک
س کے لباس شاہی پر پڑ گیا تو اس نے اس بدوی
یہاتی کو غصے میں آکر ایک تھپڑ رسید کر دیا کہ ایک
مولی شخص نے میرا لباس دبا دیا امیر المومنین عمر
روق رضی اللہ عنہ کے اس اعرابی نے شکایت
ی ۔ امیر المومنین نے اس شہزادے کو بلا کر فرمایا
م نے اس پر ظلم کیا کہ جب کہ اسلام میں عدل
مساوات کا حکم دیا گیا ہے اب تم اس کو راضی
رو ورنہ تم سے قانونی لحاظ سے بدلہ لیا جائے گا
بلہ حیران رہ گیا اور کہا مجھے ایک دن کی مہلت
ی جائے ۔ اس کو اجازت مل گئی اور وہ راتوں
رات مدینہ سے فرار ہوگیا اور مرتد ہوگیا ۔

(بحوالہ منثورات)

یہ ہے اسلامی قانون کا سخت مساواتی حکم جو کسی شاہ و گدا میں بالکل امتیاز نہیں کرتا مساوات کا نفاذ کامل عدل کا نتیجہ ہے جہاں بھی مساوات پائی جائے گی وہاں عدل ضرور ہوگا اسلام نے عدل و مساوات کے ذریعے بنی نوع انسان کو متحد کرنے کے لئے جو اقدامات کئے ہیں وہ اس وقت کے مسلم خلفاء سلاطین اور بادشاہوں کے طرز عمل سے ظاہر ہیں مسلمانوں نے اتنی کم تعداد میں ہونے کے باوجود پوری دنیا پر اپنا قبضہ جما لیا تھا اور عیسائی حکومتیں جو اپنے وقت کی رعب دار سلطنتیں تھیں وہ بھی مسلمانوں کو ٹیکس ادا کرتی تھیں اور مسلمانوں کی حکومتوں میں بیشتر اقوام کے لوگ رہتے بستے تھے لیکن مسلمانوں نے کبھی ان کے رنگ و نسل و تہذیب و تمدن کی بنیاد پر ان کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں کیا بلکہ ہمیشہ عدل و مساوات کا دامن تھامے رہے اور ان کے مذہبی اور معاملاتی رسوم میں کبھی خلل نہیں ڈالی ۔ اسلام کے عدل و مساوات سے متاثر امریکہ کے ایک مشہور ترین پروفیسر گرین برگ نے اس بات کو اپنے ان الفاظ میں بیان

کیا ہے۔

اسلام کی جس خوبی نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ اسلام کی وسیع نظری ہے۔ میرے خیال میں اسلام سے بڑھ کر کسی مذہب نے تنگ نظری کی مذمت نہیں کی تنگ نظری اور تعصب ایک ایسی بیماری ہے جو انسان کی ذھنی و فکری صلاحیتوں کو تعمیر کی راہ سے ہٹا کر تخریب کی راہ پر ڈال دیتی ہے۔ اور کچھ آگے موصوف لکھتے ہیں۔

مختصر یہ کہ اسلام کسی صورت میں بھی متعصب اور تنگ نظری کو جائز نہیں رکھتا اور یہ بات اسلام کی ایک ایسی خصوصیت ہے جیسے جان بوجھ کر تو انکار کیا جا سکتا ہے مگر انکار کے ثبوت میں کوئی معمولی سی دلیل بھی پیش نہیں کی جا سکتی۔

ماخوذ ماہنامہ دین دنیا دہلی دسمبر ۱۹۶۱ء

مختصراً اسلام کا پورا آئین قرآن کریم کے کسی حکم میں کسی کے لئے ترمیم کرنی ممکن نہیں ہے اسلئے اس کی تمام ترہدایات اس امر کی ضمانت ہیں کہ ان میں قیامت تک کوئی تبدیلی ممکن نہیں ہو سکتی اسی لئے جسطرح خود اسلام بنی نوع انسان کا آخری اور مکمل مذہب ہے۔ اسی طرح اس کے احکام و اصول بھی آخری اور مکمل ہیں۔

اس سلسلہ میں اسلام کے قانون عدل پر نظر ڈالئے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ دنیا کے تمام قوانین عدل میں ضرورت کے وقت تبدیلیاں واقع ہوتی رہتی ہیں مگر اس کے برعکس قانون اسلام ایک ایسا دائمی قانون ہے جو کبھی بھی نہیں بدل سکتا جیسا آج سے چودہ سو سال قبل تھا ویسا ہی آج بھی موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا۔

نعت شریف

از ــــــ غلام یٰسین اختر گریڈ ھی

وہ صاحب کمال ہے وہ ارجمند ہے
جن کا تمام نبیوں میں رتبہ بلند ہے

سنی کو جشن پاک منانا پسند ہے
جس کو نہیں پسند وہی دیوبند ہے

ناراض ہیں نبی و خدا اس لئے کہ تو
شیطان دیوبند میں اب تک تو بند ہے

اختر میں رشک کیوں نہ کروں اپنے بھاگ پر
میں امت رسول ہوں رتبہ بلند ہے۔

منقبت

در شانِ پیرِ طریقت حضرت علّامہ تحسین رضا خاں صاحب قبلہ مدّظلہٗ العالی

سارے تحسینی جائیں مدینہ اپنے مرشد کے سائے میں
روضے پر ہم نعت سُنائیں ایسا بھی ہو سکتا ہے

سب تحسینی مِل کر گائیں اپنے تحسین کے نغمے
وجد میں سارے ہی آجائیں ایسا بھی ہو سکتا ہے

مرشدِ حق کے پاس جو فیض کی ضیائیں ہیں!
پڑجائیں ہم پر بھی شعاعیں ایسا بھی ہو سکتا ہے

لطفِ عمیم میرے تحسین کا ہو جاتا ہے جس کی طرف
غمگیں دل کو شادماں کر دیں ایسا بھی ہو سکتا ہے

علم میں تو ہے میرے تحسین کی ذات لاجواب
سب کو ہی خوش خو وہ بنادیں ایسا بھی ہو سکتا ہے

وہ سادگی تحسین کی وہ پاکیاں تحسین کی
ہم کو بھی وہ نیک بنادیں ایسا بھی ہو سکتا ہے

میرے پیر کی ایک ایک نگاہ ہے بڑی ہی کارساز
بد آئے اور نیک ہو جائے ایسا بھی ہو سکتا ہے

وجد دلاتے مرشد آئے ہیں بزمِ تحسینی میں
سارے تحسینی لے لیں مزا دیں ایسا بھی ہو سکتا ہے

عامر تحسینی کے تو دل کا یہ ارمان ہے
منقبت تحسین سنائیں ایسا بھی ہو سکتا ہے

نتیجۂ فکر:- محمد عامر تحسینی
کٹکوئیاں ۲۱۵ پرانا شہر بریلی شریف

امام احمد رضا اور مشائخ ہند

مولانا عبدُ المجتبیٰ رَضوی، رضا لائبریری، اندھرا پل بنارس

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ اپنے دور کے مشائخ کرام سے نہایت عقیدت اور الفت رکھتے تھے ہندوستان کی قدیم خانقاہوں کی عظمت و بزرگی گھٹانے کی زبردست تحریک برطانیہ نے چلائی مگر امام موصوف برطانوی طاقت کے آگے ایک مظبوط آہنی دیوار بن گئے اور خانقاہوں کے معمولات کا احیاء پوری قوت علمی و ایمانی سے فرمایا۔ ذیل کے واقعات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امام احمد رضا اپنے مشائخ سے کس قدر محبّت کرتے اور ان مشائخ کے قلوب میں آپکی کس قدر عظمت تھی۔ اخبار دبدبۂ سکندری رامپور اس طرح واضح کرتا ہے۔

(۱) رمضان المبارک ۱۲۹۳ھ کا مبارک مہینہ ہے کہ اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس، گنج مرادآباد تشریف لے گئے۔ اور ایک جگہ قیام فرما کر اپنے دو ہمراہیوں کو شیخ علیہ الرحمۃ (حضرت فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی) کی خدمت مبارکہ میں بھیجا اور تاکید فرمادی کہ صرف تنا کہدینا ایک شخص بریلی سے آیا ہے، ملنا چاہتا ہے۔؟

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے معًا فرمایا: وہ یہاں کیوں آئے ہیں، انکے دادا اتنے بڑے عالم۔ انکے والد اتنے بڑے عالم اور وہ خود عالم، فقیر کے پاس کیا دھرا ہے پھر نرم ہوکر بکمال لطف فرمایا بلائیے، تشریف لائیں۔ بعد ملاقات اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے مجلس شریف (میلاد شریف) کی نسبت حضرت شیخ علیہ الرحمۃ سے استفسار کیا۔ ارشاد فرمایا۔

آپ لوگ اسے بدعت حسنہ کہتے ہیں اور میں سنّت جانتا ہوں۔ صحابۂ کرام جو جہاد کو جاتے تھے تو کیا کہتے تھے یہی نہ کہ: مکہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر قرآن اتارا

انھوں نے معجزہ دکھائے .... ایمان لاؤ ورنہ جنگ کے لئے تیار ہوجاؤ۔ اور پھر سر بانٹنے لگتے ہیں [۱]

اعلیٰ حضرت کی عادت تھی کہ جب پیلی بھیت تشریف لیجاتے تو حضرت جناب تقدس مآب حاجی میاں محمد شیر صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے ضرور ملنا ہوتا۔ ایک روز بعد مغرب تشریف لے گئے۔ حضرت شاہ صاحب نے ایک آہ سرد بھری جسکی وجہ اعلیٰ حضرت نے دریافت فرمائی۔ تو فرماتے تھے کہ فیض بند ہوگیا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کیا باعث۔ (ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ دل میں بیٹھے بیٹھے یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ کہیں کوئی بات شاید وہابیوں کی بھی حق ہو یہ خیال آتے ہی فیض کا دروازہ بند ہوگیا۔

فرمایا کہ آپ ذکر شریف حضور پُرنور محبوب اکرم سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کیجئے اس سے فیض جاری ہوجائے گا۔ چنانچہ اس وقت مجلس مبارک غوثیت ترتیب دی گئی۔ بعد نماز عشاء نصف شب تک حاضرین کو بہرہ یاب فرمایا اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہزاروں دعائیں دیکر رخصت فرمایا [۲]

امام احمد رضا اور سجّادہ نشین حاجی وارث علی

روزنامہ دبدبۂ سکندری رامپور نے اس واقعہ کی تفصیلات اس طرح بیان کی ہے:

(۳) حاجی سیّد وارث علی کے سجّادہ نشین سیّد شاہ محمّد ابراہیم صاحب قبلہ اعلیٰ حضرت کی زیارت کے لئے بریلی آئے ہمراہ شاہ محمّد فاروق حسن صابری مدیر اعلیٰ دبدبۂ سکندری

شاہ محمد رفیق حسن صابری قادری

حکیم مولوی احمد حسن صاحب عرف منا میاں لکھنوی

منشی محمد عبدالمجید خانصاحب صابری ادیب محدث و مولف فرہنگ حامدیہ

مولوی خادم حسن خانصاحب صابری۔ و خاکسار فضل صابری۔

بریلی اترے اسٹیشن پر استقبال کے لئے۔ اعلیٰحضرت، حجۃ الاسلام، مفتیٔ اعظم ہند، صدر الشریعہ حاضر تھے۔ [۱]

(۴) دوسری خبر یہ شائع ہوئی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور جناب سجّادہ نشین دیوہ شریف کی ملاقات۔ راقم دبدبۂ سکندری مع عزیزازجان میاں، محمد رفیق خاں صاحب صابری سلمہ اللہ تعالیٰ، سیّد صاحب قبلہ کے ہمراہ تھے۔ پالکی سیّد صاحب کے لئے لائی گئی، تعظیم و تکریم کا شاندار عمل کیا گیا۔

---

[۱] روزنامہ دبدبۂ سکندری رام پور ص ۵، یکم اپریل ۱۹۱۲ء

[۲] " " " ۵ " "

اعلیٰ حضرت کے دولت کدے پر پالکی پہنچی تو چند منٹ کے بعد اعلیٰ حضرت دولت خانے سے برآمد ہوئے سب سے اول، بعد مراسم سنت سنیہ حضرت خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام۔ مہکتے پھولوں کا ہار سیّد صاحب قبلہ کو پیش کیا جسے آپ نے نہایت مودبانہ شکر گزاری سے قبول فرمایا۔[۱]

درگاہ معلیٰ اجمیر شریف

درگاہ معلیٰ اجمیر میں ۱۴، ۱۵ رجب المرجب کو دارالعلوم معینیہ عثمانیہ درگاہ معلیٰ کے دو جلسے نہایت شاندار ہوئے اس سال دارالعلوم کی جانب سے خاص جلسہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ مشاہیر علماء اہلسنت اور حضرات واعظین شریک جلسہ ہوئے۔

حامی سنت حضرت علامہ مولانا حاجی شاہ احمد رضا خاں صاحب مدظلہ بریلوی موصوف بہ سبب جبلپور شریک جلسہ نہ ہو سکے مگر مولانا موصوف نے خلف الصدق مولانا حاجی محمد حامد رضا خاں صاحب کو خاص ہدایت فرمادی تھی کہ اس لئے آپ کے ساتھ جناب زبدۃ الفضلاء مولانا مولوی شاہ ظہور الحسین صاحب فاروقی رامپوری صدر مدرسہ اہلسنت بریلی اور دیگر مدرسین مدرسہ موصوف کے ساتھ تشریف لاکر شریک جلسہ ہوئے۔

مولانا صوفی حبیب الرحمٰن خانصاحب بہادر شروانی ناظم امور مذہبی دولت آصفیہ و صدر جلسہ نے فضائل علم پر نہایت مبسوط اور عالمانہ افتتاحی تقریر فرمائی۔[۲]

بیسویں صدی میں خانقاہ

یہ قابل تردید حقیقت ہے کہ بیسویں صدی میں برطانوی طاقتوں سے جن مجاہدین اسلام نے ٹکر لیا اور برطانوی ظلم وجبر کے شکار ہوئے وہ تمام کے تمام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے فیضان علمی کے فرزند تھے، شاہ ولی اللہ کی اس خانقاہ کے بعد حضرت شاہ مرزا مظہر جان جاناںؒ کی خانقاہ کے تربیت یافتوں کی بھی خدمات نقش کالحجر ہیں کیا حضرت علامہ فضل حق نے حضرت مجدد الف ثانی کی طرح علم جہاد بلند نہیں کیا انگریز کے خلاف فتویٰ جہاد جاری نہیں کیا اور پھر ان کے فیضان علمی کی سب سے عظیم امانت امام احمد رضا محدث بریلوی نے یہود و نصاریٰ، ہندوں اور مشرکوں کے لئے بیک زبان فتوئے جہاد نہیں

دیا۔ اور اس شعر کا کون انکار کر سکتا ہے۔

اے پسرِ مُشرکان بزم ترم ترسی
کیں رَہ کہ تو میروی بہ کنگ وجمن ہے

خانقاہ کے دشمنوں کا دستور اساسی

(۱) عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محافل کی سخت ممانعت کرنا اور اس کو بدعت بتانا۔ اور کہنیا کے جنم سے تشبیہ دینا

(۲) اولیاء اللہ کے اعراس کو شرک وبدعت کا اڈا بتانا ہے اور وہاں کے سفر کو قتل وزنا سے بدتر تعبیر کرنا۔ معاذ اللہ۔

(۳) ایصالِ ثواب اور قرآن خوانی کو بدعت بتانا۔

(۴) اعراس اور فاتحہ کے کھانے کو ناجائز اور حرام کہنا

(۵) حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کے ساتھ قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی، مسارک وسلاسل کے ماننے والوں کو مشرک بنانا بلکہ شرک

(۶) انبیاء واولیاء سے استعانت واستغاثہ کو حرام کہنا۔

(۷) اولیاء اللہ کی تعظیم سے اللہ کا تقرب حاصل ہوتا ہے اس کو شرک بتانا۔

(۸) مزارات پر قبے بنوانا، چادر، پھول، وغیرہ چڑھانے کی سخت مخالفت کرنا اور اس کو شرک بتانا۔

مذکورہ بالا دستور برطانوی خفیہ سیاسی مجلس شوریٰ میں طے ہوا اور فوج کا پورا سرمایہ ابن عبدالوہاب نجدی کے ہم عقیدوں کے اس دشوار نفاذ پر خرچ ہونے لگا بعد میں برطانوی بیسوں کے لالچ نے تحریک دیوبند اور اس کے متبعین کو بھی اپنے دامن میں سمٹ لیا اور دونوں مختلف الخیال ہو کر ایک ہی دستور اساسی پہ عمل پیرا ہو گئے

اہلِ خانقاہ کی کس مپرسی اور اس وقت کا قائدِ اعظم:

مذکورہ بالا دستور کے اعلان ہوتے ہی ہندوستان میں آگ لگ گئی۔ یکے بعد دیگرے متعدد اردو اور انگریزی زبانوں میں اسکی تشہیر انلا پیمانے پر ہونے لگی۔ چنانچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی اس کا اعتراف ان لفظوں میں کرتے ہیں

" شاید ان لوگوں نے اسمٰعیل شہید
اور ان کے حواریوں کی دل آزار
کتابیں نہیں پڑھیں جن کو سالہا
سال صوفیائے کرام برداشت
کرتے رہے اِن کتابوں میں جیسی

سخت کلامی برتی گئی ہے اس کے
مقابلے میں جہاں تک میرا خیال
ہے مولانا احمد رضا خان صاحب
نے ابتک بہت کم لکھا ہے۔
جماعت صوفیہ علمی حیثیت سے
موصوف کو اپنا بہادر، صف
شکن، سیف اللہ سمجھتی ہے
اور انصاف یہ ہے کہ بالکل جائز
سمجھتی ہے [1]

اس وقت ہندوستان کی تمام قدیم خانقاہیں اپنے قدیم نصب العین پر گامزن تھیں مشائخ قدیم کی تمام علمی وارثتیں الماریوں کی زینت تھیں۔ اور پدرم سلطان بود نعرہ ہی نعرہ اکثر خانقاہوں سے بلند تھا۔ مگر حضرت امام موصوف ان حالات سے بہت ہی دل برداشتہ ہوئے اور اپنی پوری متاع حیات خانقاہ کے معمولات و مراسم کی حفاظت میں صرف فرمائی۔ زمینداری کی پوری رقم اشاعت مذہب حق پہ صرف فرمادی اور اپنے شاگردوں کا قافلہ اکناف عالم میں روانہ فرماکر اسلامیان ہند کی لاج رکھ لی۔ ورنہ آج درندہ صفت بدعقیدہ نہ معلوم ہندی مسلمانوں کو کس گھاٹ کا پانی پلاتے۔ جیسا کہ ان کا یہ قول ہے

مجلس قانون ساز میں اہل حدیث کے
لئے نشستیں مخصوص کردی جائیں۔
ہندؤں سے ہم کو پہلے ہی سے اچھا تجربہ
ہے۔ حقوق مساجد کے مقدمات میں ہندو
حاکم نے ہم کو ڈگری دی ہے۔ اسی طرح
عیسائی حاکم نے بھی۔ حنفی حاکم نے ہرا
دیا ہے۔ ہندو اور شیعہ وکیلوں نے ہمارے
مقدمات کی پیرویاں کی ہیں۔ ہندو
گواہوں نے ہمارے موافق گواہیاں دی
ہیں اسی طرح شیعہ نے احناف نے
بالکل برخلاف پس مخلوط انتخاب کی
صورت میں ہندؤں سے ہم کو ووٹ بہ
کثرت ملیں گے اور ہم مجالس قانون
ساز میں پہنچ کر فرضی شرع محمدی کو منسوخ
کراکے حقیقی شرع محمدی کو قائم کرسکیں گے
٦۔ جو ابن تیمیہ اور ابن عبدالوہاب کا دستور ہے) معاذ اللہ [2]

مذکورہ بالا حوالے کو بار بار پڑھیں اور وہابیہ کے ذہنی آوارگی کا مشاہدہ کریں کہ یہ لوگ کس دین کو نافذ کرینگے جس مذہب و مسلک کے ماننے والوں نے ہندوستان

---

[1] ہفت روزہ خطیب دہلی مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۱۵ء

[2] اشتہار ناشرین محمد اسمعیل خان پیری کلاں، عبدالمجید چاہ میہاں، عبدالسلام مدنپورہ، بنارس پریس گلی گھڑگراں بنارس ص ۳/۴

ہیں ساڑھے نو سو سال حکومت کی، خواجہ معین الدین
چشتی، مجدد الف ثانی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
علامہ فضل حق خیرآبادی اسی شرع محمدی کی اشاعت
کی، عامل رہے۔ اور کروڑوں اولیاء ہند صاحب
کشف و کرامت ہو کر آج بھی اپنے مزاروں سے
حکومت روحانی فرما رہے ہیں۔ بنارس میں امام
احمد رضا کے فتوے کی دھوم۔ مذکورہ بالا حوالے آپ
نے ملاحظہ فرمائے اب اس کی وجہ کیا پڑی کہ انھوں
نے ایسا اعلان شائع کیا لکھا ہے:

اس لئے کہ ہندوستان میں حنفی جماعت
کی اکثریت ہے عموماً وہ لوگ کسی اہلحدیث
کو ووٹ دینا گناہ عظیم سمجھتے ہیں جیسا
کہ انکے مولویوں کا فتویٰ ہے۔ مولینا
احمد رضا خاں بریلوی اپنی کتاب
المحجۃ المؤتمنہ کے ص ۴، پر صاف
منع کرتے ہیں کہ حنفی اخبار الفقیہ میں
ایک مبسوط فتویٰ شائع ہو چکا ہے۔
جس کے ابتدائی جملے یہ ہیں۔
سوال غیر مقلدین وہابیوں کو ممبری
کا ووٹ دینا درست ہے یا نہیں؟
جواب۔ نہیں اس لئے کہ ممبری ایک
عزت ہے اور فرقہ ہائے مذکورہ کی عزت
و تعظیم ممنوع ہے الخ

ان فتنوؤں کے اثر سے ہی ۲۳ء
میں بنارس میونسپل انتخاب میں بعض
اکابرین اہل حدیث کو اس لئے ناکامی
کا منہ دیکھنا پڑا کہ فتویٰ مذکور کی بنا پر
کسی حنفی نے ان کو ووٹ نہیں دیا گیا[1]

اس تفصیل کے بعد میں پورے دعوے کے ساتھ
کہتا ہوں کہ آج ہندوستانی تمام خانقاہوں پر
امام احمد رضا کا عظیم احسان ہے۔ آج عرس و فاتحہ
استعانت و کرامت اگر باقی ہے تو وہ امام احمد رضا
محدث بریلوی کی۔
جہد مسلسل اور ان کے خلفاء اور تلامذہ در
تلامذہ ہی سے جاری ہے اور باطل اپنی چادر سمیٹنے
کے قریب ہو چکا ہے۔

وائے افسوس:۔ ہر چہار جانب سے آج امام موصوف
پر حملے ہو رہے ہیں۔ عیسائی، یہودی، ہندو،
وہابی، دیوبندی، کی تو عادت ہی ٹھہری مگر ان پہ
یہ افسوس ہے جو ان کے ماننے والے کہے جاتے ہیں
خانقاہوں میں وہابی دیوبندی، نیچری، مودودی
کا عمل دخل، اولیاء کے اوقاف پر غیروں کا۔

---

[1] اشتہار بنارس پریس گھوگرانی گلی بنارس ص ۳

ناجائز قبضہ آخر ایساں کیوں ؟
یہی وجہ ہے کہ ہم آج ذلت رسوائی میں گرفتار ہیں۔ دشمنوں سے اتحاد و موالات پیدا کر کے اپنے اولیاء کرام کو روحانی اذیت پہنچا رہے ہیں۔

پس چہ باید کرد : ہندوستان کی تمام خانقاہوں کو امام احمد رضا کے اصول و نظریات کا پابند بناؤ ملک گیر خانقاہوں کا دستور بناؤ۔ خانقاہ کے دشمنوں کو خانقاہوں سے نکالو۔ اور اپنے اولیاء و اسلاف کی تعلیمات کو دنیا کی تمام زندہ زبانوں میں مسلسل شائع کرو۔

شاہ سیّد مبشر میاں

بہیڑی ضلع بریلی شریف کے مشہور بزرگ حضرت شاہ سیّد مبشر میاں کا ۸۵ سال کی عمر میں انتقال ہوگیا۔ اُنکے انتقال سے وابستگانِ سلسلہ کو گہرا دکھ پہنچا ہے۔ نماز جنازہ استاذ العلماء علامہ تحسین رضا خاں صاحب نے پڑھائی، آپکا جانشین مولوی سیّد محمد میاں کو بنایا گیا ہے۔

(ڈاکٹر تقی رضا خاں بہیڑی)

(۲) "امام احمد رضا کانفرنس"

گذشتہ سال کی طرح امسال بھی عرس رضوی کے حسین موقع پر ۲۴ ر صفر المظفر صبح دس بجے تا ایک بجے سنجے گاندھی کمیونٹی ہال بریلی میں امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کیا جارہا ہے۔ جس میں ملک کے مشاہیر علماء و مفتیان کرام، خانقاہوں کے سجّادہ نشین، جامعات کے محققین، سماجی، قومی، اور ملی رہنما شرکت کر رہے ہیں۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی عبقری و ہمہ گیر شخصیت پر اپنے مقالات پیش کریں گے۔

فون ۷۶۲۱۶۶
رابطہ :- آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ ۸۲، سوداگران بریلی شریف

رضویات پر

بنارس میں نادرالوجود علمی ذخیرے دریافت

عبدُ المجتبیٰ رَضوی جنرل سکریٹری رضالائبریری اندھراپل بنارس

بنارس زمانۂ قدیم سے علمی و روحانی شہر رہا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کے بعد ان کے خلفأ و تلامذہ کا خاص تبلیغی مرکز رہا ہے۔ اور آل انڈیا سُنی کانفرنس ۱۹۴۶ء تک اہلسنّت و جماعت کے معمولات و اعتقادات پر بنارس کا گوشہ گوشہ روشن و تابناک تھا۔ چند دہائیوں سے بنارس اپنی عظمتِ رفتہ پر ماتم کر رہا ہے۔ اور اپنے ہی لوگوں کی بے اعتنائیوں اور سہل پسندی لعنت و نفریں بھیج رہا ہے۔ یہ بات اپنی جگہ امر مسلم ہے کہ بنارس کی علمی و روحانی تربیت میں حضرت مولانا الحاج الحکیم عبدالحمید بانی پتی ثم بنارسی اور ان کے اخلاف کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ اُن بزرگوں کے وصال کے بعد کوئی دوسری تاریخ ساز شخصیت کو یہ زمین نہیں پیدا کرسکی جسکی منتظر یہاں کی درو دیواریں ہیں

راقم الحروف بنارس کی آیسی چپقلش کو دیکھتے ہوئے تن تنہا اس بارعظیم کو اپنے ناتواں کاندھوں پہ اُٹھایا اور اپنے اسلاف کی خدمات کے اہم گوشوں کی تحقیق میں لگ گیا۔ "مشائخ قادریہ رضویہ" کی اشاعت کے بعد ہی اس جانب رخ کیا جسمیں تقریباً چار سال کے طویل عرصے گزر چکے ہیں اور اس پر ایک اندازے کے مطابق دس ہزار روپئے اپنے جیب خاص سے قربان کر چکا ہے مگر وائے رے ناکامی اور احباب اہلسنت کی سرد مہری کہ خواب خرگوش سے اٹھنے کے لئے تیار ہی نہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ثم اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میرے پیر و مرشد سیدی و آقائی و مولائی تاجدار اہلسنّت، وقار سنیت شاہ مصطفےٰ رضا خاں محدث بریلوی کا خاص

برکاتی و رضوی فیضان نازل ہونا شروع ہوا ۔
اور بنارس میں اس قدر ذخیروں کی آمد شروع ہوئی کہ میری ناکامی عظیم علمی انمول گہر باروں سے بھرنے لگے اور میں اس قابل اپنے کو بنالیا کہ اہل سنّت وجماعت کا سر انشاء اللہ العظیم فخر سے اونچا اور تاریخ سازوں کے من گڑھت تاریخ کا جنازہ ثابت ہوگا ۔

اب تک جن گھرانوں کی تحریکات اور علمی نوادرات تک رسائی ہوئی اسکی ایک نامکمل فہرست حسب ذیل ہیں ۔

(۱) خانقاہِ حمیدیہ رشیدیہ تشکر تالاب جہاں امام احمد رضا محدث بریلوی کے غیر مطبوعہ اور مطبوعہ ذخیروں کے ساتھ، حجۃ الاسلام شاہ حامد رضا اور سیدی مرشدی سرکار مصطفےٰ رضا محدث بریلوی کے نوادرات علمیہ کا وافر حصّہ محفوظ ہے ۔

(۲) دوسرا علمی ذخیرہ انجمن اشاعت الحق ۔ بنارس ہے یہ دو عبدالغفور بلبلی، غفورین کی دینی بیداری کا وش نے پوری جماعت کی لاج رکھ لی ۔ وہ کارنامہ عظیم انجام دیئے جسے پڑھ کر دنیا حیرت زدہ رہ جائے گی ۔

(۳) تیسرا علمی ذخیرہ جامعہ حمیدیہ رضویہ ہے جسکی نسبت ہی بنارس و بریلی کے نابغۂ روزگار سے ہے ۔ خاص طور سے حاجی جلال الدین حمیدی اور حاجی ایثار الدین حامدی کی قربانیوں کا جیتا جاگتا شاہکار ہے ۔ اور وافر علمی ذخیرہ محفوظ ہے ۔

(۴) علمی ذخیرہ مولانا شاہ رضا علی قطب بنارس کے یہاں تھا جن کے تمام علمی اور در نایاب ذخائر جامعہ مظہر العلوم بنارس کو وقف کردئے گئے مگر اس وقت ایسا دست تطاول قائم ہے کہ کسی کو اسکی بھنک تک نہیں لگنے دیتے ۔

(۵) چھٹا علمی ذخیرہ حضرت مولانا خلیل الرحمٰن صاحب مفتئ اعظم بنارس اور آپ آپکے آباء و اخلاف کا ہے جہاں رضویات پہ اہم معلومات ملے

(۶) علمی خزانہ مولانا شاہ عبدالسبحان مچھلی شہر ثم بنارس کا ہے جہاں سے رضویات پر اہم کام ہوا اور متعدد تصانیف امام موصوف کی حیات مبارکہ میں ہی شائع ہوئیں ۔

(۷) سالواں گھرانہ مولانا شاہ مظہر علی اور شاہ عبدالقادر بنارسی کا ہے ۔

(۸) آٹھواں رضویات پہ جامعہ اسلامیہ مدنپورہ ہے جہاں سے اہم مسائل متنازعہ فیہ پہ خالص علمی تحقیقات

ہوتے۔

(۹) نواں رضویات کا دائرہ ڈاکٹر نعمانی، اطہر صاحب ایڈوکیٹ، ڈاکٹر خورشید صاحب نئی سڑک کا خطہ ہے جہاں سے معلومات کے اہم شعبوں کی نشاندہی ہوئی۔

(۱۰) دسویں کڑی مفتی محمد ابراہیم سے جا کر جڑ جاتی ہے آپ نے اپنی حیات میں بیشتر فتاوٰی کو شائع کیا۔

(۱۱) گیارہویں اہم نشاندہی مولانا محمد حسین کا گھر ہے رضویات کے نادر روزگار ذخیرے دیمک کی نظر ہو رہے ہیں۔

مذکورہ بالا کڑی اب تک جو راقم الحروف کے مشاہدے میں آئی اسکی ایک اجمالی اور نامکمل فہرست ہے جبکہ تحقیقی سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔ انشاء اللہ العظیم یہ موضوع اہم اور مستند روایات کی روشنی میں پایۂ تکمیل تک پہنچ کر ہماری جماعتی اولوالعزمی کی روشن دلیل ثابت ہوگی!

کاش ہر مشہور شہر کے علماء مشائخ یہ اگر کام کی رفتار بڑھ جاتے۔ تو اہلسنت کا وافر ذخیرہ حوادثات زمانہ سے محفوظ ہو کر آنے والی نسل کے لئے بہت مفید اور نشانِ منزل ثابت ہوگی۔

امام احمد رضا اور بنارس

تحقیق کے دوران خانقاہِ جمیلہ دائرہ شاہ اجمل الہ آباد میں حاضر ہوا تو وہاں امام احمد رضا محدث بریلوی کی آمد پر ایک اشتہار شائع ہوا ہے۔ اسی طرح بنارس میں ایک رسالہ کھلی چھٹی کے نام شائع ہوا اس کا ایک حصہ ملاحظہ فرمائیں:

"اتنے میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مدظلہ العالی کا ذکر بنارس میں ہونے لگا کہ حضور والا تشریف لا رہے ہیں۔ اس خبر کے سنتے ہی عوام کے دل خوشی سے بانسوں اچھل پڑے اور بے ساختہ بول اٹھے کہ الحمد للہ خداوند وہ دن جلد دکھلا دے۔ چنانچہ یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ خبر معلوم ہوئی کہ حضور فلاں روز چھاؤنی اسٹیشن پر بنارس میں فلاں وقت آجائیں گے علیٰ ہٰذا القیاس .... حضرت کی شان و توقیر بڑھانے کے لئے ایک موٹر ہاروں سے آراستہ فرما کر بذاتِ خود اسٹیشن مذکورہ پر حضرت کے لینے کے لئے تشریف لے گئے۔ اللہ اکبر کے نعرے سے فضائے آسمانی گونج اٹھی بعد کو اپنے ہمراہ موٹر پر بٹھلا کر اور کل رضا کاران کا پا پیادہ چل کر شاہانہ طرز دکھلاتے ہوئے جہاں حضرت کو

اترنا تھا بحفاظت پہنچا دیا۔

مقام ہٹیہ مدنپورہ حاجی جلال الدین صاحب، حضرت صدر الافاضل، حجۃ الاسلام، مولانا شاہ عبد الرشید بنارسی وکثیر علماء بنارس کا عظیم الشان اجتماع ہوا۔ پورا شہر ٹوٹا ہوا تھا اور تحریکِ اسلامی اور بیداری کے روح پرور نظاروں سے درو دیوار چمک اٹھے۔ پھر دوسرے دن شام کو بمقام پترکنڈ سلامت علی کی مسجد میں مولانا نعیم الدین صاحب خلیفہ اعلیٰ حضرت مخدوم بنارس کے جلسہ میں شرکت فرمائی،،

مذکورہ بالا شہادت کی روشنی میں پورے یقین کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی یہ اخلاص کے ساتھ کام نہیں کیا گیا۔ تاریخ کی تدوین کا کوئی شعبہ آج تک نہیں بنا۔ اور محققین کو کام کی تقسیم نہ ہوسکی۔ اور وہی مضامین پر تحقیق لوگ کرتے رہے جس پر بیشمار کام ہوچکا ہے۔ خدا کرے کہ ہمارے ذمہ داران جماعت اس جانب توجہ کریں اور اپنی جماعت اہم کڑی کی حفاظت کے لئے ملک گیر تحریک چلا کر اس اہم کمی کو پورا کریں

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

درود شریف کی برکت

لاڑکانہ وارہ میں بدھ کے روز دو افراد میں اس بات پر مناظرہ ہوگیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر اور نبی مختار ہیں جس پر ایک شخص نے اس بات کو ماننے سے انکار کردیا دونوں دیہاتیوں میں یہ شرط پڑی کہ پلال کے ڈھیر آگ لگا کر کود جاتے ہیں جو سچا ہوگا وہ آگ سے محفوظ رہے گا۔ چنانچہ محمد پناہ لوٹانی نامی شخص حضور پر درود و سلام پڑھتا ہوا دوسرے شخص کے ساتھ آگ میں کود پڑا تاہم خدا کی قدرت اور درود کی برکت سے محمد پناہ لوٹانی صحیح سلامت رہا جب کہ نبی پاک کو حاضر و ناظر نہ ماننے والا دیہاتی ہارون بری طرح جھلس گیا جسے اسپتال میں داخل کر دیا گیا سینکڑوں لوگوں نے اس منظر کو دیکھا اور حق کی طاقت ظاہر ہوگئی۔

(محمد امین سلایہ، ممبئی)

جماعتِ رضائے مصطفےٰ کی شہر شہر میں شاخیں قائم کریں!

ہندوستان میں وہابیت کی آمد

از ـــــــــــ مولوی محمد میاں، محلہ شیخوپور بہیڑی ضلع بریلی

ابن عبدالوہاب نجدی کی کتاب "التوحید" کسی طرح اسمٰعیل دہلوی کے ہاتھ لگ گئی تو اس نے اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کیا اور اس کا نام "تقویۃ الایمان" رکھا اور اس کتاب کی ہندوستان میں خوب اشاعت کی اور اب بھی ہو رہی ہے۔

رشید احمد گنگوہی نے اس کتاب کے متعلق یہاں تک ڈگری دیدی کہ اس کتاب کا گھر میں رکھنا عین ایمان ہے اور یہاں تک اعلان کیا گیا کہ اگر یہ کتاب نہ ہوتی تو قریب تھا کہ تمام ہندوستان بچاریوں کا مندر بن جاتا۔ تو گویا یہ کتاب جس گھر میں نہیں ہے وہ بُت کا گھر ہے۔

اور یہی وہ ناپاک کتاب ہے جس نے سرزمین ہند میں تفرقہ بازی کی بنیاد کی پہلی اینٹ رکھی۔ اور یہ لعنت آج تک دور نہ ہو سکی ان دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان ہے تو صرف یہ اور انھیں حضرات کے پیشوا ہیں اور باقی تمام دنیا کے لوگ کافر و مشرک ہیں اور یہی دنیائے دیوبندیت کا وہ کارنامہ ہے جس پر اس کو ناز ہے۔ ان ملت فروش اور نام نہاد علماء نے حضور سرور کائنات و انبیاء کرام و صحابہ کرام و اہل بیت عظام و اولیاء کرام وغیرہ کی شان میں ایسی ایسی ناپاک عبارتیں لکھی ہیں جن کو پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دیوبندی حضرات اسمٰعیل دہلوی کو شہید کہتے ہیں لیکن یہی مسٹر اسی تقویۃ الایمان کی خاطر ایک یوسف زئی سرحدی پٹھان کے ہاتھوں مارے گئے اور ان پٹھانوں نے ان مسٹر کی لاش بھی غائب کر دی۔ اسی لئے ان کی کہیں قبر ہی نہیں ہے۔

ایڈیٹر صاحب! نجدی کفر ساز فیکٹری کے بعد کفر کی دیوبندی مشین گن فیکٹری بھی ملاحظہ فرمائیں اور ابھی بریلی شریف کو ذہن سے نکالے رہیں۔

اب آپ دیوبندیوں کے گرو، صاحبان۔ اسمٰعیل دہلوی، رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھوی وغیرہ اور اُن کے مخصوص چیلوں کے مختصراً عقائد باطلہ ملاحظہ فرمائیں۔

چند عقائد وہابیہ

نقل کفر کفر نہ باشد

"اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے اور بُرے کام بھی کر سکتا ہے"۔ دیوبندی مولوی نے "حضور علیہ السلام کو پلصراط پر گرنے سے بچایا"۔ "حضور علیہ السلام کو بھائی کہنا جائز ہے"۔ "حضور علیہ السلام کی شکل اور قد مبارک رنگت۔ تن شریف حضرت مولانا اشرف علی تھانوی جیسا تھا"۔ "حضور علیہ السلام کو اپنی عاقبت کی خبر نہیں"۔ "نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال لانا گدھے اور بیل کے تصور میں ڈوب جانے سے کئی درجہ بُرا ہے اور اپنی بیوی سے صحبت کا خیال اچھا ہے"۔ "شیطان کا علم حضور علیہ السلام سے زیادہ ہے"۔ "انبیاء کرام جھوٹ بولنے سے معصوم نہیں اور اُن سے محبت کرنا ضروری نہیں"۔ "حضور علیہ السلام کی اگر توہین کرلے اگر نیت نہ ہو تو کوئی حرج نہیں"۔ "اعمال میں بظاہر امتی نبی کے برابر ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں صحابۂ کرام کو کافر کہنے والا سنی ہی رہتا ہے"۔ "عید میلاد منانا کرشن کے سانگ کنھیاں سے بھی بدتر ہے"۔ "مشائخ کے ہاتھوں کو بوسہ دینے والا اور دو زانو ہو کر بیٹھنے والے سب کافر اور لعنتی ہیں۔ عید کے دن سوئیاں پکانا اور بعد نماز عیدین بغل گیر ہو کر ملنا مصافحہ کرنا۔ ایسا شخص مسلمان نہیں۔ نقشبندی قادری، سہروردی۔ کہلانے والے سب یہودی ہیں۔ میلاد کرنے والے کافروں۔ مشرکوں۔ ہندوؤں سکھوں سے بھی زیادہ بُرے ہیں۔ یارسول اللہ کہنے والے کافر ہیں۔ اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دینے والے کافر ہیں۔ عرس میں جانے والے کافر ہیں۔ بریلی میں رہنے والے تمام کافر ہیں۔ مولانا جامی اور مولانا رومی کافر تھے۔ اور ملاحظہ فرمایئے! مولانا ابوالکلام آزاد کافر ہے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی ابوجہل ہے۔ شبلی نعمانی کافر ہے۔ سرسیّد کافر اور ملحد ہے۔ مودودی (جماعت اسلامی کا سربراہ) کافر ہے اور دجّال ہے۔ اب ذرا ان کا سیاسی کردار بھی ملاحظہ فرمائیں۔

اشرف علی تھانوی کہتے ہیں کہ انگریزوں نے ہمیں آرام دیا ہے۔ اور انگریزوں کا ملک دارالسلام ہے۔

رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں کہ انگریز سے جہاد حرام ہے۔ اور انگریز کا مخالف باغی ہے

حسین احمد ٹانڈوی المعروف مدنی فرماتے

ہیں کہ مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت حرام ہے۔
اور قائد اعظم محمد علی جناح کافر اعظم ہے۔

مولانا حبیب الرحمٰن فرماتے ہیں کہ دس ہزار جناح اور مولانا شوکت علی و ظفر علی خاں گاندھی اور نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کئے جا سکتے ہیں۔
سیّد عطاء اللہ بخاری فرماتے ہیں کہ مسلم لیگ کو ووٹ دینے والے سوٗر ہیں اور سوٗر کھانے والے ہیں

اور ملاحظہ فرمائیے! دیوبندیوں کے مشہور و معروف بزرگ مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی فرماتے ہیں کہ "بہت سے خیر خواہ ہندو مسلم اتفاق کے عواقب اور عوام الناس اور بعض لیڈروں کی ان غلط کاریوں پر متنبہ فرمارہے ہیں۔ جو اس اتفاق کے جوش سے پیدا ہوگئی ہے۔ مثلاً قربانی کے جانور کو سجا کر رضا کاران خلافت گوشالہ میں پہونچانا۔ قشقہ لگانا ہندؤں کی ارتھی کے ساتھ خصوصاً رام رام کہتے ہوتے جانا۔ اور یہ کہنا کہ امام مہدی کی جگہ گاندھی جی تشریف لائے۔ یا یہ کہ اگر نبوّت ختم نہ ہوتی تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے۔ وغیرہ وغیرہ۔ میں جب اپنی دیوبندی قوم کے بڑے بڑے سرآوردہ علماء کو دیکھتا ہوں کہ وہ اس قسم کے محرکات وکفریات کے مرتکب ہوتے ہیں" (رسالہ ترکِ موالات۔ پر زبردست تقریر ص ۲۲)

ناظرین! جب ان توہین آمیز عبارتوں کو علماء حرمین شریفین وعلماء مدینہ عالیہ وعلماء عجم نے پڑھا تو وہ کانپ اٹھے اور انھوں نے یک زبان ہوکر ایسے نظریات رکھنے والوں پر کفر کے فتوے صادر فرمائے اور ایسی ناپاک کتابوں کو دینی فتنہ قرار دیا ہندوستان و پنجاب کے مختلف جگہوں کے تقریباً تراسی علماء کرام نے ان دیوبندیوں پر کفر کے فتوے صادر فرماتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا نمبر تو بہت بعد آتا ہے۔ دیو کے بندے اعلیٰ حضرت کی شان میں جو زبان درازیاں کرتے ہیں۔ پہلے وہ ان علماء پر نظر رکھیں۔

نوٹ۔ ان تراسیؔ علماء کرام کے نام و پتے اور علماءٔ حرمین طیبین وعلماء مدینہ عالیہ کے نام و پتے راقم الحروف کے پاس موجود ہیں۔

عیّاری

جب ان دیوبندیوں نے دیکھا کہ عوام میں ہمارے خلاف ناراضگی پیدا ہونے لگی تو انھوں نے سوچا کہ اسطرح سے عوام ہمارے جال میں نہیں پھنس پائیں گے۔ لہٰذا انھوں نے اہلسنّت وجماعت کا بھیس بدل کر مدرسوں اور مسجدوں میں گھس گئے۔ پہلے تو مسلمانوں کے ساتھ فاتحہ۔ میلاد۔ عرس۔ سلام وقیام میں

پورے پورے شامل ہوگئے۔ اور کہنے لگے کہ آؤ دین کی باتیں سن لو۔ ہم تو کلمہ اور نماز کی باتیں کرتے ہیں۔ ہمیں اختلافی مسائل میں نہیں الجھنا چاہئے، اور کسی کو بُرا نہیں کہنا چاہئے۔ ہر کلمہ گو مسلمان ہے۔ اور ہمارا بھائی ہے۔ اور ہمارا کسی بھی فرقے سے تعلق نہیں۔ اور عوام کو دھوکا دینے کے لئے اہلسنّت وجماعت کے کسی مشہور بزرگ سے اپنے کو مرید بتادیتے ہیں۔ اور جب دیکھتے ہیں کہ کچھ ہم خیال بن گئے تو اپنے اصل عقائد کی تبلیغ شروع کردی اور آج تک اس چال سے بھولے بھالے عوام کو گمراہ کررہے ہیں اور پھر یہ ناٹک کرکے بریلویوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے لگے کہ دیکھو لوگو بریلوی لوگ جھگڑالو ہیں۔ تفرقہ بازی پیدا کررہے ہیں اور کلمہ گو مسلمان کو کافر کہہ رہے ہیں وغیرہ وغیرہ

اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی اور ردِّ وہابیہ

اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی کے دور میں ہندوستان میں نجدی فتنہ سر ابھارے ہوئے تھا اور یہ وہ دور تھا کہ سارا نظام خانقاہی کو بیخ وبُن سے اکھاڑ دینے پر صرف کیا جارہا تھا۔ شکوک وشبہات کی ایک منظم تحریک انگریز بہادر کے اشارے پر چائی گئی اور اتحاد اسلامی کو پارہ پارہ کردیا گیا۔ انگریز تو چاہتا ہی یہ تھا کہ "لڑو اور حکومت کرو"، اس کا نقشہ ہندوستان میں اسمٰعیل دہلوی کے ہاتھوں مرتب ہوا اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے ذریعہ سارے نظام کو درہم برہم کردیا گیا۔ جس سے آج تک عالمِ اسلام خون کے آنسو رو رہا ہے۔

اگر اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی اس وقت اس فتنہ کی گرفت نہ کرتے تو یہ فتنہ بہت سا مہلک ثابت ہوتا۔ اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی چودھویں صدی کے مجدّد اور وہ عظیم انسان ہیں جن پر دنیائے اسلام کو بھرپور اعتماد اور کامل فخر و ناز ہے۔ آپ کی حق گوئی۔ بے باکی۔ احیائے سنت۔ اور اماتتِ بدعت ایسی گراں قدر خدمات ہیں جو ناقابلِ فراموش ہیں۔ لہٰذا ایسے پُر فتن وخطر کے وقت میں اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی اسلامیانِ عالم کے لئے سحابِ رحمت بن کر آئے اور باطل کے لئے پیغامِ موت لے کر تشریف لائے اور اپنی خداداد ذہانت اور علم نیز تائیدِ غیبی کے سہارے ان نجدیوں۔ وہابیوں کے صریح کفریات پر مطلع ہوکر ان کا مکمل طور پر رد فرمایا۔ اور ان گندم نما جو فروش ملّت فروشوں اور مسجدِ نبوی سے نکالے ہوئے بہروپیوں کی عوام میں صحیح پہچان

کرادی اوران کو بے نقاب کر کے عوام کو اُنسے ہوشیار رہنے کی تاکید فرمادی۔ بس اِن لوگوں کی اعلیٰحضرت سے مخالفت اور چڑھ کی وجہ صرف یہی ہے

اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی نے اِن دیوبندیوں نجدیوں کے عقائد باطلہ پر متعدد کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ جن کے جوابات سے آجتک دنیائے دیوبندیت اوران کی ہم خیال ٹولی عاجز ہے۔ اور انشاءاللہ تعالیٰ قیامت تک عاجز ہی رہے گی۔ ہوائی فائر کرنا اور بات ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی کے لئے ان کارد کرنا ضروری اور واجب ہوگیا تھا اعلیٰ حضرت نے اپنا فرض اداکیا ہے۔ کیونکہ یہ امر مسلم ہے کہ باطل فرقوں کے عقائد کفریہ پر مطلع ہوکران کو جو کافر نہ کہے تو وہ بھی کافر ہوجاتا ہے۔ نیز بدمذہبوں کارد کرنا بدعت واجبہ سے ہے۔ اسلئے اِن کا عقائد کفریہ سے شریعت کی حفاظت فرض کفایہ ہے۔ اور مدعیانِ اسلام کے تمام فرقوں میں صرف ایک فرقہ ناجی (نجات والا) ہے۔ ان کے علاوہ تمام فرقے ناری ہیں۔ ایسی صورت میں اگر نجات والے فرقہ کو اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی ممتاز نہ کردیتے تو دین کا نقصان ہوتا۔ بلکہ سخت گمراہی تھی۔ دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی کہتے ہیں کہ "مولانا احمد رضا خاں صاحب نے ہم پر کفر کے فتوے اس لئے لگائے کہ انھیں یقین تھا کہ ہم نے توہین رسول کی ہے۔ اگر یقین رکھتے ہوئے بھی وہ ہم پر کفر کا فتویٰ نہ لگاتے تو وہ خود کافر ہوجاتے" (ہفت روزہ چٹان لاہور)

اور مدرسہ دیوبند کے ناظم مُرتضیٰ احسن چاند پوری اور جماعت اسلامی کے ناظم مولوی امین احسن اصلاحی کہتے ہیں کہ۔

" اگر مولانا احمد رضا خاں صاحب دیوبندیوں کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہوجاتے "

گذارش

اب ہم بصد نیاز علماء دیوبند اوراُن کے ہم خیال لوگوں کے سادہ لوح قلم کاروں۔ رسالہ بازوں۔ شرک بازوں۔ اور بریلویوں پر بلاوجہ کیچڑ اچھالنے والوں کو مشورہ دیں گے کہ ان قلم کے ترکش ان رسالوں کے صفحات اور شرک و بدعت کے فتووں کو کسی روز بد کے لئے محفوظ رکھیں اور اپنی سیدھی سادھی صورتوں کی طرح سیدھا سادھا انداز فکر بنالیں۔ اور اس قسم کی عبارات وعقائد کفریہ وخیالات فاسدہ جو انتشار کا باعث بنیں چھوڑ دیں۔ اور توبہ کریں۔ اور اس قسم کی گندی عبارتوں کو ان کتابوں سے نکال دیں۔ بلکہ

ان کا چھاپنا ہی بند کردیں۔ اوران عبارات سے اپنی برات کا اعلان کردیں۔ سب اختلافات ختم ہوجائیں گے۔

اوراگرایسا نہیں کرتے تو ہمارا ان حضرات سے کھلا چیلنج ہے کہ وہ اپنے عقائد کفریہ کی بنا پر اپنے کو اوراپنے اکابرین کا مسلمان ہونا ثابت کریں؟ اوراعلیٰحضرت فاضل بریلوی ودیگر علماء اہلسنّت کی تحریروں یا تقریروں سے اگر کوئی بھی صاحب یہ ثابت کردیں گے کہ بریلوی حضرات نے کسی بھی مسلمان۔ ایمان والے کو کافراور منافق کہا ہے تو وہ انعام کا مستحق ہے۔ اوران سے مجمع عام میں معافی مانگ لی جائے گی۔

یہ آندھی کیا اڑائے گی یہ بجلی کیا جلائیگی
بہت اونچی بہت اونچی ہے شاخ آشیاں میری

ضروری اعلان:۔ (۱) مرکزی دارالافتاء کے نام استفتاء بھیجتے وقت جوابی لفافہ ضرور رکھیں۔(۲) (۲) رسالہ نہ ملنے کی شکایت ضرور کریں مگر پہلے اپنے قریبی ڈاکخانہ سے بھی رجوع کریں۔(۳) مضامین صاف اورخوشخط اورمعیاری ہوں۔ کسی مضمون کی اشاعت کے لئے ادارہ پابندنہیں ہے۔ حضرت کی تاریخ جب تک حتمی نہ ہو اس وقت تک بغیراجازت پوسٹر میں نام نہ شائع کریں،

بلبلِ ہند مفتی رجب علی نانپاروی کا انتقال

حضورمفتی اعظم ہند کے خلیفہ حضرت مولانا مفتی رجب علی صاحب قادری رضوی کا انتقال یکم اپریل ۱۹۹۸ء بروز بدھ، دوپہر ۱۱ بجکر ۵۵ منٹ پر ہوا، وہ کانپور کے کسی ہسپتال میں زیرعلاج تھے۔ آپ کا انتقال اہلسنّت وجماعت کے لئے بہت بڑا صدمہ ہے۔

آپ نے نانپارہ میں مدرسہ عزیزالعلوم کی بنیاد ڈالی، جس سے سیکڑوں طلبہ نے فیض حاصل کیا اوراطراف وجوانب میں علمی ودینی خدمات انجام دیں جمعہ کے دن آپکی تدفین عمل میں آئی، راجہ انٹر کالج میں نمازجنازہ مرحوم کے فرزند مولانا محمود رضا نے پڑھائی۔ مفتی رجب علی صاحب مرحوم نے نمازجنازہ کے لئے وصیت کی تھی کہ میری نمازجانشین مفتیٔ اعظم ہند علامہ اختررضاخاں ازہری پڑھائیں اگر وہ صاحب موجود نہ ہوں توشہزادۂ احسن العلماء ڈاکٹرسیّد امین میاں مارہروی یا مولانا مجتبیٰ اشرف پڑھائیں اگران حضرات میں کوئی موجود نہ ہو تو محمود میاں پڑھائیں۔ مدرسہ کے قریب دفن کیا گیا۔ ادارۂ سنی دنیا، اورحضور جانشین مفتی اعظم نے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا۔ (محمد شہاب الدین رضوی)

رئیس التحریر علامہ ارشد القادری

بحیثیت نثر نگار

محمد اختر حسین قادری بستوی

اپنے اس مختصر مضمون میں راقم الحروف ایک ایسی شخصیت کے متعلق انکی اردو نثر نگاری پر کچھ سپرد قرطاس کرنے کی ہمت کر رہا ہے جو میدانِ تحقیق و جستجو میں بین الاقوامی شہرت کا حامل اور علم و فضل فکر و فن کا یگانۂ روزگار ہے جس کو قلم کا بادشاہ اور نگارشات کا شہسوار کہا جاتا ہے جو عالم اسلام میں عظیم المرتبت انشاء پرداز صاحب طرز ادیب اور ایک باکمال نثر نگار کی حیثیت سے معروف ہے جس کے تدبر و تفکر اور اصابت رائے کی ہر کوئی نغمہ خوانی کرتا ہے جو محققین واسکالرس مورخین و سوانح نگاروں کے لئے مرکز توجہ ہے۔ جس کو علم کا کوہ گراں اور بحر تبع و تلاش کا غواص کہا جاتا ہے۔ جس کے عزم و حوصلے جبل راسخ سے بھی کہیں بلند اور مستحکم ہوتے ہیں جو بے پناہ محنت ولگن جد و جہد مشقت و جانفشانی کے ساتھ قومی ملی مذہبی اور مسلکی مسائل کے بار گراں کو اپنی پیرانہ سالی کے باوجود اپنی پشت پر اٹھائے ہوئے نوجوان نسلوں کو دعوت فکر و عمل دینے میں اپنی مثال آپ ہے۔ جو سمندر کی تہ میں پوشیدہ آبدار موتیوں کو دنیائے علم وادب کے سامنے بکھیرنے میں اپنا جواب نہیں رکھتا جسے دنیا سنیت شہنشاہ قلم رئیس التحریر علامہ ارشد القادری کے نام سے جانتی ہے۔

موصوف موجودہ دور کے منفرد المثال عالم دین بے لاگ مبصر مائیہ ناز صحافی، ممتاز مناظر و خطیب شریعت مطہرہ کے عظیم رہنما، قوم و ملت کے عظیم قائد اسلام کے بے مثال مفکر ہیں جنکی لیاقت و صلاحیت اور قائدانہ بصیرت کو اپنے اور بیگانے سبھی تسلیم کرتے ہیں جنکا قلم حقیقت رقم قلب مومن کے لئے لالہ کے جگر کی ٹھنڈک پیدا کرتا ہے اور باطل کے لئے تیر و نشتر ثابت ہوتا ہے اور ہمہ دم آب سیال کی مانند رواں دواں رہتا ہے جنھوں نے شجر ادب و ثقافت کو اپنے خون دل سے سینچ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سرسبز شاداب کر دیا ہے جن کی تحریرات و نگارشات کی سلاست و روانی، شگفتگی و سنجیدگی کی ہر کوئی مدح سرائی

کرتا ہے۔ حتیٰ کہ انکی بے لاگ تنقید اور تبصرہ خود اُن لوگوں نے بھی خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ جن کے عقائد و نظریات اور اقوال و تحریرات پر علاّمہ کے قلم تنقید نے حرکت کی ہے، جو عظمت توحید ناموسِ رسالت اور شوکتِ اسلام و مسلمین کے تحفظ کے لئے، گستاخانِ خدا و رسول کے ناپاک عزائم کا سر قلم کرنے کے لئے اپنے قلم و روشنائی کو ہمیشہ تیار رکھتے ہیں اور تحفظ اسلام کی خاطر زبان و قلم کو رواں دواں کئے رہتے ہیں، اسلاف کی یہ عظیم امانت اور ملتِ اسلامیہ کا درنایاب صوبہ اتر پردیش کے ضلع بلیا موضع سیلا پور میں ۱۹۲۴ء میں منصہ شہود پر آیا اور فکر و شعور کی بالیدگی فضل و کمال کی بلندی حاصل کرنے اور علم و حکمت کی تشنگی بجھانے کی خاطر علم کے اس بحرِ ذخار معمارِ قوم و ملّت پیکرِ صدق و صفا کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے کے لئے حاضر ہوا جسکی نگہ بلند زبان ہوشمند دل دردمند تھا جو شعور و آگہی فکر و فن اور فضل و کمال کا شہرستان تھا جس کے علم و حکمت کی عطر بیزی سے آج کسقدر ہند کا چپہ چپہ مہک رہا ہے اور گلشن اہلسنّت دمک جس نے لاکھوں دلوں کی دنیا کو فیضانِ عشق سے آباد کر دیا اور گم گشتہ راہوں کو صراطِ مستقیم پر گامزن فرما دیا، ہزاروں نے علم و ہنر کو تاجدارِ فکر و فن اور علم و عمل کا بحرِ بے کراں بنا دیا جسے دنیا حافظِ ملّت کے نام سے یاد کرتی ہے۔ اس ستودہ صفات کی بارگاہِ فیض سے علاّمہ کو قدرت نے حفظ وافر عطا فرمایا اور آسمان ادب و تہذیب کا نیرّ تاباں بنا دیا۔

آج کی ادب و ثقافت اور زبان و قلم کی اس ترقی یافتہ دنیا میں میری اپنی معلومات کے مطابق علاّمہ۔ ارشد جیسے انشاء پرداز اور صاحب طرز ادیب ہندوستان کی سرزمین پر شاید دو چند ہوں گے، اصحاب قلم پر یہ حقیقت اچھی طرح منکشف ہے کہ کسی تحریری و تصنیفی کام کے لئے کتنی یکسوئی اور حاضر دماغی کی ضرورت پڑتی ہے مگر علاّمہ مسلسل تگ و دو، دوڑ دھوپ، مشین کی مثل سرعت و تیزی اور مانند سیمابُ حرکت و گردش میں رہے اور شمع انجمن و رونق ہر مجلس و اسٹیج ہونے کے باوجود اپنے قلم کو جب سینۂ قرطاس پر متحرک کرتے ہیں تو ہزاروں دلوں کی دنیا کو اپنی سحر طرازی اور فنکاری سے زیر و زبر کر جاتے ہیں اور بے شمار سرگشتگانِ وادیٔ ضلالت کو حق و ہدایت کی طرف واپس لا دیتے ہیں اپنی اس عظیم نعمت پر ربّ کائنات کی بارگاہ میں ہدیہ تشکر پیش کرتے ہوئے علاّمہ خود رقمطراز ہیں۔

سب سے پہلے میں خدائے قادر و کریم کی بارگاہ میں خراجِ تشکر پیش کرتا ہوں کہ اس نے زلزلہ کے ذریعہ لاکھوں سرگشتگانِ وادئ ضلالت کو حق و ہدایت کی منزل کی طرف پلٹنے کی توفیق مرحمت فرمائی اور صرف اپنے فضل و کرم سے قلم کی ایک حقیر خدمت کو عالمی شہرت و اعزاز کا شرف بخشا۔ (زلزلہ ص ۵)

نثری خصوصیات

علامہ کی نثری تصنیفات و ادبی نگارشات کا غیر جانبدارانہ اور غیر متعصبانہ مطالعہ کرنے والا اس بات کا برملا اعتراف کرتا نظر آئے گا کہ علامہ ایک ایسے صاحب طرز ادیب اور باکمال انشاء پرداز ہیں کہ جن پر اردو ادب کو بھی فخر ہے، انھوں نے ادب و تہذیب صحافت و ثقافت کی ژولیدہ زلفوں کو اپنی نوکِ قلم سے ایسا سنوارا ہے۔ جسمیں کسی طرح کی برہمی نہیں پائی جاتی، انکی نگارشات میں عربی و فارسی کے الفاظ کا استعمال اس خوبی سے ہے کہ سلاست و روانی اور شائستگی بھی مسکرا اٹھتی ہے، اندازِ تحریر ایسا معیاری، موثر اور زود اثر ہے کہ پردہ سماعت سے ٹکراتے ہی دل کے دریچوں میں داخل ہوجاتا ہے، الفاظ کا برمحل استعمال کرکے ایسا معنی پیدا کرتے ہیں کہ طبیعت مچل اٹھتی ہے اور جی میں آتا ہے کہ تحریر کو لبوں سے چوم لیا جائے جملوں میں اس قدر ارتباط اور ملاپ ہوتا ہے کہ ہر آنے والے جملے کا خیر مقدم کرنے کے لئے دل و دماغ پہلے ہی سے مؤدب ہوجاتے ہیں ذو جہتیں کلمات کو کہیں کہیں اتنی برجستگی سے استعمال کیا ہے کہ قاری کی زبان پر خود بخود داد و تحسین کے جملے جاری ہوجاتے ہیں مثلاً اپنی شہرۂ آفاق کتاب زلزلہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ۔

ملک کے طول و عرض میں شاید ہی کوئی خطہ ہو جہاں سے زلزلہ کی مانگ نہ آئی ہو۔ یہاں تک کہ حجاز مقدس، بحرین، دوبئی، افریقہ، اور انگلینڈ تک زلزلہ، کا اثر محسوس کیا گیا (زلزلہ ص ۱۴)

اس اقتباس میں زلزلہ کا جملہ جو خوبی پیدا کررہا ہے اہلِ ذوق اسے اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ علامہ موزوں الفاظ کے ذریعہ پراثر فضا قائم کرکے اسطرح جذبات اور وارداتِ قلب کا اظہار کرتے ہیں کہ ایک پرکیف سماں بندھ جاتا ہے اور قارئین اس سماں میں خود کو محو کرنے سے باز نہیں رکھ پاتے پراثر اور رقت انگیز طرز میں کسی واقعہ کی منظر کشی

کرنے میں علامہ کا جواب نہیں ہے اسکی شہادت میں علامہ کا نثری شاہکار نقش کربلا اور جام نور کا شہید کربلا نمبر پیش کر دینا کافی ہے۔ کربلا کی روداد غم نہ جانے کتنے لوگوں نے لکھی ہے مگر علامہ کے انداز تحریر میں اس خونین داستان کو پڑھنے والا اگر تھوڑا بھی حب اہلبیت رکھتا ہوگا تو اس کے اشکوں کا بند ضرور ٹوٹ جائے گا۔ جس وقت علامہ نے شہید کربلا نمبر قوم کے سامنے پیش کیا تو اس کو پڑھ کر کتنے رقیق القلب جذبات کے تلاطم میں بے خود ہوئے اور کتنی آنکھوں نے ساون بھادو کی طرح آنسو برسائے اسی کو خود علامہ کے الفاظ میں سنئے

> الفاظ و بیان کے نشتر سے قلوب کس طرح گھائل ہوتے ہیں۔ اس کا اندازہ مجھے جام نور کے شہید کربلا نمبر سے ہوا۔ نمبر کا مطالعہ کرتے وقت سینکڑوں قارئین کی یہ سرگزشت مجھے باوثوق ذرائع سے پہونچی کہ وہ واقعات کا ایک صفحہ بھی بغیر روئے ہوئے نہیں پڑھ سکے ان میں کچھ رقیق القلب حضرات ایسے بھی تھے جو شدت کرب اور گریہ پیہم سے بیمار پڑ گئے۔ (لالہ زار ص ۹)

انکی نثر جذبات واحساسات کی حرارت اور افکار کی سنجیدگی کا حسین سنگم ہے۔ مضامین انتہائی فکر انگیز عبرت خیز نصیحت آموز بصیرت افروز اور پر اثر ہوتے ہیں علامہ کی تحریر میں متانت و سنجیدگی وقار و تمکنت سلاست و روانی، شگفتگی و شائستگی اور حسن صوری و معنوی ہے۔ ان کا کلام ابتذال اور سوقیت سے پاک اور ابتری و بے ترتیبی سے خالی ہوتا ہے۔ حتی کہ اپنے مذہبی حریفوں کے نظریات پر تنقید کرنے میں بھی علامہ کا قلم بے حد سنجیدہ اور شستہ و رفتہ ہوتا ہے چنانچہ ایک ایسا نقاد جو عقیدہ و مسلک کے اعتبار سے علامہ کا مخالف ہوتے ہوئے انکی اس خوبی کے لئے رطب اللسان ہے اور آپکی علمی لیاقت، قوت استدلال اور طرز نگارش کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ۔

> ہمیں یہ کہتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ ان کا انداز تحریر عام بریلوی ارباب قلم کی معروف خامیوں سے خاصی حد تک پاک ہے اور ان کے علم کلام میں معقولیت کا عنصر بڑی مقدار میں پایا جاتا ہے۔

(عامر عثمانی مدیر تجلی دیوبند بحوالہ زلزلہ ص ۱۶)

The Monthly Sunni Dunia Bareilly
Regd. No. X17 (82) Vol-3, Annual Subscription Rs. 60/-
r Copy–
Regd. PO No. BR/211/98

ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی، ملک گیر عظیم تحریک کا انقلابی پیغام عام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا انقلاب عجیب انقلاب تھا ـــــ شاید چشم عالم نے ایسا انقلاب نہ دیکھا ہو ـــــ ایک طبقہ کو ہٹاکر دوسرے طبقہ کو یا ایک قوم کو ہٹاکر دوسری قوم کو نہ لایا گیا ـــــ جو سامنے تھے انھیں کو ٹھیک کیا گیا ـــــ ان میں زانی بھی تھے ـــــ شرابی بھی تھے ـــــ خائن بھی تھے ـــــ بدکار بھی تھے ـــــ قاتل بھی تھے ـــــ سفاک بھی تھے لیکن رفتہ رفتہ سب کو ایسا بدلا کہ دنیا دیکھ کر حیران ہوئی جاتی ہے۔ ـــــ تو ایسا انقلاب لانے کے لئے سب سے پہلے خود کو بدلنا ہوگا ـــــ دردمندی و دل سوزی کے ساتھ ان کے پاس جانا ہوگا جن سے ہم کو نفرت ہے ـــــ گیا گیارہویں صدی ہجری میں شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اسی اسوۂ محمدی پر چل کر اسلامی انقلاب نہیں لائے ـــــ تاریخ پر جن کی نظر گہری ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ آپ کی دردمندانہ تبلیغ نے جہانگیر پر کیا اثر کیا ـــــ ایک سے ایک بہتر بادشاہ سامنے آتا گیا ـــــ شاہ جہاں ـــــ اور پھر ـــــ اورنگ زیب علیہ الرحمہ جنھوں نے پاک و ہند میں نظام مصطفٰے نافذ کیا ـــــ نظام مصطفٰے کوئی ایسی چیز نہیں جو صرف کاغذ پر نافذ کیا جائے ـــــ وہ تو دلوں پر نافذ ہوتا ہے کاغذ پر بارہا نافذ ہوچکا ـــــ صورتوں کے بدلنے سے نظام نہیں بدلتے ـــــ سیرتوں کے بدلنے سے نظام بدلتے ہیں اور انقلاب آتے ہیں ـــــ اس لئے جیتی جاگتی مثالیں پیش کرنا ہوں گی۔

نظام مصطفٰے سر پھروں کا انقلاب نہیں کہ بیٹھے بٹھائے لوگوں کو اکسائے اور جو موجود ہے اس کو معدوم کردے ـــــ یہ اصلاح حال کا داعی ہے ـــــ قلب ہیئت کا نام ہے ـــــ یہ خواہ مخواہ جھگڑا مول نہیں لیتا ـــــ یہ فتنہ کا نام نہیں ـــــ یہ امن کا پیامبر ہے اور امن ہی سے حاصل ہوتا ہے ـــــ یہ انسان کو مارنا نہیں سکھاتا ـــــ یہ انسان سے پیار کرنا سکھاتا ہے ـــــ یہ انسان کو انسانوں کے ہاتھوں ذلیل و رسوا نہیں کرتا ـــــ اس کی تعظیم و تکریم کرتا ہے ـــــ یہ انسان کی دولت نہیں سمیٹتا ـــــ یہ بھوکا پیاسا نہیں ـــــ یہ غنی ہے، فقیر نہیں ـــــ یہ سخی ہے محتاج نہیں ـــــ یہ آقا ہے غلام نہیں ـــــ یہ بادشاہ ہے رعایا نہیں ـــــ یہ غالب ہے مغلوب نہیں ـــــ یہ حاکم ہے محکوم نہیں ـــــ یہ محبوب ہے مردود نہیں ـــــ اس کی بنیاد خوف خدا پر ہے ـــــ اور جہاں خوف خدا ہو وہاں احترام انسانیت بھی ہے اور انسان خدا کی پیاری مخلوق ہے ـــــ یہ سایۂ رحمت ہے انسان کا دل رکھتے ہوئے آگے بڑھتا ہے ـــــ یہ کسی کا دل نہیں دکھاتا کہ ایک دل والے کا نظام ہے یہ بچوں پر شفقت سکھاتا ہے اور بزرگوں کا احترام سکھاتا ہے ـــــ لین دین کا سلیقہ بتاتا ہے

یہ تمام انبیاء و رسل کیا کہہ رہے ہیں ـــــ اللہ ... سب بیک زبان کہہ رہے ہیں ـــــ مَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

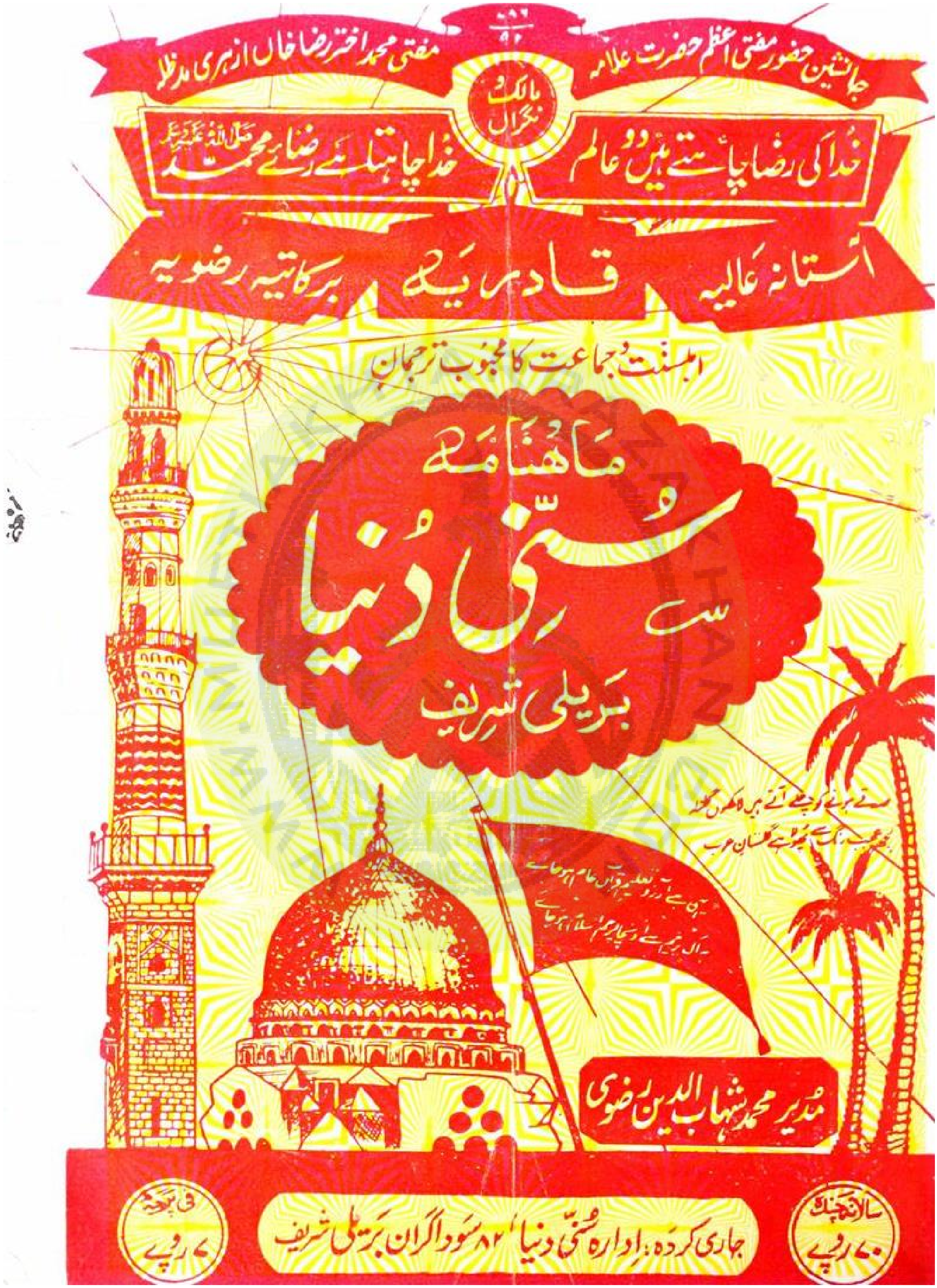
(سورۃ الشعراء، آیات ۱۰۹، ۱۲۷، ۱۴۵، ۱۶۴، ۱۸۰)

ترجمہ: میں اس پر تم سے اجر نہیں مانگتا، میرا اجر اسی پر جو دونوں عالم کا رب ہے۔

ہاں ان رسولان برحق کے راستہ پر چلنا ہوگا ـــــ ہم کو طلب و سوال نے مارا ـــــ ہم کو قرضوں نے ... ہم کو اسراف و تبذیر نے مارا ـــــ ہم کو ہماری بدکاری نے مارا ـــــ طلب و سوال سے زبان بند رکھنی ہو... ـــــ قرضوں سے توبہ کرنی ہوگی ـــــ اسراف و تبذیر سے ہاتھ اٹھانا ہوگا ـــــ نیکوکاری کا عزم ... ہوگا ـــــ موٹا جھوٹا پہننا ہوگا ـــــ ہلکا ... کھانا ہوگا ـــــ محلوں سے دل اٹھانا ہوگا ـــــ جھونپڑیوں سے دل لگانا ہوگا ـــــ تب کہیں ... نظام مصطفٰے نافذ ہوسکتا ہے ـــــ خدارا کوئی تو ... دکھلائے اور فقیری میں ہیبت شاہی پیدا کرے! اگر نہیں ہوگا تو پھر دیکھنے والے ہوچی منہ کو دیکھیں گے، ... چواین لائی کو تکیں گے ـــــ ماؤزے تنگ سے ... لگائیں گے ـــــ اور لینن کی باتیں کریں گے۔ آؤ آؤ محمد مصطفٰے کی باتیں کریں ـــــ اپنی دنیا ... ـــــ اور ایک رحیم و کریم انقلاب کی کوشش ...

تقدیر اتم کیا ہے، کوئی کہہ نہیں سکتا
مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ

دفتر:- آل انڈیا جماعت رضائے مصطفٰے، رضا نگر سوداگران بریلی



جانشین حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری مدظلہ
مالک و نگراں
خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ
اہلسنت و جماعت کا محبوب ترجمان
ماہنامہ
سنی دنیا
بریلی شریف
مدیر محمد شہاب الدین رضوی
فی پرچہ ۷ روپے
جاری کردہ: ادارہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران بریلی شریف
سالانہ چندہ ۷۰ روپے

مرکز سواد اعظم اہلسنت و جماعت آستانۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ

کا

علمی دینی اور اصلاحی ترجمان

ماھنامہ

سُنّی دنیا

بریلی شریف

جلد: ۱۴
شمارہ ۳

جون سنہ ۹۸ء
صفر سنہ ۱۴۱۹ھ

مالک و نگراں

جانشین مفتئ اعظم فقیہ اسلام حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری، ازہری

نائب نگراں محمد عسجد رضا خاں قادری		مدیر محمد شہاب الدین رضوی
زر سالانہ ۷۰/روپے	کتابت: افتخار انجم شہابی	فی شمارہ ۷/روپے

رابطہ کا پتہ:- ۸۲- سوداگران رضانگر بریلی شریف (یوپی) فون ۴۷۲۱۶۶

یادگار

امام المتکلمین مفتی نقی علی خاں قدس سرہٗ
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی
حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ
حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

بظلّ عاطفت

حضرت مفسر اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

مجلس مشاورت

علامہ تحسین رضا خاں صاحب قبلہ
مولانا حبیب رضا خاں صاحب نوری
مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی
مولانا شوکت حسن رضوی کراچی
مولانا منان رضا خاں صاحب منانی
حاجی قربان علی رضوی بیسلپوری

مجلس ادارت

حضرت ڈاکٹر سید امین برکاتی مارہروی
علامہ سبطین رضا خاں قادری
معمار ملت علامہ شبیہ القادری سیوان
مفتی سید شاہد علی رضوی رام پوری
مفتی محمد مطیع الرحمن رضوی مظفر پٹنہ
مولانا یٰسین اختر مصباحی دہلی
مولانا عبدالمبین نعمانی، چریا کوٹ
ہمدرد ملت الحاج محمد سعید نوری، بمبئی

اشاریات

● احباب و قارئین کے بے حد اصرار پر رسالہ کا سائز بڑھانا پڑا ہے۔ مضامین وغیرہ پڑھ کر مطلع کریں کہ کیسا لگا ● جواب طلب امور کے لئے لفافہ ضرور لکھیں ● مضامین و مراسلات ارسال کرنے والے اپنے میٹر کے شائع کرنے پر مصر نہ ہوں۔ واپسی ادارے کے ذمہ نہیں ● رسالہ نہ ملنے کی صورت میں خریداری نمبر کے ساتھ شکایت کریں خواہ کا حق بھی ہے۔

اداریہ ——— محمد شہاب الدین رضوی

اُمت مسلمہ کیلئے لمحۂ فکریہ

آج ہندوستانی مسلمان جب ماضی کے پچاس سالوں پر نظر ڈالتا ہے اور یہاں کی دیگر قوموں کے مقابلے میں اپنی ترقیوں اور کامیابیوں کا جائزہ لیتا ہے تو اسے سوائے مایوسی، محرومی اور مسلسل وعدہ خلافیوں کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ آج سے پچاس سال قبل زندگی کے مختلف شعبوں میں مسلمانوں کی جو ماندگی تھی اس میں سلسلہ وار کمی نظر آتی ہے۔ تعلیم، معیشت، سیاست، حکومت وانتظام، تجارت، صنعت و حرفت غرضکہ کون شعبہ ہے جہاں مسلمان اپنے وجود کو منوانے کی پوزیشن رکھتے ہوں، اب تک کے مشاہدات و تجربات بتاتے ہیں کم و بیش تمام ہی حکمراں سیاسی پارٹیوں نے اخلاص و سنجیدگی کے ساتھ مسلمانوں کے مسائل کو حل کرنے انکی ترقی و خوشحالی کو یقینی بنانے انمیں احساس تحفظ پیدا کرنے اور تعلیمی معاشی ترقی کے میدان میں یکساں مواقع فراہم کرانے کی کوئی عملی کوشش نہیں کی۔

یہ بات قطعی درست نہیں کہ ہم اپنی ان ناکامیوں اور محرومیوں کا صد فی صد ذمہ دار اپنے اکابرین اور قائدین کو ٹھہرائیں۔ ہاں اس بات میں حقیقت و صداقت ضرور ہے کہ کسی کی بھی ترقی و خوشحالی کی ذمہ داری بہت حد تک ایک کامیاب، صالح اور دور اندیش قیادت پر منحصر ہے تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ کو اس بات کی سیکڑوں مثالیں مل جائیں گی کہ مقصد خواہ صحیح ہو یا غلط، ایک جری باحوصلہ اور پر عزم قائد نے کمزور سے کمزور قوموں کی تقدیر بدل دی قوموں کے عروج و زوال میں قیادت اہم رول ادا کرتا ہے۔ لیکن یہ ہندوستانی مسلمان کی محرومی ہے کہ آزادی کے بعد سے آج تک کوئی ایسا صالح، مخلص، جری، دور اندیش قائد نہیں مل سکا جو امت کی مردہ رگوں میں زندگی کی رمق ڈال سکتا یا مشترک اجتماعی

وملّی مقاصد کے حصول کے لئے مختلف تنظیموں میں
——— اتحاد و اتفاق پیدا کر سکتا ہے۔

اسلام امت مسلمہ کو جسدِ واحد سے تعبیر کرتا ہے
اگر اس کا کوئی عضو بیمار ہوتا ہے تو اسکی تکلیف
کو جسم کے دیگر اعضا بھی محسوس کر سکتے ہیں۔ لیکن
ایسا نہیں کہ ہمارے اکابرینِ ملت نے جماعت اہلسنت
یا اُن کے مسائل کو حل کرنے یا ان کے لیے ایک کامیاب
و خوش حال زندگی کے وسائل فراہم کرنے کے لئے
کوئی جدوجہد نہیں کی بلکہ انھوں نے ہندوستانی
مسلمانوں کے عزت و وقار کی بقا، انکے جان و مال
کا تحفظ، اور انکے تعلیمی ومعاشی ترقی کے لئے اپنے
اپنے طور پر ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن انکا کوئی خاطر
خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ ہاں اتنی بیداری ضرور آئی کہ
اب مسلمانوں کو اس بات کا احساس ہوگیا ہے کہ ان
کے مسائل کا حل نہ تو سیاسی لیڈر کے پاس ہے اور
نہ ہی حکمراں سیاسی پارٹیوں کے پاس بلکہ اس ملک
میں باوقار شہری کی حیثیت سے زندگی گذارنے کے
لئے اپنے وسائل خود پیدا کرنے ہوں گے۔ اور تعلیم
تجارت، صنعت وحرفت کے میدان میں آگے بڑھنا
ہوگا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اب مسلمانوں میں بہت حد
تک بیداری کی لہر پیدا ہو رہی ہے۔ اور انھوں نے
ناعاقبت اندیش، موقع پرست اور نام نہاد لیڈروں
کے چنگل سے اپنے آپ کو آزاد کرالیا ہے اور جگہ جگہ
زمینی سطح کی قیادت کے عملی مشاہدات دیکھنے میں
آرہے ہیں جسے ہم فال نیک سے تعبیر کر سکتے ہیں۔
اور اللہ سے امید رکھتے ہیں کہ انشاء اللہ دیر یا سویر
مسلمانوں کو بھی ایک صالح قیادت ضرور نصیب
ہوگی۔ اور زیادہ عرصہ تک شاطر سیاسی پارٹیاں
غیر ضروری مسائل میں مسلمانوں کو پھنسا کر اپنا اُلّو
سیدھا کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکیں گی۔ ہندوستانی
مسلمانوں کے خلاف فسطائی قوتوں کی جانب سے
لگائے جانے والے بےبنیاد الزامات اور اتہامات کو غلط
ثابت کرنے کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ اپنے وسائل
و ذرائع اور طاقت و قوت کو انکی تردید میں صرف کرنے
کے بجائے مثبت انداز سے تعمیر و ترقی کے کاموں سے
میں صرف کریں۔ اپنے بچوں کو مدرسہ و کالج بھیجنے کا
اہتمام کریں۔ آنے والی نسلوں کے لئے بہتر مستقبل
اور خوشگوار ماحول پیدا کرنے کی تدبیر کریں۔ اور
رواداری اور پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک جیسے
اسلامی روایات کو زندہ رکھیں۔ اور سارے مثبت
و تعمیری کام اسی صورت میں انجام پا سکتے ہیں۔
جب کہ مشترک مفاد کے ضمن میں ہمارے اندر اجتماعی
جدوجہد کرنے کا جوش و جذبہ موجود ہو اور یہ اجتماعی
جذبہ اسی صورت میں پیدا ہو سکتا ہے جب ہم آپس

ضیائے قرآن

ادارہ

وَمَا یَخْدَعُوْنَ :۔ ترجمہ ف۵ اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انھیں شعور نہیں۔ انکے دلوں میں بیماری ہے۔ ف۶ تو اللہ نے انکی بیماری اور بڑھائی اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے بدلا انکے جھوٹ کا۔ ف۷ اور جو ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو ف۸ تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں سنتا ہے وہی فسادی ہیں مگر انھیں شعور نہیں۔ اور جب اُن سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لاتے ہیں۔

شانِ نزول :۔ ف۵ یہاں سے تیرہ آیتیں منافقین کی شان میں نازل ہوئیں جو باطن میں کافر تھے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ مَاھم بمومنین۔ وہ ایمان والے نہیں یعنی کلمہ پڑھنا اسلام کا مدعی ہونا۔ نماز روزہ ادا کرنا مومن ہونیکے لیے کافی نہیں جب تک تصدیق نہ ہو۔

مسئلہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جتنے فرقے ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں اور کفر کا اعتقاد رکھتے ہیں سب کا یہی حکم ہے کہ کافر خارج از اسلام ہیں شرع میں ایسوں کو منافق کہتے ہیں انکا ضرر کھلا کافروں سے زیادہ ہے من الناس فرانے میں لطیف رمزیہ ہے کہ یہ گروہ بہتر صفات و انسانی کمالات سے ایسا عاری ہے کہ اس کا ذکر کسی وصف و خوبی کے ساتھ نہیں کیا جاتا یوں کہا جاتا ہے کہ وہ بھی آدمی ہیں۔ **مسئلہ** اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو بشر کہنے میں اسکی فضائل و کمالات کے انکار کا پہلو نکلتا ہے اس لئے قرآن پاک میں جا بجا انبیاء کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا اور درحقیقت انبیاء کی شان میں ایسا لفظ ادب سے دور اور کفار کا دستور ہے بعض مفسرین نے فرمایا من الناس سامعین کو تعجب دلانیکے فرمایا گیا کہ ایسے فریبی مکار اور ایسے احمق بھی آدمیوں میں ہیں۔ ف۶ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کو کوئی دھوکا دسکے وہ اسرار مخفیات کا جاننے والا ہے مراد یہ ہے کہ منافق اپنے گمان میں خدا کو فریب دینا چاہتے ہیں یا خدا یہ کہ خدا کو فریب دینا یہی ہے کہ رسول علیہ السلام کو دھوکا دینا چاہیں کیونکہ وہ اس کے خلیفہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اسرار کا علم عطا فرمایا ہے وہ ان منافقین کے چھپے کفر پر مطلع ہیں۔

بہارِ حدیث

سیّدنا و ابن سیّدنا عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من زار قبری وجبت وشفاعتی جو میری قبر شریف کی زیارت کرے اس کے لیئے میری شفاعت واجب ہوجائے اور روایت بزار میں ہے حلت لہ شفاعتی۔ اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوجائے حافظ عبداللہ وہبی اس حدیث کی تحسین اور شیخ عبدالحق الترامًا تصحیح کرتے ہیں۔ علمائے فرماے ہیں یعنی زائر ایک سے شفاعت خاصہ سے مختص ہوگا کہ اس قسم کی شفاعت اس کے غیر کے لئے اصلاً نہ کی جائے گی یا اس کے لئے زیادت نعیم یا تخفیف ہول قیامت یا جنت میں بے حساب جانے یا اس میں درجات بلند پانے یا زیادتِ دیدار الٰہی کے لئے جداگانہ شفاعت فرمائیں گے کہ یہ اقسام شفاعت ہر چند اوروں کے لئے بھی ہونگے مگر زائر اس نصیب زائد و بہرہ وافر کا مستحق ہوگا یا معنی یہ ہیں واللہ اعلم کہ زیارت قبر شریف سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم حسن خاتمہ و موت علی الایمان کی موجب ہوتی ہے جس کے سبب زائر مستحقان شفاعت میں کہ اہلِ اسلام بالضرور داخل ہوتا ہے اور شیطان اسے راہ ایمان سے پھیر کر حرمان شفاعت کا داغ نہیں لگا سکتا فقیر کہتا ہے غفر اللہ لہٗ۔ اور کچھ انکے کرم سے بعید نہیں عالم حیات ظاہری میں اس جمالِ جہاں آرا کے دیدار سے مشرف ہونا مسلمان کو سوء خاتمہ سے بچاتا ہے صحابہ کرام سب کامل الایمان تھے اور ایمان پر دنیا سے گئے اور حضور کی زیارت بعد وفات مثلِ زیارت زمان حیات ہے پس اگر ہم سرگشتگان وادی معاصی کو جیسے محض اپنے فضل و کرم سے آستاں بوسی کا اذن دیا اور حاضری دربار سے مشرف فرمایا۔ عجب کیا کہ دم نزع بیکسوں کی دستگیری فرمائیں اور پنجۂ دشمن سے نجات دیکر اس ایمان کو جو انھیں کی سرکار سے عطا ہوا ہے سلامت رکھیں وما ذلک علی اللہ بعزیزہ ان ذلک علی اللہ یسیرہ ان اللہ علی کل شیٔ قدیرہ اور لفظ شفاعتی میں شفاعت کو اپنی طرف سے اضافت فرمانا اس کے اظہار عظمت کے لیئے کہ جیسا شفیع عظیم اسی قدر شفاعت بڑی اور رسول صلی اللہ

نعت پاک

راہ پُر خار ہے کیا ہونا ہے
پاؤں افگار ہے کیا ہونا ہے

میٹھے شربت دے مسیحا جب بھی
ضد ہے انکار ہے کیا ہونا ہے

دُور جانا ہے رہا دن تھوڑا
راہ دشوار ہے کیا ہونا ہے

آخری دید ہے آؤ مل لیں
رنج بے کار ہے کیا ہونا ہے

دل ہمیں تم سے لگانا ہی نہ تھا
اب سفر بار ہے کیا ہونا ہے

کیوں رضا کڑھتے ہو ہنستے اٹھو
جب وہ غفار ہے کیا ہونا ہے

منقبت

سیّدنا امام عالیمقام حضرت حسین

شجاعت ناز کرتی ہے جلالت ناز کرتی ہے
وہ سلطانِ زماں ہیں ان پہ شوکت ناز کرتی ہے

صداقت ناز کرتی ہے امانت ناز کرتی ہے
حمیت ناز کرتی ہے مروّت ناز کرتی ہے

شہِ خوباں پہ ہر خوبی و خصلت ناز کرتی ہے
کریم ایسے ہیں وہ ان پر کرامت ناز کرتی ہے

جہانِ حسن میں بھی کچھ نرالی شان ہے انکی
نبی کے گل پہ گلزاروں کی زینت ناز کرتی ہے

شہنشاہ شہیداں ہو، انوکھی شان والے ہو
حسین ابنِ علی تم پر شہادت ناز کرتی ہے

خاکِ نبی کر شانۂ اقدس پہ کردی شان دوبالا
نبی کے لاڈلوں پر ہر فضیلت ناز کرتی ہے

خدا کے فضل سے اختؔر میں ان کا نام لیوا ہوں،
میں ہوں قسمت پہ نازاں مجھ پہ قسمت ناز کرتی ہے

بابُ الاستفتاء

از : جانشینِ حضور مفتیٔ اعظم حضرت علّامہ اختر رضا خاںؔ ازہری

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) زید نے مسجد کا بجر فٹ وریتہ وغیرہ جو مسجد کے کام کے لئے تھا اس کو اپنے مکان میں صرف کیا از روئے شرع زید کے لئے کیا حکم شرعی ہے، اور زید کی امامت کیسی ہے جب کہ اس بجر فٹ وریتے کا کوئی حساب نہیں دیا۔

(۲) یہ جہاں بھی امامت کرتے ہیں وہاں آپس میں کئی پارٹیاں کرا دیتے ہیں جسکی وجہ سے سنی حضرات میں آپس میں لڑائی جھگڑا رہتا ہے اور نا اتفاقی چل رہی ہے ایسے کے لئے کیا حکم شرعی ہے

(۳) زید کے لڑکے کا نکاح ہوا جس پر زید نے کہا یہ نکاح ناجائز ہے جو بھی اس میں شرکت کرے گا اسکی بیوی بھی نکاح سے نکل جائے گی اس پر محلہ کا کوئی شریک نہ ہوا۔ جب کہ وہ نکاح صحیح تھا کچھ دن بعد زید خود اس کا شریک ہو گیا جو شخص پہلے حرام بتائے پھر اس کو حلال سمجھے ایسے پر کیا حکم شرعی ہے اور اسکی امامت کیسی ہے۔

(۴) زید نے بکر کا نکاح پڑھایا کچھ دن بعد بکر نے طلاق دیدی اور زید سے بکر نے اپنے نکاح کی رسید طلب کی تو زید نے بکر سے پچاس روپیہ مانگا بکر نے روپیہ نہیں دئے زید نے اس کو اس کے نکاح کی رسید نہیں دی بکر کو دوسری شادی کرنے میں بڑی پریشانی اٹھانی پڑی اس پر زید کے اوپر کیا حکم شرعی ہے۔

(۵) کسی مسلمان پر بلا کسی ثبوت کے غلط تہمت لگانا کیسا ہے اور چغلی کر کے ایک دوسرے کو لڑوانا دینا کیسا ہے۔ ایسے شخص کی امامت از روئے شرع کیسی ہے۔

(۶) زید نے بکر کو اپنے محلہ کی مسجد میں بلا کر امام رکھا۔ اب اپنے نفس امّارہ کی خاطر بکر سے ناراض رہتا ہے اور کہتا ہے کہ اسکی امامت صحیح نہیں ہے اس لئے ہم اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں اس کو مسجد سے

ہٹایا جائے اور کسی کو رکھا جائے۔

الجواب (۹۲؍۸۶): زید پر فی الواقع اگر یہ جرم شرعی طور پر ثابت ہے تو اسے امام بنانا گناہ ہے جب تک توبہ صحیحہ نہ کرلے اور اس کا صلاح حال ظاہر نہ ہوجائے اسکی اقتدا سے پرہیز لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲، ۳، ۴ وہی حکم جو گزرا اسی شرط سے جو اوپر لکھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴) اگر زید کا یہ دستور ہے کہ وہ رسید نہ کاٹ روپے لے کر دیتا ہے تو اس میں اسپر الزام نہیں کہ یہ ایک جائز شرط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵ حرام بدکام بدانجام ہے اور امامت بشرط ثبوت جرم و اشتہار مکروہ تحریمی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶ زید کا اعتراض اگر بے وجہ شرعی ہے تو وہ سخت ملزم ہے اس پر لازم ہے کہ اس سے توبہ و رجوع کرے اور امام کی اقتدا کرے اور اگر وجہ شرعی سے وہ معترض ہے تو ملزم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا حکم ہے شریعت مقدسہ کا مسائل مندرجہ میں کہ زید اپنے آپ کو حنفی اور مسلک اہل سنت وجماعت کا عالم کہتا ہے اور ایک مسجد کا امام ہے۔ مگر وہ نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے نہ باندھ کر یا تو پیٹ پر باندھتا ہے یا ناف پر۔ جب زید سے کہا گیا کہ آپ اس طرح ہاتھ کیوں باندھتے ہیں تو انھوں نے کہا جس کو نماز پڑھنی ہو وہ پڑھے میں اسطرح ہاتھ باندھونگا۔ کیا پیٹ یا ناف پر ہاتھ باندھنے سے نماز نہیں ہوتی یہ امام مذکور زید کے قول ہیں۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید کا کہنا کہاں کا درست ہے اگر ان کا قول غلط ہے تو شریعت مطہرہ کا ان پر کیا حکم ہے بینوا توجروا

۲ زید جب جہری نماز میں امامت کرتا ہے تو وقت قرأت سر۔ گردن اور پورا بدن حرکت کرتا رہتا ہے کیا امام کا یہ فعل درست ہے فقط

۳ زید امامت کی غرض سے آیا عشاء کی نماز میں اس نے کہا کہ میں ابھی مسافر ہوں کل چلا جاؤنگا عمر تم نماز پڑھا دینا عشاء کی نماز خود زید نے چار رکعت مکمل پڑھائی۔ پھر پانچ دن تک پڑھانے کے بعد پھر واپس گیا پھر ہفتہ بھر بعد آیا نیز زید نے یہ بھی کہا تھا کہ میں یہاں کا جائزہ لینے آیا ہوں۔ اس لئے میں قصر پڑھونگا اب کیا حکم ہے۔ زید کے متضاد قول و فعل پر اور جن جن لوگوں نے انکے پیچھے نماز پڑھی وہ ہوئی یا نہیں احکام شرع سے آگاہی فرمائیں۔

۴۔ گردن کا مسح کرنا جائز ہے یا نہیں۔

۵: دعاء کا صحیح طریقہ کیا ہے۔ عمر دعاء کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو ملتا رہتا ہے اور جھوم کر دعا مانگتا ہے دونوں ہاتھ ایک دوسرے سے ملے ہوئے

ہوتے ہیں اور ایک ہاتھ کی مٹھی دوسرے ہاتھ میں ہوتی ہے نیز ہاتھ دعاء کے وقت کتنا اٹھانا چاہیے فقط ۔ المستفتی ۔ علاء الدین گل منڈی بھیلواڑہ

راجستھان

الجواب :۔ بر تقدیر صدق سوال زید کا یہ کہنا محض تعسف ہے اسے مطابق شرع عمل ضروری ہے اور حکم شرع سنکر ہٹ چھوڑنا لازم ہے ۔ اگر شرعاً اس کا یہ قول ثابت ہے تو وہ سخت فاسق ہے اسکی اقتدا سے پرہیز ضروری ہے واللہ تعالیٰ اعلم

۲ :۔ نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

۳ :۔ فی الواقع اگر زید مسافر تھا جیسا کہ اس کے اقرار سے ظاہر ہے یعنی اس جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ تھی تو اسے قصر پڑھنا لازم تھا اس کا فرض اس صورت میں دو رکعت ہی تھا ۔ وہ چار پڑھ گیا گناہ گار ہوا اور ازانجا کہ دو رکعت اخیرہ میں وہ محض متنفل تھا تو مقتدیوں کی نماز اس کے پیچھے نہ ہوئی

واللہ تعالیٰ اعلم

۴ ۔ بدعت ہے واللہ تعالیٰ اعلم

۵ ہاتھوں کو بلند کرے اور دونوں ہاتھوں کو پھیلائے اور ان میں کچھ فاصلہ رکھے اور خشوع و خضوع کے ساتھ دعاء مانگے ۔ زید کا یہ طریقہ مطابق سنت نہیں ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ وہابی جماعت کے چند سرغنوں نے کچھ سنیوں کو اپنی جانب ملاکر پولیس میں رپورٹ کرائی ہے کہ درود و سلام پڑھنے سے نماز میں ڈسٹرب ہوتا ہے جس سے سنی جماعت کے لوگ پریشان ہیں اور سنیوں میں ہی دو پارٹیاں ہو گئی ہیں ایسے پارٹی کرانے والے یا رپورٹ کرانے کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے

(۲) مسجد میں اگربتی جلانا کیسا ہے اور شریعت میں کیا حکم ہے ۔ کیونکہ ہمارے یہاں کے پیش امام نور الحق صاحب نے مسجد سے اگربتی اور جس پر اگربتی لگائی جاتی ہے اپنے ہاتھوں سے پھینکا ہے شریعت کا کیا حکم ہے ایسے شخص کے بارے میں ۔

۳ :۔ ہمارے یہاں کے پیش امام نور الحق صاحب درود و سلام نہیں پڑھتے ہیں جب کہ ہمارے یہاں کا معمول ہے کہ جمعہ ۔ فجر ۔ عشاء میں درود و سلام ہوتا ہے تو وہ حجرہ میں چلے جاتے ہیں ایسے امام کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے ۔

۴ :۔ رمضان شریف میں روزہ افطار کروانے کے لئے ۔ انوپ پور کے صدر و یوسف ماھتوں صاحب لوگوں کو گھر لیگئے جب کہ کچھ لوگوں نے اعتراض کیا کہ مغرب کا وقت نازک ہے وہ نہیں مانے کیا ایسا

رست ہے اور کرنے والے پر کیا حکم ہے۔
۵ :۔ انوپ پور کے صدر نے پچیس تیس مسلمانوں
کے سامنے استعفاء دیا اور اب انکار کرتا ہے شریعت
کا کیا حکم ہے
۶ :۔ ریلوے کالونی میں ایک میت ہوگئی گھر والوں
نے نماز جنازہ پڑھانے کی اجازت دوسرے کو دی
صدر و پیش امام اور کچھ لوگ نہ تو انھوں نے نماز
جنازہ پڑھی نہ مٹی میں شمولیت کی قبرستان سے
واپس ہوگئے ایسے لوگوں کے بارے میں شریعت کا
کیا حکم ہے
۷ :۔ انوپ پور کے کچھ لوگوں نے پولیس میں رپورٹ
کی تھی عید الاضحیٰ کی نماز ایک جماعت میں پڑھنا چاہیے
کچہری سے فیصلہ ایک کا ہوا ہے جب کہ سنی جماعت
کے اس بناء پر نور الحق کی اقتدا نہیں کرنا چاہتے کہ
درود و سلام میلاد شریف وغیرہ میں شرکت نہیں
کرتا ہے تو اقتدا کریں یا نہیں شریعت مطہرہ کا حکم صادر
فرمائیں ۔ المستفتی
ماسٹر برکت اللہ کاتب عبد اللہ خاں
کچھی محلہ جامع مسجد دھن پوری ضلع شہڈول ایم پی

الجواب۔ سوال ۔ زید عمرو وغیرہ فرضی ناموں سے
کرنا چاہیے کہ یہی ادب سوال ہے زواجر میں ہے
والافضل ان یلبھمہ اور مسئول عنہ کا نام ظاہر
کرنا اچھی بات نہیں پھر جو احکام درج ہونگے وہ
سوال کی واقعیت پر منطبق ہونگے ورنہ نہیں ۔
۱ سنیوں میں بے وجہ شرعی تفرقہ ڈالنا سخت
حرام بدکام بد انجام ہے جن لوگوں پر یہ جرم شرعی
طور پر ثابت ہے وہ سخت گناہ گار ہیں اُن پر
توبہ فرض ہے واللہ تعالیٰ اعلم
۲ :۔ اگر یہ واقعہ ہے تو امام مذکور سخت گناہ گار
اسکی امامت ممنوع ہے اور مسجد میں اگر بتی جلانا
جائز ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
۳ :۔ اگر انکا یہ معمول بر بنائے وہابیت ہے تو انکے
وہابی ہونے میں شک نہیں اور انکی امامت بعد
تحقیق وہابیت درست نہیں انکے عقائد کی تحقیق
کی جائے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
۴ :۔ اگر جماعت میں غیر معمولی تاخیر کا اندیشہ صحیح
تھا تو ایسا کرنا جائز نہ تھا۔ وہ لوگ گناہ گار ہوئے
واللہ تعالیٰ اعلم
۵ :۔ اگر یہ واقعہ ہے تو وہ جھوٹا ہے توبہ کرے
واللہ تعالیٰ اعلم ۔
۶ :۔ اگر امام میں کوئی شرعی نقص نہ تھا تو اسکی
اقتدا چاہیے تھی اور لوگوں کے ساتھ شریک نہ ہو کر
ثواب سے محروم نہ ہونا چاہیے تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ ۱۴ صفر ۱۴۰۲ھ

"ذنب" کے ترجمہ پر اعتراض

اعلیحضرت کے ترجمہ قرآن کنزالایمان پر اعتراضات کے جوابات حضرت نے دفاع کنزالایمان کے نام سے دیا ہے ۔ وہیں یہ اقتباس لیا گیا ہے ۔

معترض بہادر اب سورۂ فتح کی آیت کریمہ
انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما
تقدم من ذنبک وما تاخر ویتم نعمتہ علیک
الخ۔ کا ترجمۂ رضویہ جو یہ ہے (بے شک ہم نے تمہارے
لئے روشن فتح فرمادی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ
بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور
اپنی نعمتیں تم پر تمام کردے) ملخصا بقدر الحاجۃ۔
لکھ کر یوں منہ کھولتے ہیں:

"اس ترجمہ میں لام کو سببیہ مان کر تمہارے
سبب سے گناہ درست ہو سکتا ہے مگر
"ماتقدم من ذنبک وما تاخر" میں گناہ
بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے
پچھلوں کے" الفاظ کا ترجمہ نہیں ہے اور
مفہوم بھی نہیں ہو سکتا۔"

جی ہاں الفاظ اتنے ہی ہیں جتنے آپ کو سوجھیں
اور مفہوم وہی ہے جو آپکی سمجھ دانی میں سما جائے
اور جو اس میں نہ آئے وہ مفہوم ہو ہی نہیں ہو سکتا
معترض بہادر امام احمد رضا کی دشمنی سلف کی دشمنی
ہے۔ وہ جو کچھ فرماتے ہیں وہ سلف کا ارشاد ہوتا ہے۔
علامہ ھبۃ اللہ ابن سلامۃ "الناسخ والمنسوخ" میں
فرماتے ہیں:

وقد اختلف المفسرون فی قولہ تعالیٰ
لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک
وما تاخر۔ قال جماعۃ ما تقدم من
ذنبک قبل الرسالۃ وما تاخر بعدھا
وقال الآخرون ما تقدم من ذنب
وما تاخر من ذنوب امتک لانہ یتبہ
علی آدم وھو الشافع لامتہ فیمتن،
بذالک علیہ وقال آخرون ماذنبک
ابیک ابراھیم وما تاخر من ذنوب
النبیین فیہ یتبہ ایضا علیھم الخ

"یعنی مفسرین کرام کا آیۂ کریمہ لیغفر لک

کے معنی میں اختلاف ہے۔ ایک جماعت نے کہا کہ رسالت سے پہلے اور اس کے بعد کے خلاف اولیٰ امور مراد ہیں۔ اور دوسروں نے کہا کہ خدا آپ کے اگلوں اور آپکے پچھلوں کے گناہ بخشدے۔ اس لئے کہ آپ کے سبب آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ اور آپ اپنی امت کے شفیع ہیں تو اللہ اس فضیلت سے آپ پر احسان فرما رہا ہے اور دوسروں نے کہا کہ آپ کے باپ ابراہیم اور انکے بعد کے نبیوں کے خلاف اولیٰ امور بخشدے۔ اس لئے کہ حضور کے طفیل انکی توبہ قبول ہوئی۔" شفاء و شرح شفا ملا علی قاری میں ہے۔: ترجمہ

"یعنی کہا گیا کے مراد اس سے خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ہے اس بنیاد پر کہ مضاف محذوف ہے اور کچھ نے کہا کہ مراد اس سے آدم علیہ السلام کی سابقہ لغزشیں ہیں اور آپکی امت کے گناہ ہیں اس بنیاد پر کہ اضافت ادنیٰ مناسبت کی وجہ سے ہے۔ ولک بمعنی لاجلک ہے (یعنی تمہارے سبب سے الخ)

اس قول کی حکایت فقیہ امام ابو اللیث سمرقندی جو اکابر حنفیہ میں سے ہیں اور امام عبد الرحمٰن سلمی صوفی صاحب طبقات الصوفیہ اور تصوف میں تفسیر کے مولف نے ابن عطا سے کی۔ امام مکی نے فرمایا کہ یہاں جو خطاب نبی علیہ السلام سے ہے وہ در حقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہے اضافت میں ادنیٰ مناسبت کی وجہ سے یا مضاف کے محذوف ہونے کی وجہ سے"

معترض بہادر صاحب دیکھئے علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علامہ سمرقندی سلمی ابن عطا اور مکی سے کیا نقل فرماتے ہیں۔ اور یہ علماء مذکورین کس طرح اسے وجوہ قرآن میں سے ایک وجہ بتا رہے ہیں۔ اور علامہ قاضی عیاض اور ملا علی قاری دیگر وجوہ کی طرح کیوں کر اس وجہ کو بھی مقرر رکھ رہے ہیں۔ اور اپنے اس صنیع جمیل سے بتا رہے ہیں کہ قرآن اپنی جمیع وجوہ پہ حجت ہے۔ کما فی التفسیر الکبیر والزرقانی علی المواھب وغیرھما۔

معترض صاحب بہادر اب تو کھل گیا کہ جسے آپ نے یہ کہہ کر رد کر دیا تھا کہ الفاظ کا ترجمہ بھی نہیں ہو سکتا وہ وجوہ قرآن میں سے ایک وجہ ہے جسے ایسے جلیل القدر علماء نے افادہ فرمایا ہے۔ معترض صاحب بہادر اب کہئے یہ اعتراض تو امام احمد رضا پر نہیں علماء پر نہیں بلکہ خود قرآن پر ہو گیا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اور آپ کی قرآن فہمی اور پیروی سلف کا بھرم

کھل گیا۔ مگر یہ کہ ؎

بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا۔

اب معترض بہادر اب دعوئ مذکور کی دلیل دے رہے ہیں:

"کیوں کہ جب سب اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف ہی ہوگئے تو سب جنتی ہوگئے۔ کسی کی تخصیص بھی مترجم نے نہیں کی ہے۔ پھر جہنمی کوئی نہ ہوگا۔ اس اس لئے صحیح ترجمہ ومفہوم وہی ہے جو دوسرے مفسرین ومترجمین نے اختیار کیا ہے"۔اھ۔

اقول: بحمدہ تعالیٰ ہم نے دکھا دیا کہ یہ قول مفسرین کرام کی ایک جماعت کا ہے جیسے امام علام ابوالقاسم ھبۃ اللہ بن سلامۃ اور امام قاضی عیاض اور علامہ علی قاری نے منجملہ دیگر اقوال کے مقرر رکھا۔ معترض بہادر ان پر بھی اعتراض جڑو اور انہیں بھی پڑھاؤ کہ "صحیح مفہوم وہی ہے جو دوسرے مفسرین نے اختیار کیا ہے"۔ معترض بہادر آپ سے یہ کون کہہ گیا کہ یہ حکم یہ سب اگلوں اور پچھلوں کے لئے ہے خواہ مومن موحد ہوں یا کافر وملحد ہوں۔ ابھی یہ حکم انہیں کے لئے ہے جو کفر وشرک سے دور ہوں۔ بے شک ان کا مآل کار مغفرت ہے جیسا کہ تمام علمائے اہلسنّت نے اسکی تصریح فرمادی ہے اور وہ مغفرت سرکار کے طفیل میں ہے۔ آگے معترض بہادر اپنی پرانی عادت کے مطابق شاہ رفیع الدین علیہ الرحمۃ کا ترجمہ لکھ کر کہتے ہیں:

"دیکھئے شاہ صاحب نے نہ تو لام کو سببیہ مان رہے ہیں اور نہ اگلوں اور پچھلوں کے گناہ مراد لے رہے ہیں"۔

جی ہاں ابن عطا سمرقندی سلمی مکی ابن سلامہ قاضی عیاض مُلّا علی قاری ایک ایک کو شاہ صاحب کا ترجمہ دکھائیے اور کہئے۔ دیکھئے شاہ صاحب نہ تو لام کو سببیہ مان رہے ہیں اور نہ الخ پھر شاہ عبدالقادر علیہ الرحمۃ کا ترجمہ لکھ کر کہتے ہیں کہ:

"اس جیسا ترجمہ اور دوسرے حضرات نے بھی کیا ہے"۔

ہاں ان سب علماء کو ان حضرات کے ترجمے دکھائیے اور ان سے کہئے کہ آپ سب پر ہمارے حضرات کی پیروی لازم ہے، یہ منہ اور پیروی سلف کا دعویٰ

؎ شرم تم کو مگر نہیں آتی ـــــ آگے کہتے ہیں:

"اعتراض یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کے پیغمبر گناہوں سے پاک اور معصوم ہوتے ہیں پھر تمام پیغمبروں کے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمایا کہ آپ کے اگلے

پچھلے گناہ بخشدیئے گئے کس لئے ہے اس کا جواب دینے کے لئے وہ طریقہ غلط ہے جو طریقہ امام احمد رضا نے اختیار کیا ہے، ترجمہ میں تبدیلی کردی "ملتقطاً۔

ان مفسرین کرام سے بھی فرمایئے کہ اس اعتراض کا جواب دینے کے لئے وہ طریقہ غلط ہے جو تم نے اختیار کیا قرآن میں حذف مضاف مان کر الفاظ بڑھائے اور تحریف کا الزام نہیں بھی دیجئے جو امام احمد رضا کو دے چکے آگے معترض بہادر نے تفسیر بیضاوی سے آیت کریمہ کی دوسری توجیہ نقل کی ہے جو ہماری مذکورہ توجیہ کے منافی نہیں ہے۔

(بقیہ اداریہ)

میں ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے، ایک دوسرے کو نیچا دیکھانے اپنی قوتوں اور اپنے وسائل و ذرائع کو باہمی جھگڑوں میں جھونک دینے، ملت کی ناکامی و محرومی اور اسکی ذلت و رسوائی کا ذمہ دار ایک دوسرے کو ٹھہرانے اور اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کے لئے حالات کو موردالزام ٹھہرانے کی روش سے باز آجائیں۔ کیوں کہ یہ کسی زندہ قوم کی علامات نہیں ہیں۔ مختلف جماعتوں اور تنظیموں کا وجود ملت کے حق میں نقصان دہ نہیں ہے بس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم مشترک قومی ملی مسائل میں اجتماعیت کا مظاہرہ کریں۔ اور اغیار کی ان سازشوں کو کامیاب نہ ہونے دیں جو ایک عرصہ سے ہماری صفوں میں افتراق و انتشار کا بیج بونے میں مصروف عمل ہیں۔

عرس قادری رضوی

۲۳، ۲۴، ۲۵ صفر ۱۴۱۹ھ / ۱۹، ۲۰، ۲۱ جون

کو آستانہ عالیہ رضویہ پر منعقد ہو رہا ہے

الدولۃ المکیہ کا جدید ایڈیشن

اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی معرکۃ الآرا تصنیف الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ کا جدید ایڈیشن شائع ہوگیا ہے۔ جسمیں اعلیٰحضرت کے لکھے ہوئے حواشی یعنی حاشیۂ مدینہ، حاشیہ مکیہ کے تمام افادات کو شامل کیا گیا ہے۔ عربی کے بہترین کمپوٹر سے ۲۰-۳۰/۸ کے سائز پر ۲۵۴ صفحات میں مشتمل منظر عام پر آ گئی ہے، جلد آڈر دیکر اپنی کاپی بک کروالیں۔

ناشر:۔ الرضا مرکزی دارالاشاعت ۸۲، سوداگران بریلی شریف، یوپی

تقسیم کار:۔ فاروقیہ بکڈپو، مٹیا محل جامع مسجد دہلی نمبر ۶

الاستمداد اعلیٰ طباعت کیساتھ منظر عام پر آگئی ہے

(۲) امام احمد رضا کانفرنس،،

گذشتہ سال کی طرح امسال بھی عرس رضوی کے حسین موقع پر ۲۴ر صفر المظفر صبح دس بجے تا ایک بجے سنجے گاندھی کمیونٹی ہال بریلی میں امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کیا جارہا ہے۔ جس میں ملک کے مشاہیر علماء و مفتیان کرام، خانقاہوں کے سجادہ نشین، جامعات کے محققین، سماجی، قومی، اور ملی رہنما شرکت کررہے ہیں۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی عبقری و ہمہ گیر شخصیت پر اپنے مقالات پیش کریں گے۔

رابطہ:۔ آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ ۸۲، سوداگران بریلی شریف
فون ۷۴۲۱۶۶

فقہی مسالک کی تقلید

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

معلوم ہونا چاہیئے کہ پہلی اور دوسری صدی ہجری میں لوگ فقہ کے ایک معین مذہب کی تقلید پر متفق نہ تھے ابوطالب مکی اپنی کتاب "قوت القلوب" میں لکھتے ہیں :

"یہ کتابیں اور رسائل کے مجموعے بعد کی چیزیں ہیں۔ لوگوں کے اقوال بیان کرنا، ایک خاص شخص کے فقہی مذہب پر فتویٰ دینا، ہر چیز میں اس کے مذہب پر اعتماد کرنا پہلے اور دوسرے قرن عہد قدیم میں لوگوں کا یہ معمول نہ تھا۔ بلکہ اس دور میں لوگوں کے دو طبقے تھے ایک علماء کا طبقہ اور دوسرا عوام کا طبقہ۔

عوام کا یہ حال تھا کہ متفق علیہ مسائل میں، جن کے بارے میں مسلمانوں کے اندر یا جمہور مجتہدین میں کوئی اختلاف نہ تھا، وہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا اور کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ وہ وضو اور غسل کی کیفیت اور نماز و روزہ وغیرہ کے احکام اپنے باپ دادوں یا اپنے شہروں کے معلمین سے سیکھتے تھے۔ اور اسی پر چلتے تھے جب ان کو کوئی نادر و غیرہ معمولی واقعہ پیش آتا تو بغیر مفتی کو پالتے بغیر کسی فقہی مذہب کے تعین کے، اس سے فتویٰ پوچھتے۔

ابن ہمام نے اپنے رسالے "التحریر" کے آخر میں لکھا ہے کہ یہ لوگ ایک بار ایک مفتی سے فتویٰ لیتے اور دوسری بار کسی دوسرے سے فتویٰ لیتے اور اس میں کسی مفتی کا التزام نہ کرتے۔

جہاں تک علماء کا تعلق ہے ان کے دو درجے تھے ایک وہ عالم جنہوں نے قرآن، سنت اور آثار کے تتبع و جستجو میں اتنی محنت کوشش کی کہ ان کو بالقوۃ جسے بالفعل ہی سمجھئے، ایسا ملکہ حاصل ہو گیا کہ وہ لوگوں میں مفتی بن سکتے تھے۔ یعنی لوگوں کو جو واقعات پیش آتے تھے ان میں اکثر کے بارے میں وہ فتویٰ دے سکتے تھے اور وہ امور جن کے متعلق وہ جواب دیتے، زیادہ ہوتے تھے ان امور سے جن کی نسبت وہ توقف کرتے۔ یہ لوگ مجتہد مطلق کے نام سے مختص تھے۔

دوسرے وہ عالم تھے جن کو قرآن و سنن کی اتنی معرفت حاصل تھی جس سے وہ فقہ کے اصول اور اس کے بنیادی مسائل کو ان کے تفصیلی دلائل کے ساتھ

جان سکتے تھے۔ بعض (جزوی) ایسے مسائل تھے جن میں انہیں دلائل کے ذریعے ایک واضح اور غالب رائے حاصل ہوجاتی تھی اور بعض کے متعلق وہ توقف کرتے۔ ان آخر الذکر مسائل کے بارے میں وہ علمائے مشورہ کرنے کے محتاج ہوتے۔ کیونکہ ان کے متعلق کسی واضح اور غالب رائے تک پہنچنے کے لئے ان کے پاس پوری طرح وہ وسائل نہیں تھے جو مجتہد مطلق کے پاس تھے۔ چنانچہ یہ علماء بعض مسائل میں مجتہد تھے اور بعض میں غیر مجتہد۔

صحابہ اور تابعین سے یہ چیز تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ جب ان کو کوئی حدیث پہنچتی تو وہ کسی شرط کا خیال کئے بغیر اس پر عمل کرتے۔ لیکن دو صدیوں کے بعد لوگوں میں معین مجتہد کے مذاہب کو اختیار کرنے کا رجحان ظہور پذیر ہوا۔ چنانچہ ان میں بہت کم ایسے تھے جو کسی خاص معین مجتہد کے مذہب کے پابند نہ ہوتے۔ یہ اس زمانے میں ایک امر واجب ہوگیا۔

(ابتدائی دو صدیوں میں کسی معین فقہی مذہب کو اختیار کرنے کا دستور نہ تھا۔ تیسری صدی میں کسی نہ کسی معین فقہی مذہب کو اختیار کرنا عام ہوگیا اور اس کے زمانے میں یہ چیز ایک امر واجب قرار پائی) اگر تم مجھ سے کہو کہ ایک زمانے میں ایک چیز غیر واجب ہے تو دوسرے زمانے میں کس طرح واجب ہوسکتی ہے جبکہ شریعت تو ایک ہی ہے۔ چنانچہ تمہارا یہ قول کہ مجتہد مستقل کی اقتداء پہلے واجب نہ تھی پھر واجب ہوگئی متناقض کا حامل ہے۔ اس کے جواب میں میرا کہنا یہ ہے کہ واجب اصلی تو یہ ہے کہ امت میں ایک ایسا شخص ہو جو فروعی احکام کی ان کے تفصیلی دلائل کے ساتھ معرفت رکھتا ہو۔ اس پر سب اہل حق کا اتفاق ہے۔

(قاعدہ یہ ہے کہ) جس بات پر واجب موقوف ہوتا ہے وہ بات بھی واجب ہوتی ہے۔ جب واجب کے متعدد طریقے ہوں تو ان میں سے کسی نہ کسی طریقے کا تعین کئے بغیر حاصل کرنا واجب ہوتا ہے۔ اور جب اس کا ایک ہی طریق ہو تو خاص اس طریق کا حاصل کرنا واجب ہوتا ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ جب آدمی سخت بھوک میں مبتلا ہو، اس کی وجہ سے اسے ہلاک ہونے کا ڈر ہو اور بھوک کو دور کرنے کے چند طریقے ہوں، جیسے کھانا خریدنا جنگل سے پھل توڑ لینا اور ایسی چیز کا شکار کرنا جو غذا کا کام دے۔ اس صورت میں بھوک کو دور کرنے کے ان متعدد طریقوں میں سے کسی بھی غیر معین طریقے پر عمل کرنا واجب ہوگا لیکن اگر وہ آدمی ایسی جگہ بھوک میں مبتلا ہوتا ہے جہاں نہ شکار ہے نہ پھل تو اس صورت میں اس پر واجب ہے کہ وہ مال خرچ کرے اور کھانا خریدے۔

(جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، واجب اصلی تو یہ ہے کہ امت میں ایک ایسا شخص ہو جو فروعی احکام کی ان کے تفصیلی دلائل کے ساتھ معرفت رکھتا ہو) سلف کے اس واجب اصلی کو حاصل کرنے کے متعدد طریقے تھے اور اس بارے میں کسی ایک طریقے کا تعین ان کے لئے واجب نہ تھا۔ پھر سوائے ایک طریقے کے باقی سب طریقے بند ہوگئے چنانچہ یہ مخصوص طریقہ ان پر واجب ہوگیا۔

(ایک دوسری مثال یہ ہے کہ) سلف احادیث لکھا نہیں کرتے تھے آج احادیث کا لکھنا واجب ہے کیونکہ آج ان کتب حدیث کی معرفت کے بغیر حدیثوں کی روایت کی اور کوئی صورت نہیں۔ اسی طرح سلف کا علم نحو اور لغت میں اشتغال نہ تھا اس لئے کہ ان کی زبان عربی تھی اور انہیں ان فنون کی حاجت نہ تھی۔ لیکن آج ہمارے اس زمانے میں عربی لغت کی معرفت واجب ہوگئی ہے کیونکہ اولین عربوں کے زمانے کو گزرے عرصہ دراز ہوگیا ہے۔

الغرض ہم جو بات کہہ رہے ہیں اس کی تائید میں بہت سے شواہد ہیں اسی پر ایک معین امام کی تقلید کے واجب ہونے کو قیاس کرنا چاہیئے۔ اور ایک معین

امام کی تقلید کبھی واجب ہوتی ہے اور کبھی واجب نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر جب ایک جاہل شخص ہند اور ماوراء النہر کے شہروں میں ہو اور وہاں کوئی شافعی مالکی اور حنبلی عالم نہیں، اور نہ ان مذاہب فقہ کی وہاں کوئی کتاب ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ امام ابوحنیفہ کے فقہی مذہب کی تقلید کرے۔ اس سے باہر جانا اس کے لئے حرام ہوگا۔ کیونکہ اس صورت میں وہ اپنے آپ کو دائرۂ شریعت ہی سے باہر نکال دے گا اور بے کار اور مہمل بن کر رہ جائے گا۔ اس کے برخلاف اگر وہ حرمین میں ہو تو چونکہ وہاں اسے تمام مذاہب فقہ کی معرفت میسر ہوگی۔ اس لئے یہ کافی نہیں کہ وہ کسی غیر ثقہ ظنی بات پر عمل کرے۔ نہ وہ عوام کی زبان سے نکلی ہوئی کوئی بات قبول کرے اور نہ کسی غیر مشہور کتاب سے کوئی قول لے۔ یہ سب باتیں کنز الدقائق کی شرح نہر الفائق میں مذکور ہیں۔

اگر تم یہ کہو کہ آخر اس کا کیا سبب ہے کہ پہلوں نے اصول فقہ پر زیادہ گفتگو نہیں کی اور جب امام شافعی پیدا ہوئے تو انہوں نے اس موضوع پر کافی و شافی بحث کی، مفید بحث کی اور بڑی اچھی بحث کی۔

میں اس کے جواب میں یہ کہوں گا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ پہلوں میں سے ہر ایک کے پاس اپنے ہی شہر کی حدیث جمع کی ہوئی تھی اور ان کے علاوہ دوسرے شہروں کی احادیث ان کے پاس جمع نہیں تھیں۔ جب ان کے خاص شہر کی احادیث کی دلیلوں میں ان کے سامنے کوئی تعارض واقع ہوتا تو وہ اپنی سمجھ اور فراست کے مطابق اس تعارض کا فیصلہ کرتا۔ جب امام شافعی کا زمانہ آیا تو تمام شہروں کی احادیث یکجا جمع ہوگئیں۔ اور اس کی وجہ سے ان مختلف شہروں کی احادیث اور ان کے فقہاء کے اختیار کردہ اقوال میں دو طرح کا تعارض پیدا ہوگیا۔

ایک تو تعارض تھا دو مختلف شہروں کی احادیث میں۔ دوسرا تعارض تھا ایک ہی شہر کی احادیث کے

> ایک جاہل شخص ہند اور ماوراء النہر کے شہروں میں ہو اور وہاں کوئی شافعی، مالکی، حنبلی عالم نہیں تو اس پر واجب ہے کہ وہ امام ابوحنیفہ کے فقہی مذہب کی تقلید کرے۔ اس سے باہر جانا اس کے لئے حرام ہوگا اور وہ بے کار و مہمل بنکر رہ جائیگا۔
>
> (حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

درمیان۔ وہ یوں کہ ہر شخص اپنے شیخ کی رائے کی جو اس نے اپنی سمجھ اور فراست سے قائم کی ہوئی حمایت کرتا اس سے رخنہ بہت وسیع ہوگیا۔ بہت سے گروہ وجود میں آگئے اور ہر طرف سے اختلاف نے لوگوں پر اس طرح یلغار کر دی کہ اس کا کسی کو سان گمان نہ تھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ حیران و پریشان ہوکر رہ گئے۔ اور انہوں نے اپنے سامنے کوئی راہ نہ پائی۔

(یہ حالات تھے) جب لوگوں کو ان کے رب کی طرف سے مدد پہونچی۔ چنانچہ امام شافعی کو باہم اختلاف رکھنے والی حدیثوں میں تطبیق کرنے کے قواعد القاء کئے گئے اور انہوں نے اپنے بعد میں آنے والوں کے لئے ایک دروازہ کھولا اور وہ کیا ہی اچھا دروازہ تھا۔

(ماخوذ و ملخص الانصاف فی بیان سبب الانصاف)

فقہ کے مذاہب اربعہ کو اختیار کرنے کی تاکید

تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ فقہ کے ان چار مذاہب

کو اختیار کرنے میں ایک بڑی مصلحت ہے اور ان تمام کے تمام سے اعراض و روگردانی میں بہت بڑا فساد ہے ہم اس بات کی یہاں کئی وجوہ سے وضاحت کرتے ہیں۔

اول یہ کہ تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ وہ شریعت کو جاننے کے لئے سلف پر اعتماد کرتی ہے چنانچہ تابعین نے اس بارے میں صحابہ پر اعتماد کیا اور تبع تابعین نے تابعین پر، اسی طرح ہر طبقے میں علماء نے اپنے پہلے علماء پر اعتماد کیا، اور خود عقل اس طریقہ کار کے حسن و خوبی پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ شریعت کی معرفت صرف نقل اور استنباط ہی سے حاصل ہوتی ہے، اب نقل کے صحیح اور درست ہونے کے لئے ضروری ہے کہ استنباط کرنے والا پہلوں کے مذہب کو جانے تاکہ وہ ان کے اقوال کے دائرہ سے باہر نہ نکلے ورنہ وہ اجماع کے خلاف [illegible] جائے گا۔ اس لئے اسے چاہیئے کہ وہ پہلوں کے مذاہب پر اپنے اقوال کی بنا رکھے اور اس سے پہلے جو گزر گئے ہیں ان سے استنباط میں مدد لے۔

جب شریعت کی معرفت کے لئے نقل کے سلسلے میں سلف کے اقوال پر اعتماد کرنا طے ہو گیا تو یہ ضروری ہوا کہ سلف کے وہ اقوال جن پر اعتماد کیا جائے یا سند صحیح سے مروی ہوں یا وہ مشہور کتابوں میں مدون ہوں پھر یہ بھی ضروری ہوا کہ ان اقوال پر اس طرح بحث ہو چکی ہو کہ ان میں جو کئی ایک احتمالات ہوں ان میں سے راجح احتمال کا تعین ہو گیا ہو، ان کے بعض مقامات میں جو عمومی چیزیں ہوں ان میں تطبیق دے دی گئی ہو اور وہ اقوال جن احکام پر متضمن ہیں ان کی علتیں بیان ہو چکی ہوں۔ اگر سلف سے مروی اقوال ان مراحل سے نہیں گزرے تو ان پر اعتماد کرنا درست نہیں ہوگا۔

بعد کے زمانوں میں فقہ کے مذاہب اربعہ کے علاوہ اور کوئی ایسا مذہب نہیں جو ان صفات کا حامل ہو ماسوا مذہب امامیہ اور زیدیہ کے اور وہ اہل بدعت ہیں جن کے اقوال پر اعتماد کرنا جائز نہیں۔

> سواد اعظم (بڑے گروہ) کی پیروی کرو۔ اور چونکہ یہ چار مذاہب فقہ حق و صداقت پر مبنی ہیں تو ان چاروں کی پیروی کرنا سواد اعظم کی پیروی ہے اور ان کے دائرہ سے نکلنا سواد اعظم سے نکلنا ہے۔
>
> (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

فقہ کے مذاہب اربعہ میں سے کسی نہ کسی مذہب کو اختیار کرنے پر زور دینے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

سواد اعظم (بڑے گروہ) کی پیروی کرو اور چونکہ ان چار مذاہب فقہ کے علاوہ باقی فقہ کے تمام مذاہب حقہ مٹ گئے ہیں تو ان چاروں کی پیروی کرنی سواد اعظم کی پیروی کرنا ہے اور ان کے دائرہ سے نکلنا سواد اعظم سے نکلنا ہے۔

اور تیسری وجہ یہ ہے کہ جب لمبا زمانہ گزر گیا عرصہ دراز ہو گیا اور امانت و دیانت نہ رہی تو ان حالات میں جو پیشہ ور قاضیوں اور اپنی خواہشات کے بندے مفتیوں میں سے جو علماء سوء تھے ان کے اقوال پر اعتماد کرنا جائز نہ رہا۔۔۔ چنانچہ جب ہم نے علماء کو دیکھا کہ وہ مذہب سلف پر ثابت قدم ہیں۔ تو ظن غالب یہ ہوا کہ وہ علماء سلف کے اقوال سے جو تخریجات یا کتاب و سنت سے جو استنباط کریں گے ان میں ان کی تصدیق کی جائے گی۔ اور جب ہم نے ان میں یہ بات نہ دیکھی تو پھر ان کے اقوال پر اعتماد کہاں؟

(ماخوذ و ملخص عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید)

جمعہ کی اذان ثانی

مسجد کے اندر منبر کے سامنے اذان ثانی دینے کے عدم جواز پر اہم فتویٰ

اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ

مسئلہ:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

۱- جمعہ کی اذان ثانی جو منبر کے سامنے ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد کے اندر ہوتی تھی یا باہر۔

۲- خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں کہاں ہوتی تھی۔

۳- فقہ حنفی کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان دینے کو منع فرمایا۔ اور مکروہ لکھا ہے یا نہیں

۴- اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں اذان مسجد کے باہر ہوتی تھی اور ہمارے اماموں نے مسجد کے اندر اذان کو مکروہ فرمایا ہے تو ہمیں اس پر عمل لازم ہے ـــ یا رسم ورواج پر۔ اور جو رسم ورواج حدیث شریف واحکام فقہ سب کے خلاف پڑ جائے تو وہاں مسلمانوں کو پیروی حدیث وفقہ کا حکم ہے یا رسم ورواج پر اَڑا رہنا۔

۵- نئی بات وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وخلفائے راشدین واحکام ائمہ کے مطابق ہو یا وہ بات جو نئی ہے جو اُن سب کے خلاف لوگوں میں رائج ہوگئی ہو۔

۶- مکہ معظمہ ومدینہ منورہ میں یہ اذان مطابق حدیث وفقہ ہوتی ہے یا اس کے خلاف، اگر خلاف ہوتی ہے تو وہاں کے علمائے کرام کے ارشادات دربارۂ عقائد حجت ہیں یا وہاں کے تنخواہ دار مؤذنوں کے فعل اگرچہ خلاف شریعت وحدیث وفقہ ہوں۔

۷- سنت کے زندہ کرنے کا حدیثوں میں حکم ہے اور اس پر سو شہیدوں کے ثواب کا وعدہ ہے یا نہیں اگر ہے تو سنت زندہ کی جائے گی یا سنت مُردہ۔ سنت اس وقت مُردہ کہلائے گی جب اس کے خلاف لوگوں میں رواج پڑ جائے وہ مُردہ قرار پائے گی۔

۸- علماء پر لازم ہے یا نہیں کہ سنت مردہ زندہ کریں اگر ہے تو اس وقت ان پر یہ اعتراض ہوسکے گا کہ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے اگر یہ اعتراض ہو تو سنت زندہ کرنے کی صورت کیا ہوگی۔

۹- جن مسجدوں کے بیچ میں حوض ہے اس فصیل پر کھڑے ہوکر منبر کے سامنے اذان ہو تو بیرون مسجد کا حکم ادا ہوجائے گا یا نہیں؛

۱۰- جن مسجدوں میں منبر ایسے بنے ہیں کہ ان کے سامنے دیوار ہے اگر مؤذن باہر اذان دے تو خطیب کا سامنا نہ رہے گا وہاں کیا کرنا چاہیئے جواب ارشاد فرمائیں بینوا توجروا۔

اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

الجواب

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں یہ اذان مسجد سے باہر دروازہ پر ہوتی تھی۔ سنن ابی داؤد شریف جلد اول ص۱۵۵ میں ہے۔

عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علیٰ باب المسجد وابی بکر وعمر۔

یعنی:۔ "جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان ہوتی اور ایسا ہی ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں اور کبھی منقول نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا خلفائے راشدین نے مسجد کے اندر اذان دلوائی ہو۔ اگر اس کی اجازت ہوتی تو بیان جواز کے لئے بھی ایسا ضرور فرماتے۔

۲۔ جواب اوّل سے واضح ہو گیا کہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مسجد کے باہر ہی ہونا مروی ہے اور یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ بعض صاحب جو بین یدیہ سے مسجد کے اندر ہونا سمجھتے ہیں غلط ہے۔ دیکھو حدیث میں بین یدیہ ہے اور ساتھ ہی علیٰ باب المسجد ہے یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے چہرۂ نور کے مقابل مسجد کے دروازہ پر ہوتی تھی بس اسی قدر بین یدیہ کے لئے درکار ہے۔

۳۔ بیشک فقہ حنفی کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان کو منع فرمایا۔ اور مکروہ لکھا ہے۔ فتاویٰ قاضی خان طبع مصر جلد اول ص۷۸ لایؤذن فی المسجد مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے۔ فتاویٰ خلاصہ قلمی ص۶۲ لایؤذن فی المسجد، مسجد کے اندر اذان نہ ہو خزانۃ المفتین قلمی فصل فی الاذان لایؤذن فی المسجد، مسجد کے اندر اذان نہ کہیں۔ فتاویٰ عالمگیری طبع مصر جلد اوّل ص۵۵ لایؤذن فی المسجد، مسجد کے اندر اذان کی ممانعت ہے۔ بحرالرائق طبع مصر جلد اوّل ص۲۶۹۔ لایؤذن فی المسجد، مسجد کے اندر اذان منع ہے۔ شرح نقایہ علامہ برجندی ص۸۴ فیہ شعار بانہ لایؤذن فی المسجد۔ امام صدرالشریعۃ کے کلام میں اس پر تنبیہ ہے کہ اذان مسجد میں نہ ہو۔ غنیہ شرح منیہ ص۳۵۷ الاذان انما یکون فی المئذنۃ او خارج المسجد والاقامۃ فی داخلہ۔ اذان نہیں ہوتی مگر منارہ پر یا مسجد سے باہر اور تکبیر مسجد کے اندر۔ فتح القدیر طبع مصر جلد اوّل ص۱۷۱ قالوا لایؤذن فی المسجد، علمائے نے مسجد میں اذان دینے کو منع فرمایا ہے۔ ایضاً باب الجمعۃ ص۴۱۴ ہو ذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراہۃ الاذان فی داخلہ جمعہ کا خطبہ مثل اذان ذکر الٰہی ہے مسجد میں یعنی حدود مسجد میں۔ اس لئے کہ مسجد کے اندر اذان مکروہ ہے۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح طبع مصر جلد اول ص۱۶۸ یکرہ ان یوذن فی المسجد کما فی القہستانی عن النظم یعنی نظم۔ امام زندوسی پھر قہستانی میں ہے کہ مسجد میں اذان مکروہ ہے یہاں تک کہ اب زمانہ حال کے ایک عالم مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ جلد اوّل ص۲۴۵ میں لکھتے ہیں قولہ بین یدیہ ای مستقبل الامام فی مسجد کان او خارجہ والمسنون ہو الثانی یعنی بین یدیہ کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ امام کے روبرو ہو مسجد میں خواہ باہر اور سنت یہی ہے کہ مسجد کے باہر ہو جب وہ تصریح کر چکے کہ باہر ہی ہونا سنت ہے تو اندر ہونا خلاف سنت ہوا تو اس کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ چاہے سنت کے مطابق کرو چاہے سنت کے خلاف دونوں باتوں کا اختیار ہے۔ ایسا کون عاقل کہے گا بلکہ معنی وہی ہیں کہ بین یدیہ سے یہ سمجھ لینا کہ خواہی نخواہی مسجد کے اندر ہو غلط ہے اس کے معنی صرف اتنے ہیں کہ امام کے روبرو ہو۔ اندر باہر کی تخصیص اس لفظ سے مفہوم نہیں

ہوتی لفظ دونوں صورتوں پر صادق ہے اور سنت یہی ہے کہ اذان مسجد کے باہر ہو تو ضرور ہے کہ وہی معنی لئے جائیں جو سنت کے مطابق ہیں۔ بہر کیف اتنا ان کے کلام میں بھی صاف مصرح ہے کہ اذان ثانی جمعہ بھی مسجد کے باہر ہی ہونا مطابق سنت ہے تو بلاشبہ مسجد کے اندر ہونا خلاف سنت ہے وللہ الحمد۔

۴۔ ظاہر ہے کہ حکم حدیث و فقہ کے خلاف رواج پر اڑا رہنا، مسلمانوں کو ہرگز نہ چاہیے۔

۵۔ ظاہر ہے کہ جو بات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین و احکام فقہ کے خلاف نکلی ہو وہی نئی بات ہے اسی سے بچنا چاہیے نہ کہ سنت و حکم حدیث فقہ سے

۶۔ مکہ معظمہ میں یہ اذان کنارۂ مطاف پر ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں مسجد الحرام شریف مطاف ہی تک تھی مسلک متقسط علی قاری طبع مصر ص۲۸۰ المطاف ہو ما کان فی زمنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجدا۔ تو حاشیۂ مطاف بیرون مسجد و محل اذان تھا اور مسجد جب بڑھائی جائے تو پہلے جو جگہ اذان یا وضو کے لئے مقرر تھی بدستور مستثنیٰ رہے گی ولہٰذا مسجد اگر بڑھا کر کنواں اندر کر لیا وہ بند نہ کیا جائے گا جیسے زمزم شریف حالانکہ مسجد کے اندر کنواں بنانا ہرگز جائز نہیں۔ فتاویٰ قاضی خان و فتاویٰ خلاصہ و فتاویٰ عالمگیریہ ص۴۰ یکرہ المضمضۃ والوضوء فی المسجد الا ان یکون ثم موضع اعد لذلک ولا یصلی فیہ وہیں ہے لا یحفر فی المسجد بئر ماء ولو قدیمۃ تترک کبئر زمزم۔ مکہ معظمہ میں اذان ٹھیک محل پر ہوتی ہے۔ مدینہ طیبہ میں خطیب سے بیس بلکہ زائد ذراع کے فاصلہ پر ایک بلند مکبرہ پر کہتے ہیں طریق ہند کے تو یہ بھی خلاف ہوا اور وہ جن بین یدیہ وغیرہ سے منبر کے متصل ہونا سمجھتے تھے اس سے بھی رد ہو گیا تو ہندی فہم و طریقہ خود ہی حرم محترم سے جدا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ مکبرہ قدیم سے ہے یا بعد کو حادث ہوا۔ اگر قدیم ہے تو مثل منارہ

ہوا کہ وہ اذان کے لئے مستثنیٰ ہے جیسا کہ غنیہ سے گزرا اور اسی طرح خلاصہ و فتح القدیر و برجندی کے صفحات مذکورہ میں ہے کہ اذان منارہ پر ہو یا مسجد سے باہر مسجد کے اندر نہ ہو۔ اس کی نظیر موضع وضو و چاہ ہیں کہ قدیم سے جدا کر دیئے ہوں نہ اس میں حرج نہ اس میں کلام اور اگر حادث ہے تو اس پر اذان کہنا بالائے طاق پہلے ہی ثبوت دیجئے کہ وسط مسجد میں ایک جدید مکان ایسا کھڑا کر دینا جس سے صفیں قطع ہوں کس شریعت میں جائز ہے قطع صف بلاشبہ حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: من قطع صفا قطعہ اللہ جو صف کو قطع کرے اللہ اسے قطع کر دے۔ رواہ النسائی والحاکم بسند صحیح عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نیز علمائے تصریح فرمائی کہ مسجد میں پڑ لونا منع ہے کہ نماز کی جگہ گھیرے گا نہ کہ یہ مکبرہ کہ چار جگہ سے جگہ گھیرتا ہے اور کتنی صفیں قطع کرتا ہے یا جملہ اگر وہ جائز طور پر بنا تو مثل منارہ ہے جس سے مسجد میں اذان دینا نہ ہوا اور ناجائز طور پر ہے تو اسے ثبوت میں پیش کرنا کیا انصاف ہے۔ اب ہمیں اسال موذنین سے بحث کی حاجت نہیں مگر جواب سوال کو گزارش کہ ان کا فعل کیا حجۃ ہو حالانکہ خطیب خطبہ پڑھتا ہے اور یہ بولتے جاتے ہیں جب وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نام لیتا ہے یہ بآواز ہر نام پر رضی اللہ عنہ کہتے جاتے ہیں۔ جب وہ سلطان کا نام لیتا ہے یہ بآواز دعا کرتے ہیں اور یہ سب بالاتفاق ناجائز ہے۔ صحیح حدیثیں اور تمام کتابیں ناطق ہیں کہ خطبہ کے وقت بولنا حرام ہے۔ درمختار و ردالمحتار جلد اول ص۸۵۹ اما ما یفعلہ المؤذن حال الخطبۃ من الترضی ونحوہ مکروہ اتفاقا۔ یعنی وہ جو یہ مؤذن خطبہ کے وقت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کہتے جاتے ہیں یہ بالاتفاق مکروہ ہے۔ یہی مؤذن نماز میں امام کی تکبیر پہنچانے کو جس وضع سے تکبیر کہتے ہیں اسے کون عالم جائز کہہ سکتا ہے مگر سلطنت کے وظیفہ داروں پر علماء کا کیا اختیار علمائے کرام نے تو اس پر یہ حکم فرمایا کہ تکبیر درکنار اس طرح

ان کی نمازوں کی بھی خیر نہیں۔ دیکھو فتح القدیر جلد اول ص۲۶۳ و ۲۶۳ و در مختار ورد المحتار ص۲۱۵ خود مفتیٔ مدینہ منورہ علامہ سید اسعد حسینی مدنی تلمیذ علامہ صاحب مجمع الانہر رحمہما اللہ تعالیٰ نے تکبیر میں اپنے یہاں کے مکبروں کی سخت بے اعتدالیاں تحریر فرمائی ہیں۔ دیکھو فتاویٰ اسعدیہ جلد اوّل ص۸ آخر میں فرمایا ہے اما حرکات المکبرین وصنعھم فانا ابرؤا الی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی ان مکبروں کی جو حرکتیں جو کام ہیں میں ان سے اللہ تعالیٰ کی طرف برائت کرتا ہوں۔ اور اور اس سے بڑھ کر لفظ لکھا پھر کسی عاقل کے نزدیک ان کا فعل کیا حجت ہو سکتا ہے نہ وہ علماء ہیں نہ علماء کے زیر حکم۔

۷ - بے شک احادیث میں سنت زندہ کرنے کا حکم اور اس پر بڑے ثوابوں کے وعدے ہیں۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من احیا سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنۃ جس نے میری سنت زندہ کی بیشک اسے مجھ سے محبت ہے اور جسے مجھ سے محبت ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ اللھم ارزقنا رواہ السجزی فی الابانۃ والترمذی بلفظ من احب بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من احیا سنۃ من سنتی قد امیتت بعدی فان لہ من الاجر مثل اجر من عمل بہا من غیر ان ینقص من اجورہم شیئًا۔ جو میری کوئی سنت زندہ کرے کہ لوگوں نے میرے بعد چھوڑ دی ہو جتنے اس پر عمل کریں سب کے برابر اسے ثواب ملے اور ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو۔ رواہ الترمذی ورواہ ابن ماجہ عن عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید۔ جو فسادات کے وقت میری سنت مضبوط تھامے ہے سو شہیدوں کا ثواب ملے۔ رواہ البیہقی فی الزہد۔ اور ظاہر ہے کہ زندہ وہی سنت کی جائے گی جو مردہ ہو گئی۔ اور سنت مردہ جبھی ہوگی کہ اس کے خلاف رواج پڑ جائے۔



۸ - احیائے سنت تو علماء کا خاص فرض منصبی ہے اور جس مسلمان سے ممکن ہو اس کے لئے حکم عام ہے ہر شہر کے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے شہر یا کم از کم اپنی اپنی مساجد میں اسی سنت کو زندہ کریں اور سو سو شہیدوں کا ثواب لیں۔ اور اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے۔ یوں ہو تو کوئی سنت زندہ ہی نہ کر سکے۔ امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنی سنتیں زندہ فرمائیں اس پر ان کی مدح ہوئی نہ کہ الٹا اعتراض کہ تم سے پہلے تو صحابہ وتابعین تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

۹ - حوض کہ بانیٔ مسجد نے قبل مسجدیت بنایا اگرچہ وسط مسجد میں ہو وہ اور اس کی فصل ان احکام میں خارج مسجد ہے لانہ موضع اعد للوضوء کما تقدم۔

۱۰ - لکڑی کا منبر بنائیں کہ یہی سنت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اسے گوشۂ محراب میں رکھ کر محاذات



ہو جائے گی۔ اور اگر صحن کے بعد مسجد کی بلند دیوار ہے تو اسے قیام مؤذن کے لائق تراش کر باہر کی جانب جالی یا کواڑ لگالیں۔

مسلمان بھائیو! یہ دین ہے کوئی دنیوی جھگڑا نہیں۔ دیکھو کہ تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کیا ہے تمہاری مذہبی کتابوں میں کیا لکھا ہے۔

حضرات علمائے اہل سنّت سے معروض!

حضرات احیائے سنت آپ کا کام ہے اس کا خیال نہ فرمائیے کہ آپ کے ایک چھوٹے نے اسے شروع کیا وہ بھی آپ ہی کا کرنا ہے آپ کے رب کا حکم ہے تعاونوا علی البر والتقویٰ اور اگر آپ کی نظر میں یہ مسئلہ صحیح نہیں تو غصہ کی حاجت نہیں بے تکلف بیان حق فرمائیے اور اس وقت لازم ہے کہ ان دسوں سوالوں کے جدا جدا جواب ارشاد ہوں اور ان کے ساتھ ان پانچوں سوالوں کے بھی۔

۱۱۔ اشارت مرجوح ہے یا عبارت اور ان میں فرق کیا ہے۔

۱۲۔ کیا محتمل صریح کا مقابل ہو سکتا ہے۔

۱۳۔ تصریحات کتب فقہ کے سامنے کسی غیر کتاب فقہ سے ایک استنباط پیش کرنا کیسا ہے خصوصاً استنباط بعید یا جس کا منشا بھی غلط

۱۴۔ حنفی کو تصریحات فقہ حنفی کے مقابل کسی غیر کتاب حنفی کا پیش کرنا کیسا ہے۔

۱۵۔ قرآن مجید کی تجوید فرض عین ہے یا نہیں اگر ہے تو کیا سب ہندی علمائے بجالاتے ہیں یا سو میں کتنے

بینوا توجروا۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقہ کی ضرورت

(علامہ سیّد ظہیر علی زیدی)

آج کل جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں احیائے دین کے نام سے مختلف تحریکات چل رہی ہیں۔ جو دین کا احیا اپنی عقل، اپنی خواہش اور عصرِ حاضر کے تباہ کن رجحانات سے ہم آہنگی کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ قرآن و حدیث کا نام لے کر علوم فقہ کی تمام کڑیوں کو نظر انداز کر دینا چاہتے ہیں۔ اور قرآن و حدیث کی تفسیر و تشریح اپنی عقلیت پسند آزادانہ جدید ماحول کی مطابقت کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک اسلام ہر زمانے میں جاری برائیوں کی اصلاح کے لئے نہیں۔ بلکہ ان کے ساتھ سمجھوتہ کرنے آیا ہے۔ ورنہ اس پر قدامت پرستی کا الزام آجائے گا۔ ان کے نزدیک علوم فقہ کا ہزار سالہ انمول ذخیرہ اب پرانا اور بے کار ہو چکا ہے۔ جو صرف اس زمانے کے لئے تھا آج کے حالات میں اس سے کام نہیں چل سکتا۔ ان کا کہنا ہے کہ اسلام میں بڑی لچک ہے۔ گویا ان کا مطلب یہ ہے کہ اسلام ہر زمانے کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو سکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ اسلام مختلف ادوار میں غلط سماجی دھاروں کو موڑنے کے لئے نہیں۔ بلکہ ان کی رو میں ساتھ بہہ جانے کے لئے آیا ہے۔ بہرحال موجودہ دور میں احیائے دین کے دعویداروں کا رجحان بغیر علم و معرفت آزادیٔ رائے اور اجتہادِ عقلی کی طرف ہے ان حالات میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا علوم فقہ موجودہ دور کے مسائل کو حل نہیں کر سکتے ؟

کیا ان علوم کو حاصل کئے بغیر، ان میں مہارت حاصل کئے بغیر قرآن و حدیث سے مسائل کا استخراج و استنباط کر سکتے ہیں اور کیا وہ لوگ جو تفسیر اور اصول تفسیر، فقہ و اصول فقہ کے علم سے کوئی حظ نہیں رکھتے براہِ راست قرآن و حدیث سے احکام شرعیہ کا استفادہ کر سکتے ہیں۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ ادلہ شرعیہ جن سے استنباط کیا جاتا ہے۔ چار ہیں قرآن، حدیث، اجماع، قیاس، ان سب میں اول اور اعلیٰ قرآن کریم ہے۔ جو لقیہ تین کی بنیاد ہے۔ قرآن پاک منزل من اللہ، آخری آسمانی کتاب ہے۔ جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے تیئیس سال کی مدت میں بواسطہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنے آخری نبی و رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی۔ اس میں عقائد ہیں احکام ہیں قصص ہیں اور امثال، اس میں آیات محکمات ہیں قرآن پاک کے صحیح معانی و مطالب کو سمجھنے کے لئے بہت سے علوم پر عبور حاصل کرنا ضروری ہے۔ مثلاً آیات کی شان نزول کا علم، ناسخ و منسوخ کا علم، مقدم و مؤخر آیات کا علم، لغات قرآن کریم کی مصطلحات کا علم، آیات کے باہمی تعلق کا علم، عربی زبان، علم صرف و نحو، فصاحت و بلاغت معانی و بیان کا علم، محاورات زبان عربی پر عبور اور اصول تفسیر سے واقفیت، حقیقت و مجاز، استعارات و کنایات وغیرہا کا علم جب تک قرآن پاک سے متعلق جملہ علوم پر دسترس نہ ہوگی اس کے

صحیح مفاہیم و معانی اور مطالب تک رسائی ممکن نہیں. قرآن کریم کے تراجم کا مطالعہ کرکے یا ان تراجم کے ساتھ تشریح پڑھ کر یہ تصور قائم کرلینا کہ قرآن سمجھنے کے اہل ہوگئے سخت نادانی اور غلط اندیشی ہے۔ قرآن کریم کے تراجم اس کی عبارات کے لفظی معنی کو کس حد تک واضح کرتے ہیں۔ لیکن اس کے مفاہیم و مطالب کے ادنیٰ حق کو بھی ادا نہیں کرتے۔ قرآن پاک نے اپنے وصف میں خود بیان فرمایا ہے۔

"یضل بہ کثیراً ویھدی بہ کثیراً" —— یہ بہتیروں کو گمراہ کرتا ہے۔ اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے یعنی اس کا انکار کرکے بہت لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور بہت سے اس سے ہدایت پاتے ہیں۔ اس کی تصدیق کرکے اور اس پر ایمان لاکر اسی مفہوم میں یہ بھی شامل ہے کہ بہت لوگ غلط مطلب نکال کر گمراہ ہوتے ہیں اور بہت لوگ اس سے صحیح مفہوم و مطلب سمجھ کر ہدایت پاتے ہیں۔ لہٰذا ترجمہ قرآن پڑھ کر اپنی ناقص عقل سے بے علمی کے ساتھ قرآن کا مطلب بیان کرنے سے سخت گمراہی کا اندیشہ ہے۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ ترجمہ پر اکتفا کیا جائے۔ اور اس کے صحیح مفاہم و مطالب اس کی صحیح تشریحات معلوم کرنے کے لئے اہل علم کی طرف رجوع کیا جائے کہ قرآن پاک یہی حکم دیتا ہے فرماتا ہے۔

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون،

جاننے والوں سے پوچھ لو، اگر تم نہیں جانتے۔ مقتضیٰ یہی ہے کہ بغیر علم اپنی عقل سے قرآن کے مفہوم و مطالب کو بیان نہ کیا جائے ورنہ ہلاکت دین و ایمان کا سخت اندیشہ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔

من قال فی القرآن برائہ فلیتبوا مقعدہ من النار،

یعنی تفسیر بالرائے کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔

بعینہٖ یہی حال حدیث شریف کا بھی ہے وہ قول یا فعل جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یا عمل کیا، یا کسی صحابی نے کوئی عمل کیا، اور آپ نے پسند فرمایا یہ سب حدیث کہلاتے ہیں۔ احادیث کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے۔ جن میں احادیث احکام کی تعداد تین ہزار ہے۔ ایک ہی شئے کے حکم کے بارے میں متضاد صحیح احادیث موجود ہیں۔ جن سے مختلف و متضاد احکام ثابت ہوتے ہیں۔ احادیث میں بھی حقیقت و مجاز استعارات، کنایات محکم و متشابہ، ظاہر، مؤوّل، مفسر، خاص، عام اور مشترک وغیرہ ہیں ان ہی میں تقدم و تاخر زمانی بھی ہے۔ ان کے علاوہ احادیث کے درجات ہیں اور اقسام ہیں جب تک ان احادیث پر عبور نہ ہو تقدم و تاخیر، ناسخ و منسوخ اور محاورات عربی کا علم نہ ہو یا یہ نہ معلوم ہو کہ کس قسم کی حدیث ثبوت کا افادہ کرتی ہے۔ کس قسم کی احادیث سے وجوب ثابت ہوتا ہے۔ اور کس قسم کی احادیث سے استحباب، اباحت یا حرمت، کراہت وغیرہ کا اثبات ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ جب تک علم حدیث سے متعلق ان ضروری امور کا علم نہ ہو تو محض چند احادیث یاد کرلینے، ان کا ترجمہ پڑھ لینے اور ان سے اخذ کئے ہوئے فقہی احکام معلوم کرلینے سے کوئی شخص اس حیثیت میں آجاتا کہ وہ احادیث سے براہ راست احکام و مسائل نکالنے کا دعویٰ کرنے لگے۔

ایسے لوگ اپنی ناقص عقل کو قرآن و حدیث کی تشریح و تعبیر میں راہ نما بناتے ہیں اور عوام کے لئے غلط انداز فکر اور گمراہی کے دروازے کھولتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ نہ صرف یہ کہ خود صحیح راستہ نہیں پاتے بلکہ دوسروں کو بھی غلط راستے کی طرف لیجاتے ہیں۔

اس مختصر تمہید سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ قرآن و حدیث سمجھنے کے لئے بنیادی علوم کی ضرورت ہے۔ ان پر عبور حاصل کئے بغیر قرآن و حدیث سے براہ راست مسائل شرعیہ کا استفادہ نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وہ مقام ہے، جہاں علوم فقہ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ جن کو ائمہ، فقہا اور مجتہدین نے بڑی مبسوط و مدلل مباحث میں بیان فرمادیا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے

علم فقہ اور علم اصول فقہ کی تعریف سمجھ لی جائے تاکہ اس کے ساتھ ایک ذہنی تعلق قائم ہو جائے۔ اس کی اہمیت وافادیت اور ضرورت کا صحیح اندازہ ہو سکے۔

حضرت ملا احمد جیون استاد اورنگ زیب عالمگیر غازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"هو العلم باحكام الشريعة العلمية عن ادلتها التفصيلية" (نور الانوار)

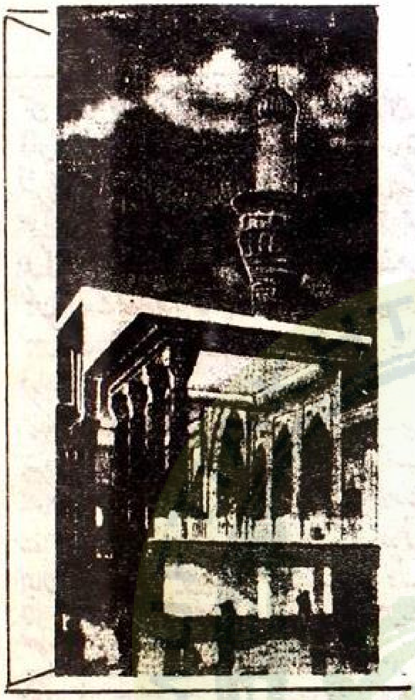
یعنی شریعت کے علمی احکام کو ان کے تفصیلی دلائل سے جاننے کو علم فقہ کہتے ہیں۔ علم اصول فقہ کی تعریف وہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

"هو علم يبحث فيه حسن اثبات الادلة للاحكام" (نور الانوار)

یعنی علم اصول فقہ وہ علم ہے جس میں احکام شرعیہ کو دلائل سے ثابت کرنے پر بحث کی جاتی ہے۔ جواز یا عدم جواز شریعت کا ہر حکم کسی نہ کسی علت اور دلیل کے ساتھ ہے ان تمام احکام کو دلیل سے جاننا علم فقہ ہے اور ادلہ شرعیہ کون کون سے ہیں؟ اور احکام شرعیہ کو ان دلائل سے کس طرح ثابت کیا جاتا ہے؟ اس قسم کے مباحث کا علم، علم اصول فقہ ہے اس لئے ائمہ فقہ نے ادلہ شرعیہ سے بھی بحث کی ہے اور بیان کیا ہے کہ متفق علیہ ادلہ شرعیہ تین ہیں۔ قرآن، حدیث اور اجماع امت، چوتھے درجے میں قیاس ہے۔ اور اس کے بالمقابل ایک قسم استحسان ہے، اور آخری درجہ میں استصحاب حال، ان میں سے ہر ایک کو انھوں نے پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ان میں سب سے پہلی دلیل احکام الٰہی قرآن مجید ہے۔ جو بقیہ ادلہ شرعیہ کی بھی اصل بنیاد ہے۔

قرآن مجید اللہ تبارک وتعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو اس نے اپنے آخری نبی ورسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی۔ اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور اس کے بارے میں فرمایا۔

ونزلنا عليك القرآن تبيانا لكل شئ وهدى



وبشرى للمومنين۔

اور ہم نے تم پر قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ اور ہدایت اور رحمت اور بشارت، مسلمانوں کو قرآن پاک میں ہر شئے کا بیان ہے اور اس میں ہر شئے کا بیان ہونا بھی چاہئے تھا اور قیامت تک پیدا ہونے والے تمام مسائل کا حل بھی اس میں موجود ہونا ضروری ہے۔ بغیر اس کے نہ دین کی تکمیل کا دعویٰ صحیح ثابت ہو سکتا ہے اور نہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا۔ اور نہ قرآن پاک کا آخری کتاب ہونا۔ درست ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اگر قیامت تک پیدا ہونے والے نئے مسائل اور نئی ضرورتوں کا حل اس میں موجود نہ ہوگا۔ تو نئی کتاب اور نئے رسول ونبی کی ضرورت بھی باقی رہے گی۔ اس لئے ضروری ہے کہ قرآن پاک "تبيانا لكل شئ" ہو قرآن کریم کا یہ دعویٰ

کہ تبیانا لکل شئی" ہے اور یہ فرمانا۔

"ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین"

"کوئی خشک و تر نہیں کہ کتاب مبین میں موجود نہ ہو"

نیز اس کا دستور حیات ہونا اور انسانی معاشرہ میں پیدا ہونے والی ہر ضرورت کے لئے قیامت تک اس کا کافی ہونا یہ سب تفصیلی دلیل اور ثبوت کا متقاضی ہے۔ اور وہ صرف علوم فقہیہ ہیں جو نہ صرف یہ کہ ان تمام دعاوی کا مکمل و مدلل ثبوت فراہم کرتے ہیں بلکہ بالتفصیل ان کے ہر پہلو سے بحث کرتے ہیں اور ان کو حقیقت ثابتہ کی حیثیت میں لاتے ہیں۔ بلاشبہ یہی وہ علم ہے جس نے قرآن کریم اور احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی دستوری و قانونی زبان کو سمجھنے کا ملکہ پیدا کیا اور قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کے الفاظ و عبارات سے صحیح مفاہیم و مطالب اخذ کرنے کے اصول مرتب فرمائے جن کے بغیر قرآن پاک کی ایک آیت کا بھی صحیح مفہوم اخذ کرنا اُمت کے لئے ممکن نہ تھا اور نہ احادیث شریفہ کے حقیقی معانی و مطالب کا ادراک کیا جاسکتا تھا۔ علما، فقہا و اصول نے قرآن کریم کے الفاظ و معانی اور انداز بیان میں سے ایک ایک چیز کا بغور مطالعہ کیا اور خلوص و للہیت کے ساتھ ان پر عبور کامل اور مہارت تامہ حاصل کی پھر ان کی مختلف عبارات سے تقسیم کی اور فرمایا کہ الفاظ قرآن یا خاص ہیں یا عام، یا مشترک ہیں یا مؤول اور معانی کے اعتبار سے ظاہر، نص، مفسر یا محکم اور ان کے بالمقابل خفی مشکل مجمل اور متشابہ میں منقسم ہیں پھر ان الفاظ و معانی کو وجوہ استعمال کے اعتبار سے حقیقت، مجاز، صریح اور کنایہ میں تقسیم کیا اور ان طریقوں کو بھی دریافت کیا جن کے ذریعہ قرآن و حدیث کے الفاظ و عبارات کے مفہوم و مراد پر واقفیت حاصل ہو سکے ان کو بھی چار قسموں میں محصور کر دیا۔ عبارۃ النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص اور اقتضاء النص، اس طرح یہ کل بیس اقسام ہوئیں۔ ان بیس میں سے ہر ایک کے مواقع و معانی ترتیب ان کے احکام معرفت کے طریقوں کی وضاحت فرمائی۔

حتیٰ کہ انھوں نے قرآن مجید میں استعمال ہونیوالے حروف عطف حروف عطف جارہ، حروف شرط، اسمائے ظروف نیز اطلاقات جمع مذکر و جمع مؤنث پر بھی تو۔ تحقیقی مباحث بیان فرمائے۔ یہ سب کچھ کلام الٰہی قرآن مجید سے متعلق امور ہیں۔ جن کا تفصیلی علم ہر فقیہ و مجتہد کو ہونا ضروری ہے۔ بایں ہمہ فقہائے مجتہدین نے قرآن و حدیث کا یہ امعان نظر مطالعہ کرنے کے بعد احکام شرعیہ کی اقسام معلوم فرمائیں۔ جو فرض، واجب، مستحب، مباح، حرام اور مکروہ تحریمی میں منقسم ہیں۔ ان کے استدلال کے جملہ طرق معلوم کئے۔ قرآن کی جملہ آیات خصوصاً آیات احکام میں سے ایک ایک آیت کو بغور دیکھا اور اس امر کی وضاحت کی کہ احکام شرعیہ کے مخاطب فی الحقیقت کون لوگ ہیں۔ نیز یہ کہ مدار تکلیف عقل ہے اور وہ عقل جو مدار تکلیف ہے۔ وہ عمر بلوغ سے شروع ہوتی ہے۔ یہ بھی ثابت کیا کہ احکام شرعیہ الٰہیہ کے خطاب کی اہمیت کی بنیاد بھی صحت عقل اور کمال عقل ہے۔ اس اہلیت کی دو قسمیں ہیں۔ اہلیت وجوب، اور اہلیت ادا، یعنی یہ کہ انسان کی وہ کون سی حالت ہے۔ جس میں احکام وجوب ہوتا ہے۔ اور وہ کون سی حالت ہے جس میں احکام کی ادائیگی کی اہلیت ہوتی ہے۔ اور وہ کون سی حالتیں ہیں جن میں وجوب ادا ساقط ہو جاتا ہے۔

اور وہ کون سی حالتیں ہیں جن میں احکام کا نفس وجوب ہی نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ اس تفصیل کے بغیر کسی نفس پہ احکام شرعیہ کو لازم و ضروری قرار نہیں دیا جا سکتا۔ شریعت کی اصطلاح میں جو شخص احکام قرآن کے خطاب کا اہل ہے۔ اسے مکلف کہتے ہیں۔ مکلف کی دو قسمیں ہیں امت دعوت اور امت اجابت وہ لوگ جو اسلام کے مخاطب ہیں امت دعوت کہلاتے ہیں۔ اور وہ لوگ جنھوں نے اسلام قبول کر لیا اور عمل بالاحکام کے مخاطب ہیں۔ امت اجابت میں داخل ہیں۔ قرآن پاک میں جہاں۔

"یا ایہا الناس"

ان الفاظ سے خطاب ہے۔ اس سے مراد بالخصوص امت دعوت ہے جیسے،

"یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً"

اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

یا جیسے

"یا ایہا الناس اعبدوا ربکم"

اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو اس کے برخلاف قرآن میں جس جگہ۔

"یا ایہا الذین آمنوا"

کے الفاظ سے خطاب ہے۔ اس سے مراد اجابت ہے

یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام"

اے ایمان والو! روزے تم پر لکھ دیئے گئے۔ جیسے۔

"یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ"

اے ایمان والو! جب تم نماز کا ارادہ کرو وغیرہ قرآن کریم کی بہت سی آیات احکام اور الفاظ خطاب سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ احکام ایک نوزائیدہ بچہ سے لے کر جوان بوڑھے مرد، عورت مجنوں، دیوانے اور صاحب عقل و دانش سب ہی کے لئے ہیں۔ لیکن فقہائے ائمہ نے اس حقیقت کا انکشاف فرمایا۔ کہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ مخاطب جب تک خطاب کا اہل نہ ہو۔ مکلف نہیں اس لئے مکلف ہونے کے لئے اہلیت خطاب ضروری ہے۔ اور وہ ہے اس کی عقل کا کامل ہونا جس کے ذریعہ مکلف کو فہم خطاب قدرت کاملہ کے ساتھ اسے عمل پر بھی قدرت کاملہ ہو تو پھر احکام الہیہ پر عمل واجب و ضروری ہوتا ہے۔ بہر نوع یہ بحث تو مکلف کی ذات اور اس کے احوال سے متعلق ہے۔ اور اس میں مزید تفصیلات ہیں۔ دوسری بحث خود احکام اور آیاتِ احکام سے متعلق ہے۔ ائمہ فقہ نے قرآن پاک اور حدیث شریف کی روشنی میں اس امر کی وضاحت فرمائی۔ کہ احکام کی ابتدائی دو قسمیں ہیں عزیمت اور رخصت پھر عزیمت کی اقسام ہیں۔ فرض، واجب، سنت، مستحب حرام، مکروہ، تحریمی، مکروہ تنزیہی وغیرہ ہیں۔ اس کے ساتھ دوسری قسم رخصت، اور اس کی انواع کو بھی واضح فرمایا۔ ائمہ فقہا نے اس نکتہ کی بھی وضاحت فرمادی کہ قرآن کریم اور حدیث پاک میں احکام کے لئے بالعموم صیغۂ امر ہی استعمال کیا گیا ہے۔ جن کا مقتضیٰ وجوب ہی ہے پھر بھی ہر حکم کی نوعیت جداگانہ ہے انھوں نے فرمایا کہ اگرچہ صیغۂ امر استعمال کیا گیا ہے ہر جگہ اس سے وجوب اور فرضیت ثابت نہیں ہوتی انھوں نے بڑی تحقیق کے بعد یہ انکشاف کیا کہ صیغۂ امر سولہ معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے قرآن پاک کی آیات ہی سے اس کا ثبوت دیا۔ لہٰذا اگرچہ صیغۂ امر سے حقیقتاً وجوب ہی ثابت ہوتا ہے۔ اگر قرینہ اس کے خلاف قائم ہو تو وہاں صیغہ امر سے مقام کے مناسب معنیٰ مراد ہوں گے۔ اور مقام کی مناسبت کی معرفت مجتہدین کے دینی کمال اور شہادت پر موقوف ہے اگر یہ حضرات اس حقیقت کا انکشاف نہ فرمادیتے تو قرآن وحدیث کا ہر حکم جہاں صیغہ امر استعمال کیا گیا ہے فرض ہی قرار پاتا۔ واجب، سنت، مستحب، اور مندوب کچھ نہ ہوتا نہ عزیمت و رخصت کا سوال پیدا ہوتا۔

ائمہ فقہا نے یہ بھی تحقیق فرمائی کہ قرآن مجید اور حدیث شریف میں حکم، کس جگہ عام ہے۔ اور کس جگہ خاص۔ نیز یہ کہ کسی حکم کا شان نزول اگرچہ خاص ہو مگر حکم ہمیشہ عام ہوتا ہے بشرطیکہ کوئی قرینہ اس حکم کو خاص قرار نہ دے۔

قرآن کریم اور حدیث پاک میں بہت سے مقامات پر بظاہر نظر تعارض و تضاد سا محسوس ہوتا ہے۔ گو فی الواقع نہیں ہے۔ مجتہدین فقہ نے اس تعارض و تضاد میں مطابقت پیدا فرمائی اور ان کو حل کرنے کے طرق بیان فرمائے۔ قرآن کریم کی آیات ناسخ و منسوخ میں انھوں نے تفصیل کے ساتھ یہ بتلایا کہ قرآن کریم کی کون سی آیات ناسخ کون سی منسوخ۔ کون سی آیات منسوخ التلاوت اور اس کا حکم باقی ہے۔ اور کون سی آیت حکم اور تلاوت دونوں اعتبار سے منسوخ ہے۔ اور کون سی آیت منسوخ الحکم ہے اور اس کی تلاوت باقی رکھی گئی ہے۔

اس قسم کے مباحث حدیث وسنت کے بارے میں بھی ہیں قرآن کریم کے نظم ومعنیٰ، انداز بیان اور طریق استدلال سے متعلق جو اقسام وہاں بیان کئے گئے۔ ان سب کا نفاذ حدیث وسنت میں ہوگا۔ ان کے علاوہ احادیث میں کچھ اور تفصیلات بھی ہیں۔ حدیث واحد مشہور اور متواتر ہوتی ہے۔ پھر یہ بحث کہ کون سی حجت ہے اور کوئی سی حدیث حجت نہیں کسی راوی کی حدیث حجت ہوتی ہے اور کسی کی نہیں۔ ہر راوی کی حدیث حجت نہیں ہوتی۔ اس کی حجت کے لئے بھی شرائط ہیں۔ اور ہر محل میں بھی ہر حدیث حجت نہیں ہوتی۔ عقوبات، عبادات، حقوق العباد اور اس کی ہر سہ اقسام میں سے ہر ایک کے لئے حجت حدیث کی جداگانہ شرائط ہیں۔ ان کے علاوہ نفس خبر اور اس کی اقسام سے متعلق مباحث ہیں۔ ان مباحث میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ کون سی حدیث اور خبر صرف اس وقت قابل قبول ہے۔ جب وہ بلفظ روایت کی جائے۔ اور کون سی حدیث اور خبر میں روایت بالمعنیٰ بھی قابل قبول ہے۔ نیز یہ کہ روایت باللفظ اور روایت بالمعنیٰ کی اجازت کے لئے راوی میں کس قسم کے شرائط کا ہونا ضروری ہے کہ یہ تمام مباحث حدیث وسنت سے متعلق ہیں اور ائمہ مجتہدین نے ان کو مبسوط، مفصل اور مدلل بیان فرمایا ہے۔ قرآن وحدیث کے بعد ادلہ شرعیہ میں اجماع امت کا درجہ ہے اجماع امت کی تعریف ہے کہ ہم عصر جمیع مجتہدین صالحین کا کسی مسئلہ میں متفق الرائے ہو جانا۔ لہٰذا اجماع کا اہل ہونے کے لئے اجتہاد صالح ہونا ضروری ہے۔ اور نفسانی خواہشات اور فسق سے مبرا ہونا ضروری ہے تمام مجتہدین فقہ کے لئے ان جملہ مسائل کا علم ضروری ہے جس پر اجماع امت منعقد ہو چکا ہے۔

اجماع امت سے کیا مراد ہے۔ کیا اجماع امت ممکن ہے۔ کیا بے علم اور کم علم مسلمانوں کا اجماع معتبر ہو سکتا ہے۔ اجماع کی کتنی قسمیں ہیں۔ اجماع کی حجت کا ثبوت ان تمام امور کو بھی اصول فقہ ہی تفصیلاً بیان کرتا ہے۔

ادلہ شرعیہ میں چوتھی قسم قیاس ہے کتب اصول فقہ میں قیاس کی یہ تعریف کی گئی ہے۔

القیاس هو فی الشرع تقدیر الفرع بالاصل فی الحکم والعلة۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ علت مشترکہ کی بنیاد پر اس کا حکم فرع کے لئے ثابت کرنا۔ جیسے شراب کا حکم حرمت ہے اور اس کی علت سکر ہے۔ یہ علت مشترکہ ہے۔ لہٰذا حرمت کا حکم اس لئے بھی ثابت ہے۔ جس میں سکر کا مادہ ہوگا۔ قیاس ایک حجت شرعی ہے اس پر عقلی ونقلی مبسوط دلائل ہیں تاہم ائمہ ومجتہدین کے سوا علمائے سابقین میں قیاس

فقہ اسلامی
قوانین اسلام کی تمام ضروریات پوری کرتا ہے۔ روم، برلن، پیرس، برٹش، اور پاپائے اعظم کے کتب خانوں میں فقہ کی کتابوں کا وسیع ذخیرہ موجود ہے جو ہزاروں علمائے اسلام کی محنت وکاوش کا نتیجہ ہیں۔

کے حجت شرعی ہونے میں اختلاف رہا۔ لیکن آج کے دور میں علماء کا کوئی طبقہ ایسا نہیں ہے جو قیاس سے کام نہ لیتا ہو۔ اس کی حجت اور دلیل شرعی ہونے کو تسلیم کر چکے ہیں۔ لیکن قیاس سے استدلال کرنا آسان کام نہیں۔ اس کے شرائط سخت ہیں سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ قیاس صرف ان مسائل میں ہو سکتا ہے۔ جن کا حکم قرآن وسنت میں نہ ملے اور وہ مسائل اجماع سے بھی ثابت نہ ہوں دوسرے یہ کہ قیاس صرف اس مسئلہ میں کیا جا سکتا ہے۔ جس کا حکم کسی نص سے محض اس مسئلہ کے ساتھ خاص نہ ہو۔ جیسے

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو آدمیوں کی شہادت کے مساوی قرار دیا یہ مسئلہ صرف خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خاص ہے

تیسرے یہ کہ قیاس کرنے کے لئے ایک شرط یہ ہے کہ اصل مسئلہ کا حکم خلاف ورزی قیاس ہے۔ تو پھر اس پر قیاس کرنے کی گنجائش نہیں رہتی۔ جیسے روزہ کی حالت میں سہواً کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ یہ حکم خلاف قیاس ہے۔ قیاس تو اس کا مقتضی ہے کہ کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جانا چاہیئے خواہ وہ سہواً ہی ہو۔ مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سہواً کھا لینے کی صورت میں اس کا روزہ باقی رکھا۔ جو کہ خلاف قیاس ہے۔ لہٰذا یہ حکم صرف اسی حالت میں محدود رہے گا۔ اس پر کسی دوسرے مسائل کو قیاس نہیں کیا جا سکتا

چوتھی شرط یہ ہے کہ اصل مسئلہ کے لئے نص سے جو حکم شرعی ثابت ہو۔ بعینہٖ وہی حکم فرع کے لئے ثابت کیا جائے جب کہ فرع وجود علت میں اصل کی نظیر ہو۔

خلاصہ کلام یہ کہ قیاس کی بنیادیں چار ہیں۔ اصلؔ فرعؔ، علتؔ، اور حکمؔ ان کے بغیر قیاس وجود میں نہیں آسکتا۔

غرض قرآن و حدیث سے مسائل کے استنباط و استخراج کے لئے ان تمام ادلہ شرعیہ اور ان سے متعلق مباحث کا تفصیلی علم ضروری ہے۔ ان ادلہ شرعیہ کی روشنی میں بہت بڑی تعداد قواعد فقہیہ کی ہے۔ جن کا علم فقیہ کے لئے ضروری ہے۔ ان پر عبور حاصل کئے بغیر فتویٰ کی راہیں کشادہ نہیں ہوتیں۔

علامہ شہاب الدین القرافی متوفی ۶۸۴ھ نے اپنی کتاب انوار البروق فی انوار الفروق میں اسلامی شریعت کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

اسلامی شریعت چند اصول و فروع پر مشتمل ہے۔ اس کے اصول کی دو قسمیں ہیں۔ قسم اول اصول الفقہ اور قسم دوم وہ قواعد کلیہ فقہیہ ہیں جن کی تعداد کثیر ہیں۔ اور وہ شریعت کے اسرار و رموز سمجھنے میں مددگار ہوتے ہیں۔ یہ فائدہ ملی کے ماتحت بے شمار فروعی مسائل ہیں۔ یہ قواعد کلیہ فقہ میں بہت اہم اور مفید ہیں۔ اور فقہ جس قدر ان قواعد کا احاطہ کرے گا۔ اسی درجہ اس کی قدر و منزلت بڑھے گی۔ اور فقہ کی عظمت نمایاں ہوگی۔ ان ہی قواعد کے ذریعہ فتوی کی راہیں کشادہ ہوتی ہیں اور ان ہی کی بدولت اہل علم کی ایک دوسرے پر فوقیت ظاہر ہوتی ہے۔ علما کا یہ قدیم مقولہ ہے۔ جو اصول فقہ کو پیش نظر رکھے وہ منزل تک پہنچ سکتا ہے۔ اور جو قواعد کلیہ فقہیہ کو سامنے رکھے وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

علامہ قرافی نے جن قواعد کلیہ فقہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے اگر ان کا بالاستیعاب عرق مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ علما، فقہا، اور مجتہدین کرام کے دینی افکار کتنے عمیق اور ان کا مطالعہ علوم دینیہ میں کتنا وسیع اور بلند تھا — اور انھوں نے دین میں مہارت و کمال حاصل کرنے میں اور دین کی خدمت کرنے میں کتنی محنت اور جد و جہد کی ہے جس کے نتیجے میں مسائل فقہیہ کا عظیم الشان ذخیرہ وجود میں آیا جس میں ہر جدید مسئلہ کے لئے خواہ وہ کتنا ہی نیا ہو کہیں نہ کہیں کوئی جزئیہ ضرور مل جاتا ہے بلاشبہ ان قواعد کے مطالعہ اور مجتہدین کی اس عظیم و مخلصانہ جد و جہد کے علم سے شریعت اسلامیہ کے جاہ و جلال اس کے وسعت و کمال اس کی ہمہ گیری اور قرآن پاک کے

"تبیاناً لکل شئ"

ہونے کا یقین کامل حاصل ہو سکتا ہے بہ نظر اختصار مشتے نمونہ از خروارے

ہم یہاں چند قوانین بیان کریں گے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے ضروری بات یہ ہے کہ یہ قواعد کلیہ صرف اسی وقت استعمال ہوں گے جب ادلہ شرعیہ میں سے کسی دلیل سے وہ حکم ثابت نہ ہوا ہو

(۱) نص شرعی کی موجودگی میں اجتہاد جائز نہیں۔

(۲) الاصل فی الاشیاء اباحۃ

یعنی ہر شئے اصل میں مباح ہے جب تک اس کے

عدم جواز پر کوئی دلیل شرعی قائم نہ ہو۔

(۳) ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن

یعنی جسے دیندار و ذی علم مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ اسی اصول کے ماتحت تراویح میں ختم قرآن کے وقت تقسیم شیرینی آتی ہے اور محافل میلاد النبی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا انعقاد بھی آجاتا ہے۔ کہ ساری دنیا کے صحیح العقیدہ سنی علماء اس کو صدیوں سے مستحسن سمجھتے اور کرتے چلے آرہے ہیں۔ اور ملک میں مسلمانوں کا اس پر عمل بھی جاری ہے۔

(۴) "الیقین لا یزول بالشک"

یعنی یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔ مثلاً کسی نے وضو کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد شک ہوا کہ معلوم نہیں کہ وضو باقی ہے یا ٹوٹ گیا تو اس اصول کے ماتحت اس کا وضو باقی ہے۔

(۵) "الحدود تندرء بالشبہات"

حدود شرعیہ شک و شبہ سے ساقط ہوجاتی ہے۔ اسی قاعدے کے ماتحت شک کا فائدہ ملزم کو ملتا ہے۔

(۶) "اذا ابتلیت ببلیتین فاختر اھونھما"

جب دو خرابیوں میں پھنس جائے تو کمتر کو اختیار کرلے۔

(۷) "لا ضرر ولا ضرار"

نہ نقصان اٹھاؤ، نہ نقصان پہونچاؤ۔

(۸) الضرورات تبیح المحظورات"

ضرورت ممنوع شئے کو جائز کردیتی ہے۔ یہاں ضرورت سے شرعی ضرورت ہے۔

(۹) اذا اجتمع الحرام والحلال غلب حکم الحرام

یعنی جب حرام اور حلال اکٹھے ہوجائیں تو حرمت کا حکم غالب ہوگا۔ اس قاعدہ کی رو سے وہ پانی حرام ہوگا جس میں شراب کا ایک قطرہ بھی پڑ جائے۔

ایک معلم کلب یعنی تربیت یافتہ شکاری کتا دوسرے غیر تربیت یافتہ کتے کے ساتھ مل کر شکار کرے تو وہ شکار بغیر ذبح کے جائز نہ ہوگا۔ اگر بغیر ذبح کے مرگیا تو حرام ہوگا۔

فقہ میں ایسے قواعد کلیہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

لیکن اس سلسلہ میں سب سے اہم چیز ان قواعد کا صحیح طریقۂ استعمال ہے اور ان مواقع و مواضع کی معرفت جہاں ان کا استعمال کیا جائے۔ مثال کے طور پر یہ قاعدہ کہ "ضرورت ممنوع چیز کو مباح کردیتی ہے۔ اس قاعدہ کو اس وقت تک کسی جگہ استعمال نہیں کیا جاسکتا جب تک ضرورت شرعیہ صحیحہ کا علم نہ ہو یا جیسے یہ قاعدہ کہ ہر چیز اصل میں مباح ہے۔ جب تک اس کے عدم جواز پر کوئی دلیل شرعی قائم نہ ہو" اس قاعدے کے نفاذ کے لئے ضروری ہے کہ فقیہ کو اس امر کا پورا پورا علم ہو کہ اس مسئلہ خاص میں عدم جواز کی کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔ بہرحال ان تمام قواعد فقہیہ کی تمام تر بنیاد قرآن کریم اور حدیث پاک ہے۔ ان دونوں سے یہ تمام قواعد وسیع مطالعہ مہارت علم، تعمق نظر سے نہایت اعلیٰ مقدس مقاصد کے ساتھ اخذ کئے گئے ہیں۔ وہ صرف مجتہدین ہیں۔ جنھوں نے خالصًا لوجہ اللہ اپنی پوری پوری زندگیاں اللہ جل وعلا اور اس کے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی خدمت کے لئے وقف کردیں اور قیامت تک آنے والی نسلوں کے فقہی مسائل کا وہ عظیم الشان ذخیرہ مرتب فرمادیا جو ہر زمانہ کی مقتضیات کی کفالت کرتا رہے گا۔ یہ ہر کس و ناکس بے بس کی بات نہ تھی۔ نہ پہلے تھی اور نہ آج ہے جب کہ علم کمال کا فقدان ہوگیا ہے۔ تجدید و احیائے دین کے علمبرداروں کا تو یہ حال ہے۔ کہ فقہاء مجتہدین کی تصنیفات کے ناموں کو صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنے کی استعداد بھی نہیں رکھتے۔

ان تمام تفصیلات سے میرا مقصد دو باتوں کی وضاحت کرنا ہے۔ اول یہ کہ کس طرح قرون اولیٰ میں مجتہدین صالحین نے علوم فقہیہ کو مرتب فرمایا کہ خالصًا

لوجہ اللہ دین کی خدمت کی۔ قرآن کریم اور احادیث سے متعلق علوم کی تدوین میں کئی صدیاں درکار ہوئیں۔ ڈیڑھ ہزار سے زیادہ قرآن کی تفاسیر لکھی گئیں جن میں سے بعض بعض تفسیریں ایک ایک ہزار جلدوں میں ہیں۔ اس طرح احادیث کو بڑی بڑی ضخیم کتابوں میں جمع کیا گیا۔ اور مختلف انداز پر ان کو مرتب فرمایا۔ اور احادیث اور شرح احادیث میں ہزاروں کتابیں تصنیف فرمائیں اور ان کے علم اصول فقہ وجود میں آیا۔ تب کہیں صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دَور کے بعد علمائے امت اس قابل ہوئے انھیں قرآن وحدیث سے احکام ومسائل کے استخراج واستنباط کا سلیقہ آیا۔ اس لئے ان ائمہ فقہ نے بڑی محنت وکاوشوں سے اور شرعیہ کا تعین کیا اور اس سے بے شمار فقہی جزئیات ومسائل بیان فرمائے۔ اور کثیر تعداد میں قواعد کلیہ فقہیہ بھی مرتب فرمائے اور ان کی روشنی میں بھی لاتعداد مسائل بیان فرمائے۔ اس طرح انھوں نے فقہ کا اتنا عظیم ذخیرہ جمع کر دیا کہ وہ رہتی دنیا تک کام دیتا رہے گا۔ آج علم کی ناقدری کا یہ عالم ہے کہ عوام کو تو جانے دیجئے خواص اور اخص الخواص تک ان تمام کتابوں کے نام سے بھی واقفیت نہیں رکھتے۔ اور افسوس صد افسوس ان کتابوں کا پڑھنا تو درکنار ان کے اوراق گننے والے بھی نہیں ملتے۔ کشف دغیرہم نے ان میں سے بہت سی کتابوں کی نشاندہی فرمائی ہے۔ شریعت اسلامیہ کا ایک عظیم الشان کام ایک ہزار سال قبل ہوا جب سے اب تک کے طویل زمانہ میں نہ معلوم کتنے انقلاب آئے۔ تہذیبیں بدل گئیں، اخلاقی قدروں میں انقلاب آگیا سیکڑوں حکومتیں بنیں۔ بگڑیں اور مٹ گئیں۔ طرح طرح کے نظریات، عقائد اور مذاہب پیدا ہوئے اس دوران لاتعداد مسائل ابھر کر آئے۔ ان گنت شرعی ضرورتیں پیش آئیں اور ہر دَور کے علما، فقہ ومفتیانِ کرام ان تمام جدید مسائل اور نئے نئے تقاضوں کا حل فقہ کے اس عظیم ذخیرہ سے حل کرتے چلے آرہے ہیں۔ ان میں کسی نے یہ نہیں کہا کہ فقہ کا یہ ذخیرہ پرانا ہو چکا ہے اور یہ اُسی زمانہ کی ضرورت کے مطابق تھا۔

اب یہ عصر حاضر کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا اس لئے ہمیں براہِ راست قرآن وحدیث سے رابطہ پیدا کرنا چاہئے حالانکہ ان فقہا میں اپنے زمانے کے بے مثل ویگانۂ روزگار علمائے کاملین تھے۔ جو صاحب علم کے ساتھ صاحب تقویٰ بھی تھے۔ جن کے علم کا شہرہ ملک اور بیرون ملک غیر مسلم ممالک میں تھا۔ فقہائے بغداد، فقہائے مصر وشام، فقہائے سمرقند وبخارا، فقہائے ہندو پاکستان ان جلیل القدر اور عظیم المرتبت فقہا میں سے بیشتر صاحب تصنیفات کثیرہ ہیں۔ ان مشہور ومعروف فقہا میں فتاویٰ عالمگیری کے مرتبین ہیں۔ جو اپنے زمانے کے منفرد وبے مثل علما میں سے تھے۔ ان ہی میں علامہ ابن عابدین المعروف بہ علامہ شامی ہیں جن کی مایہ ناز فقہ کی کتاب "ردالمحتار" اس وقت بھی دنیائے اسلام میں معتمد ومستند ہے۔ خود ہندوستان میں اس چودھویں صدی اور اس سے کچھ پہلے بڑے بڑے متبحر علمائے دین گزرے ہیں۔ فقہاءِ دہلی، فقہائے فرنگی محلی، فقہائے جونپور، علمائے بدایوں، علمائے بریلی اور علمائے مسلک دیوبند ہم میں سے اکثر صاحب تصنیف وتالیف ہیں۔ اور صاحب فتویٰ ہیں۔ چودھویں صدی کے نصف اول میں قابل ذکر مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی ہیں۔ جو صاحب تصنیف کثیرہ ہیں۔ اسی دَور کے ایک متبحر عالم، فقیہ بے بدل حضرت مولانا احمد رضا صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ ہیں۔ جن کے عظیم تفقہ فی الدین کا ہر مسلک کے علما کو اعتراف ہے۔ جن کی تصانیف ایک ہزار سے زیادہ ہیں۔ یہ صاحب فتویٰ ہیں۔ ان کا فتاویٰ رضویہ بارہ ضخیم جلدوں میں ہے۔ اور کئی ہزار بڑی تقطیع کے صفحات پر مشتمل ہے۔ انھوں نے بڑے سے بڑے پیچیدہ مسئلہ پر بڑے محققانہ مباحث کئے ہیں علمائے عرب وعجم نے ان کی مہارتِ فقہ کو تسلیم کیا ہے۔ ان سب کے زمانہ میں عصر نو کے نئے نئے تقاضے ابھرے جنگ آزادی کے مسائل پیدا ہوئے۔ نئی تہذیب اور نئے تمدن

کے مسائل پیش آئے۔ مگر وہ ان سب مسائل کو فقہ کے اسی عظیم ذخیرہ ہی سے حل کرتے رہے۔ جو ہزار سال قبل مجتہدین کرام اور ائمہ فقہ نے قرآن مجید اور احادیث پاک کی روشنی میں بڑی جاں فشانی کے ساتھ مرتب کیا تھا۔ جس سے یہ امر بخوبی ثابت ہو جاتا ہے کہ بلاشبہ فقہ کا یہ عظیم کامل اور جامع ذخیرہ رہتی دنیا تک کام آتا رہے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کا علم اور اس پر عبور حاصل کیا جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے فقہ کے اس ذخیرہ کا علم حاصل نہ کیا وہی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ اس میں دورِ حاضر کے مسائل کے متعلق احکام موجود نہیں ہیں۔ اس طرح کی بات دو طرح کے لوگ کہتے ہیں ایک وہ طبقہ جو اجتہاد اور تقلید کو مانتا ہی نہیں اور دوسرا وہ طبقہ جو اپنی لاعلمی اور نادانی سے ایسا کہنے لگا ہے۔ حالانکہ وہ اجتہاد کے بھی قائل ہیں۔ اور تقلید بھی کرتے ہیں۔ دونوں طبقوں سے میری گزارش ہے کہ وہ صدق دل سے فقہ کا علم حاصل کریں۔ خلوص کے ساتھ محنت و جد و جہد سے فقہاء کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ عقلیت پسندی اور سہل پسندی کا راستہ چھوڑ محنت اور لگن کے ساتھ اللہ کے دین کو حاصل کرنے کے لئے وقف کر دیں اور اپنی زندگی ان میں لگائیں تب ان کی نگاہ میں فقہ کی اہمیت و عظمت پیدا ہوگی۔ پھر وہ یقیناً اپنی رائے بدلنے پر مجبور ہوں گے۔ ان کی آنکھیں کھل جائیں گی اور حقیقت حال روشن ہو جائے گی۔

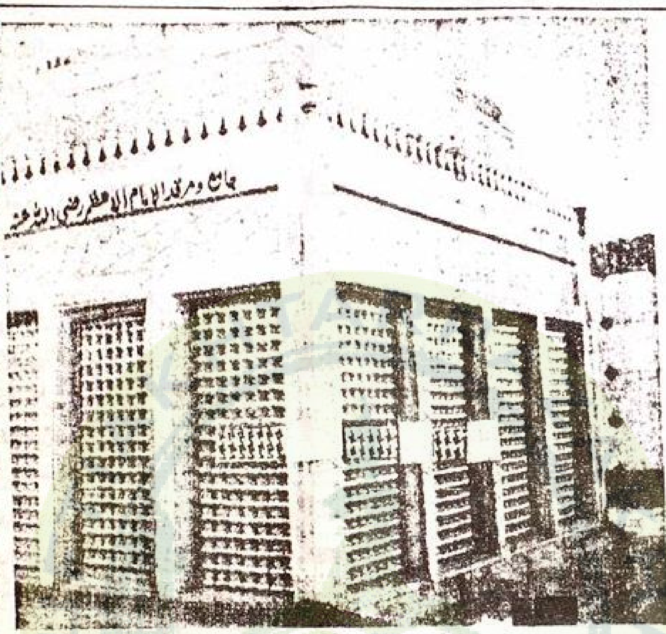
فقہ اسلامی کے بارے میں ہم یہاں بین الاقوامی شہرت کے مالک محقق قانون دانوں کی کچھ آرا نقل کرتے ہیں۔ جن سے فقہ اسلامی کی عظمت کا اندازہ ہو سکے گا۔

سلیم باز جو لبنان کے مشہور عالم اور قانون داں تسلیم کئے گئے ہیں 'مجلۃ الاحکام الشرعیہ' میں رقمطراز ہیں۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ اسلامی فقہ کے ذریعہ انسان کی تمام ضروریات پوری ہو جاتی ہیں۔ خواہ وہ کاروباری معاملات

> خدانخواستہ فقہ کو نظر انداز کیا گیا تو نماز، روزہ، زکاۃ، حج کی موجودہ شکلیں باقی نہ رہ سکیں گی ہر شخص تجدید دین کی نئی راہ کھولے گا۔ قرآن و حدیث کی نئی نئی تشریح، و تفسیریں ہوں گی — اسلام اور قانون اسلام بے معنی ہو کر رہ جائے گا۔

اور معلومات ہوں یا دوسرے مقدمات سب کا حل اس میں موجود ہے۔ فقہ اسلامی کی کتابوں کا وسیع ذخیرہ نہ صرف مصر اور دیگر اسلامی ممالک کے کتب خانوں میں پایا جاتا ہے۔ بلکہ ہالینڈ کے شہر سیڈن' روم' برلن' پیرس' برٹش میوزیم' نیزو یٹکن محل بھی پاپائے اعظم کے کتب خانے میں فقہ کی کتابوں کا وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ ان کتب خانوں میں جو کتابیں ہیں وہ ہزاروں علمائے اسلام کی محنت و کاوش کا نتیجہ ہیں۔ کتابوں کا وسیع ذخیرہ اس بات کا زبردست ثبوت ہے کہ فقہ اسلامی و شریعت میں انسان کی تمام ضروریات اور مسائل و احکام کا حل موجود ہے۔ اور ہر معاملہ میں کسی نہ کسی فقیہ اور عالم کا قول ان کتابوں میں مل سکتا ہے......

وانا یونیورسٹی کے لاء کالج کے پرنسپل پروفیسر شیرل نے ۱۹۲۷ء کی قانون کانفرنس میں کہا تھا۔ عالم انسانیت کو یہ فخر حاصل ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے امی ہونے کے باوجود ایسی شریعت تیرہ سو سال پہلے پیش کی کہ اگر اہل مغرب دو ہزار سال کے بعد بھی اس کی اونچی چوٹی پر



پہنچ جائیں تو ہم اپنے آپ کو سب سے زیادہ خوش نصیب سمجھیں گے۔ "مجلہ الازھر"

پروفیسر ویبری نے ایک ترک ادیب کو مخاطب کرکے یہ کہا کہ "تمہاری فقہ اسلامی اس قدر وسیع ہے کہ مجھے تعجب ہوتا ہے کہ تم نے کیوں اپنے ملک اور زمانے کے موافق احکام اور قانون نظام فقہ اسلامی سے اخذ نہیں کئے۔"

فرانسیسی پروفیسر لامبیری کی رائے ہے کہ جو کتابیں اسلامی شریعت کے بارے میں لکھی گئی ہیں وہ غیر فانی خزانہ اور لازوال سرچشمہ ہیں جنہیں مسلمانوں کی غفلت اور بے توجہی سے زمانہ نے پوشیدہ کر دیا ہے۔

عظیم خطرہ۔ احیائے دین کے دعویداروں کا یہ پروپیگنڈہ کہ فقہ کا یہ ذخیرہ اس زمانے کی ضرورت کے مطابق تھا۔ آج کے دور میں یہ نئے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا۔ اس لئے ہمیں براہ راست قرآن و حدیث سے رابطہ پیدا کرنا چاہیئے۔ دراصل ایک عظیم خطرہ کا سگنل ہے۔ اگر وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو جائیں تو تصور کیجیے کہ دین کی شکل و صورت کیا ہوگی، مذہبی تعلیمات شدید ترین انتشار اور بحران سے دوچار ہو جائیں گی۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی موجودہ شکلیں باقی نہ رہ سکیں گی کہ یہ بھی فقہ کے اس پرانے ذخیرہ سے وابستہ ہیں غرض کہ دین کا کوئی مسئلہ اپنی جگہ باقی نہ رہ سکے گا۔ پھر ہر شخص براہ راست قرآن و حدیث سے رابطہ پیدا کر لینے کا دعویدار بنے گا اور تجدید دین کی ہی نئی راہیں کھولے گا۔ اور قرآن و حدیث کی نئی نئی تشریح و تعبیر اور تفسیریں ہوں گی اور دینی تعلیمات کی تراش و خراش کے لئے من مانے نئے نئے ڈھانچے بنائے جائیں گے جن میں قرآن و حدیث کے نام پر اپنی عقل و ناقص رائے کو دخیل کیا جائے گا۔

من آنچہ شرط بلاغ است با تو می گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال!

زوالِ بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں ہے

مولانا مبارک حسین مصباحی

کائنات عالم کی اس روشن حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ بنی نوع انسان کے لئے رہن سہن کی عشرتیں، کھانے پینے کی لذیذ و مفید غذائیں اور زندگی گذارنے کے ہزاروں اسباب و مسائل محض اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر فضل بے پایاں اور احسانِ عظیم ہے ۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان کاروبار حیات معطل کردے اور گوشۂ تنہائی اختیار کرکے خوانِ سماوی کے انتظار میں بیٹھ جائے، بلکہ اسلام عبادت و ریاضت کے ساتھ شرعی نقطۂ نظر سے سماجی اور معاشی جد و جہد کا بھی داعی ہے جو عین فطرتِ انسانی کے مطابق ہے ۔ ارشادِ الٰہی ہے:

لیس للانسان الا ما سعیٰ — انسان کے لئے وہی ہے جس کی اس نے کوشش کی ۔

زیادہ تفصیل میں نہ جاکر آپ صرف پیغمبر اسلام اور حلقہ بگوشانِ اسلام کی حیاتِ آفریں زندگیوں کا مطالعہ کیجئے ۔ اسلام کے عہد زریں کی تاریخ شاہد ہے کہ ان کی حیات عبادت و ریاضت سے فروزاں ہونے کے ساتھ جہاد و عمل کی معرکہ آرائیوں سے بھی موجزن ہے اور تقویٰ و پرہیزگاری سے منور ہونے کے ساتھ سیاست و معاشرت کی اجتماعی اور انفرادی سرگرمیوں سے بھی لبریز تھی ۔

اسلام کے روشن ماضی کا راز یہی تھا کہ اس عہد میں ہر فرد تعمیر و ترقی کا جویاں، خیر و فلاح کا متلاشی اور کردار و عمل کا غازی تھا ۔ باہم جزوی اختلاف کے باوجود ایک کلمۂ اتحاد تھا جس کے پرچم تلے ہر فرد مسلم بلا امتیازِ رنگ و وطن جمع ہونے میں فخر محسوس کرتا تھا ۔ یہی وہ ایمان و عمل کی قوت اور اتحاد و معاونت کی طاقت تھی جس نے اسلام کی شمعیں پوری دنیا میں روشن کردی تھیں اور ظاہری اسباب و وسائل کے بغیر قیادت و اقتدار کی باگ ڈور قوم مسلم کے ہاتھوں میں تھی ۔

قوم قائدوں کے اشاروں پر سر تسلیم خم کرتی تھی بلکہ سر کٹانے سے بھی گریز نہیں کرتی تھی اور قائدین اپنا سب کچھ تج کر قوم کی فلاح و بہبود کے لئے خود جگر جلاتے تھے وہ قوم کی قیادت کو حکمرانی نہیں بلکہ ایک فریضۂ خدمت تصور کرتے تھے جن کی ذمہ داریوں کے احساس سے ان کا رواں رواں بوجھل نظر آتا تھا ۔

اس کے برخلاف جب ہم آج قافلۂ انسانی کے مختلف شعبہ ہائے حیات پر نگاہ ڈالتے ہیں تو انتشار و اختلاف کی عجیب کشمکش اور بد عملی کا ابتلائے عام نظر آتا ہے اور "خود را فضیحت و دیگراں را نصیحت"

کا پُرزور ماحول دکھائی دیتا ہے۔

اُمتِ مسلمہ کا یہ کتنا بڑا حادثہ ہے کہ ایک مسلمان نماز ترک کر کے کہتا ہے کہ نماز پڑھنا چاہیئے سُود خور برسرِ محفل کہتا ہے کہ سود بری چیز ہے، ایک خیانت کار چلا رہا ہے کہ خیانت سے بچنا چاہیئے، راشی رشوت میں مبتلا ہو کر ہزاروں کے مجمع میں چیختا ہے کہ رشوت عدل و انصاف کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے، یہ تو رہا عوام کا حال، دینی پیشواؤں، سیاسی قائدوں اور ملی رہنماؤں کا یہ عالم ہے کہ۔ گرم دم گفتگو اور بزم دم جستجو۔

اب سوال یہ ہے کہ جب ہر فرد نیکی و بدی اور حق و باطل کے فرق کو اچھی طرح محسوس کر رہا ہے بلکہ ناقد و مصلح بنا ہوا ہے مگر خود عمل سے گریز اور جمود کی حد تک معطل ہے۔ ایسی صورت میں عمل کون کرے گا۔ حیرت ہے ہر انسان دوسروں کی اصلاح کا راگ الاپتے ہوئے خود کو فراموش کر دیتا ہے گویا کہ اس کی شخصیت شریعت و معاشرت کی ہر گرفت سے بالاتر ہے اور خطاب و کتاب کی تمام ترجیحات کا نفاذ صرف اور صرف دوسروں ہی کے لئے ہے۔

ہر انسان اپنی ذمہ داریوں سے راہ فرار اختیار کرنے میں ہی اپنی سب سے بڑی کامیابی تصور کرتا ہے۔ اداروں اور کارخانوں کے ملازمین اپنی ڈیوٹی کے فرائض انجام دینے کے بجائے خوش خپ گپیوں اور نکتہ چینیوں میں اپنا تمام وقت صرف کر دیتے ہیں، طلبہ کے ہاتھوں میں قرطاس و قلم کی جگہ سگریٹ کی ڈبیاں، ہاکی اور بلے نظر آتے ہیں، نوجوانانِ ملت شمشیر و سناں سے ناتا توڑ کر حسن و عشق کے نغموں اور عشرت کدوں میں ڈوبے ہوئے ہیں اور سیاسی قائدین ملک و قوم کی تعمیر و ترقی کے بجائے حصولِ زر کی ہی راہ میں اپنی تمام تر قوت فکر و عمل صرف کر رہے ہیں۔ اور قومی تنظیموں اور نام نہاد فلاحی تحریکوں کا حال بھی انتہائی بدتر اور ناگفتہ بہ ہے۔

اس صورت حال میں کسی ایک طبقہ کو قوم کی تباہی اور تنزلی کا ذمہ دار ٹھہرانا مناسب نہیں بلکہ ہر فرد کو اپنے نفس کا منصفانہ محاسبہ کرنا چاہیئے اور دوسروں کو نقد و نظر کا نشانہ بنانے کے بجائے خود اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہئے اگر ہر فرد اپنے اپنے دائرہ عمل میں مخلص اور حساس ہو جائے تو قوم کو اچھے قائد مل جائیں گے اور قائدوں کو اچھی قوم دستیاب ہو جائے گی۔ یہی اسلامی نقطۂ نظر بھی ہے حدیث نبوی ہے: کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ ــــ

آج جو قوم مسلم پر ادبار و فلاکت مسلط ہے یہ اس کا اپنا فرائض منصبی سے کنارہ کشی ہی کا نتیجہ ہے جب کوئی قوم اپنی بدعملیوں کی انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو وہ آلام روزگار میں گرفتار ہو جاتی ہے ــــ ارشاد الٰہی ہے:۔

مَا اَصَابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر۔ (پ ۲۵)

تمہیں جو کچھ آلام ومصائب پہنچے ہیں یہ سب تمہارے اعمال کی شامت ہے اور اللہ تعالیٰ تمہاری بہت سی کوتاہیوں سے درگذر فرمادیتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے:۔

الرجل یطیل السفر اشعث اغبر یمد یدیہ الی السماء یقول یا رب یا رب ومطعمہ حرام ومشربہ حرام وملبسہ حرام وغذی بالحرام فانّیٰ یستجاب۔

پریشان حال، پریشان بال، خستہ وخراب مسافر بے قراری میں یارب یارب پکارتا ہے ادھر اس کے کرتوت یہ ہیں اس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام، اور غذا حرام ایسی حالت میں اس کی فریاد کیسے سنی جائے گی۔

مگر اس کے باوجود قوم مسلم کو خدا کی بارگاہ سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ اگر صدق دل سے ایک بندہ خدا کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے تو وہ اس کے گناہوں کو معاف فرما کر اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے یقیناً وہ ارحم الراحمین واحکم الحاکمین ہے۔ اللہ ہم سبکو اپنے گناہوں پر پشیمانی اور توبہ واستغفار کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

روزہ کی اہمیت

از حافظ ملت علیہ الرحمہ

ہجرت کے دوسرے سال ماہ شعبان سنہ ۲ھ میں روزہ فرض ہوا۔ ہر مسلمان عاقل بالغ مرد وعورت پر ماہ رمضان شریف کا روزہ فرض ہے۔ مریض اور مسافر کے لئے دوسرے ایام میں پورا کرنے کی اجازت ہے۔ بغیر عذر شرعی جو شخص روزہ ترک کرے گا سخت گنہگار بنے، فاسق ہے اور ایسا محروم القسمت ہے کہ اگر ایک روزہ کے بدلے زندگی بھر روزے رکھے تب بھی رمضان شریف کے ایک روزہ کا ثواب نہیں پائے گا۔

آسمان کے دروازے کھول دینا کنایہ ہے اعمال صالحہ کی مقبولیت سے اور رحمت الہٰی کے مسلسل نزول سے، چنانچہ حدیث میں فتحت ابواب الرحمۃ آیا ہے، رحمت الہٰی کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ یعنی اس ماہ مبارک میں رحمت الہٰی بارش بن کر برستی ہے۔ اعمال صالحہ بڑی قدر ومنزلت کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوتے ہیں، ہر عمل کا ثواب ستّر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ لہٰذا مسلمان ماہ رمضان المبارک کو غنیمت سمجھیں، ہر رات کی قدر کریں بلکہ اس کی ہر ساعت، ہر گھڑی کو نعمت الہٰی تصور کریں اور ہر وقت کار خیر میں لگے رہیں۔ بالخصوص اس عزت والی رات کی قدر کریں جو ایک ہزار مہینوں کے دنوں اور راتوں سے افضل ہے۔

The Monthly Sunni Dunia Bareilly
Regd. No. X17 (82) Vol-3, Annual Subscription Rs. 60/-
r Copy–
Regd. PO No. BR/211/98

ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی، ملک گیر عظیم تحریک کا انقلابی پیغام عا...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

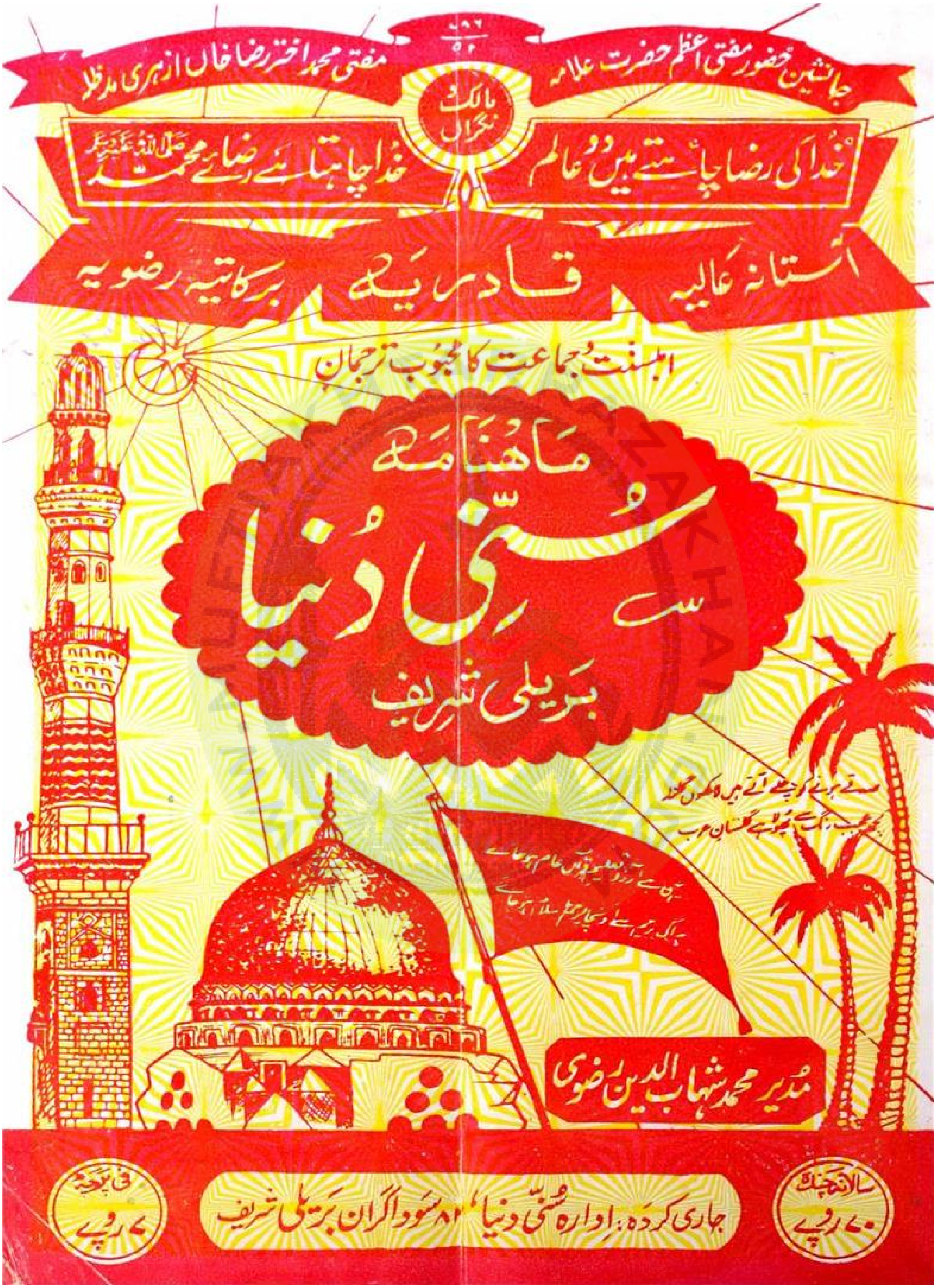
حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انقلاب عجیب
انقلاب تھا ـــــ شاید چشم عالم نے ایسا انقلاب نہ
دیکھا ہو ـــــ ایک طبقہ کو ہٹا کر دوسرے طبقہ کو یا ایک
قوم کو ہٹا کر دوسری قوم کو نہ لایا گیا ـــــ جو سامنے تھے
انہیں کو ٹھیک کیا گیا ـــــ ان میں زانی بھی تھے
ـــــ شرابی بھی تھے ـــــ خائن بھی تھے
بدکار بھی تھے ـــــ قاتل بھی تھے ـــــ سفاک بھی
تھے لیکن رفتہ رفتہ سب کو ایسا بدلا کہ دنیا دیکھ کر حیران ہوئی
جاتی ہے ـــــ تو ایسا انقلاب لانے کے لئے سب سے
پہلے خود کو بدلنا ہوگا ـــــ دردمندی و دل سوزی کے
ساتھ ان کے پاس جانا ہوگا جن سے ہم کو نفرت ہے
ـــــ کیا گیارہویں صدی ہجری میں شیخ احمد
سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اسی اسوۂ محمدی پر چل
کر اسلامی انقلاب نہیں لائے ـــــ تاریخ پڑھنے کی
نظر رکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ آپ کی دردمندانہ
تبلیغ نے جہانگیر پر کیا اثر کیا ـــــ ایک سے
ایک بہتر بادشاہ سامنے آتا گیا ـــــ شاہ جہاں
ـــــ اورنگ زیب ـــــ اورنگ زیب علیہ الرحمہ
جنھوں نے پاک و ہند میں نظام مصطفےٰ نافذ کیا ـــــ
ـــــ نظام مصطفےٰ کوئی ایسی چیز نہیں جو صرف کاغذ پر
نافذ کیا جائے ـــــ وہ تو دلوں پر نافذ ہوتا ہے
کاغذ پر بارہا نافذ ہو چکا ـــــ صورتوں کے بدلنے سے

نظام نہیں بدلتے ـــــ سیرتوں کے بدلنے سے نظام بدلتے
ہیں اور انقلاب آتے ہیں ـــــ اس لئے چند جاگتی
مثالیں پیش کرتا ہوں گا۔

نظام مصطفےٰ سرپھروں کا انقلاب نہیں کہ بیٹھے
بٹھائے لوگوں کو اکسائے اور جو موجود ہے اس کو معدوم
کر دے ـــــ یہ اصلاح حال کا داعی ہے ـــ تابعیت
کا نام ہے ـــــ یہ خواہ مخواہ جھگڑا مول نہیں لیتا ـــــ
یہ فتنہ کا نام نہیں ـــــ یہ امن کا پیامبر ہے اور امن پسند
حاصل ہوتا ہے ـــــ یہ انسان کو مارنا نہیں سکھاتا
ـــــ یہ انسان سے پیار کرنا سکھاتا ہے ـــــ یہ
انسان کو انسانوں کے ہاتھوں ذلیل و رسوا نہیں کرتا
ـــــ اس کی تعظیم و تکریم کرتا ہے ـــــ یہ انسان کی
دولت نہیں سمیٹتا ـــــ یہ بھوکا پیاسا نہیں ـــــ یہ
غنی ہے، فقیر نہیں ـــــ یہ غنی ہے محتاج نہیں ـــــ
یہ آقا ہے غلام نہیں ـــــ یہ بادشاہ ہے رعایا
نہیں ـــــ یہ غالب ہے مغلوب نہیں ـــــ یہ
حاکم ہے محکوم نہیں ـــــ یہ محبوب ہے مردود نہیں
ـــــ اس کی بنیاد خوف خدا پر ہے ـــــ اور جہاں
خوف خدا ہو وہاں احترام انسانیت بھی ہے اور انسان
خدا کی پیاری مخلوق ہے ـــــ یہ سایۂ رحمت ہے
انسان کا دل رکھتے ہوئے آگے بڑھتا ہے ـــــ یہ
کسی کا دل نہیں دکھاتا کہ ایک دل والے کا نظام ہے
یہ بچوں پر شفقت سکھاتا ہے اور بزرگوں کا احترام
سکھاتا ہے ـــــ لین دین کا سلیقہ بتاتا ہے

یہ تمام انبیاء و رسل کیا کہہ رہے ہیں ـــــ الله...
سب ایک زبان کہہ رہے ہیں ـــــ ما أسئلـ...
...یہ من اجر ان اجری الا علی رب العا...
(سورۃ الشعراء آیات ۱۰۹، ۱۲۷، ۱۴۵، ۱۶۴، ۱۸۰)
ترجمہ: میں اس پر تم سے اجر نہیں مانگتا، میرا اجر اسی پر
جو دونوں عالم کا رب ہے۔
[illegible]
ہم کو طلب و سوال سے بازــــ ہم کو قرضوں نے
ہم کو اسراف و تبذیر نے ـــــ ہم کو ہماری بدکار...
مارا ـــــ طلب و سوال سے زبان بند رکھنی ہ...
ـــــ قرضوں سے توبہ کرنی ہوگی ـــــ اسراف
تبذیر سے ہاتھ اٹھانا ہوگا ـــــ نیکوکاری کا عز...
ہوگا ـــــ موٹا جھوٹا پہننا ہوگا ـــــ ہلکا...
کھانا ہوگا ـــــ محلوں سے دل اٹھانا ہوگا ـــــ
جھونپڑیوں سے دل لگانا ہوگا ـــــ تب کہیں
نظام مصطفےٰ نافذ ہو سکتا ہے ـــــ خدارا کوئی تو
دکھلائے اور فقیری میں ہیبت شاہی پیدا کرے! اگر
نہیں ہوگا تو پھر دیکھنے والے ہو چلی منہ کو دیکھیں گے
جوا... لائی تو ... ـــــ ماؤزے تنگ سے
لگائیں ... ـــــ لینن کی باتیں کریں گے ـــــ
آوارہ ... ... باتیں کریں ـــــ اپنی دنیا...
ـــــ اور ... ... انقلاب کی کوشش...
... ہے، کوئی پہنچ نہیں سکتا
مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ

دفتر: آل انڈیا جماعت رضائے مصطفےٰ، رضا نگر سوداگران بریلی


جانشین حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری مدظلہ
مالک نگراں
خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ
اہلسنت وجماعت کا محبوب ترجمان
ماہنامہ
سنی دنیا
بریلی شریف
مدیر محمد شہاب الدین رضوی
فی پرچہ
۷ روپے
جاری کردہ: ادارہ سنی دنیا، ۸۲ سوداگران بریلی شریف
سالانہ چندہ
۷۰ روپے

مرکز سواد اعظم اہلسنت و جماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ

کا

علمی دینی اور اصلاحی ترجمان

ماہنامہ

سنی دنیا

بریلی شریف

جولائی، اگست
۱۹۹۸ء
ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ

جلد - ۱۴
شمارہ ۵

مالک و نگراں

جانشین مفتی اعظم فقیہ اسلام حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری، ازہری

نائب نگراں محمد عسجد رضا خاں قادری		مدیر محمد شہاب الدین رضوی
زر سالانہ ۷۰/ روپے	کتابت:- افتخار انجم شہابی	فی شمارہ ۷/ روپے

رابطہ کا پتہ :- ۸۲ - سوداگران رضا نگر بریلی شریف (یوپی) فون ۴۷۲۱۶۶

اشاریات

اداریہ ________ محمد شہاب الدین رضوی

دوسری امام احمد رضا کانفرنس

آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ کا ایک اہم قدم

عرس اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے حسین موقع پر آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ نے ایک عظیم الشان امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کیا تھا۔ یہ کانفرنس سنجے گاندھی کمیونٹی ہال بریلی میں ہوئی، جس کی سرپرستی کے لئے حضور جانشین مفتیٔ اعظم ہند فقیہ اسلام حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم العالیہ بہ نفس نفیس تشریف لائے، اور صدارت کی ذمہ داری پروفیسر حضرت علامہ سید ظہیر احمد زیدی سابق استاذ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے بحسن وخوبی انجام دی، کانفرنس میں مہمان خصوصی لبنان کے مشہور عالم دین علامہ شیخ عبدالقادر الفاکہانی چیف ایڈیٹر ماہنامہ منار الہدیٰ لبنان (بیروت) تھے۔

۲۴ صفر المظفر ۱۴۱۹ھ / ۲۰ جون ۱۹۹۸ء کو صبح دس بجے سے امام احمد رضا کانفرنس کا آغاز قرآن پاک کی تلاوت سے ہوا، جناب قاری فہیم احمد رضوی (شعبہ مردم شماری حکومت اتر پردیش لکھنؤ) نے اپنی شاندار آواز سے قرآن پاک کی تلاوت کی، پھر نعت ومنقبت کا سلسلہ شروع ہوا، سب سے پہلے نعت شریف غلام یٰسین رضوی (گریڈیہہ بہار) نے پڑھی، پھر کلیم نوری (کانپور) قاری احسان الحق (دھنباد) فیروز راحت (کلکتہ) وغیرہ نے اعلیحضرت کی شان میں منقبت کے اشعار پڑھ کر مجمع کو مسحور کردیا۔

کانفرنس میں افتتاحی تقریر مسجد غریب نواز کرلا بمبئی کے خطیب وامام مولانا محمد فاروق رضوی نے کی، انھوں نے کہا کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے، آپ اہلسنت وجماعت کے بہت بڑے عالم اور مجدد تھے، انکی مثال چودہویں اور پندرہویں صدی میں ملنا ناممکن ہے۔ اعلیحضرت کے علمی مقام کا اندازہ

لگانے کے لئے اہل علم و دانش اپنے کو بہت چھوٹا محسوس کرتے ہیں۔ اعلیٰحضرت نے اپنی حیات میں جتنی بھی دین اسلام کی خدمت کی ہے اس کا لکھنا اور بتانا بہت مشکل ہے۔ لکھنے کے لئے زندگی چاہیئے اور بولنے کے لئے مقررین کی ایک قطار چاہیئے۔

امبیڈکر یونیورسٹی آگرہ کے شعبۂ لسانیات سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر نوشاد عالم چشتی نے اپنے مقالہ میں کہا کہ کل امت مسلمہ کو چاہیئے کہ ہم اپنے مسائل اعلیٰحضرت کو محسن مان کر حل کریں۔ اعلیٰحضرت نے مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے چار نکاتی پروگرام مرتب کیا تھا، اگر اس کو نافذ العمل کیا جائے تو دنیا میں انقلاب آسکتا ہے۔ اعلیٰحضرت نے فتاویٰ رضویہ کی دسویں جلد میں فروغ اہلسنت کے لئے دس نکات تحریر فرمائے ہیں، جو منصوبہ بندی اور پلاننگ میں اپنی مثال آپ ہے۔ انھوں نے مذہبی اور سیاسی سطح سے رہنمائی فرمائی ہے۔

جناب غیاث الدین ایڈوکیٹ (دہلی) نے کہا کہ امام احمد رضا ۱۰۸ علوم و فنون پر کامل مہارت رکھتے تھے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آپکی تصانیف کو مختلف زبانوں میں تراجم کر کے شائع کئے جائیں انھوں نے ضلع بہرائچ شریف کے اپنے ذاتی دورے کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ضلع اور شہر میں علماء کرام حسب حیثیت علم دین کی خدمت اور مسلک سے اہلسنّت کے فروغ کے لئے انتھک جدوجہد کر رہے ہیں، جسکی وجہ سے پورا ضلع مذہبی رسم و رواج میں رچا بسا ہوا ہے۔ اور پورا علاقہ کا علاقہ سنّی ہے ایسی مذہبی حیثیت کسی دوسرے شہر میں دیکھنے کو نہیں ملی۔

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے پروفیسر ڈاکٹر ایم اے حفیظ کاردار نے اپنے طویل مقالہ میں کہا کہ اعلیٰحضرت کی شخصیت کو مجروح کرنے کے لئے انگریزی داں طبقہ میں "بریلویز" نام سے احسان الٰہی ظہیر کی کتاب البریلویۃ کا ترجمہ تقسیم کیا جا رہا ہے۔ یہ کتاب غیر معیاری انگریزی زبان میں بے بنیاد اور لغو باتوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ بغض و حسد نکالنے کے لئے ایک ذات اعلیٰحضرت کی ہے جس کو دیکھ کر وہ بہتان تراشی اور الزامات عائد کئے جا رہے ہیں یہ سب کچھ اعلیٰحضرت کی مقبولیت سے خوف زدہ ہیں اس لئے کہ اعلیٰحضرت نے باطلوں کے قلعے مسمار کر دیئے ہیں۔ اعلیٰحضرت نے عشق رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ڈوب کر نعتیں لکھیں، جن کا چرچہ ہر چہار جانب ہے۔ حدائق بخشش ہر شخص کی الماری میں ملیگی میلاد خوان حضرات اور مقررین حدائق بخشش کے اشعار سے اپنے بیان و کلام میں زور پیدا کرتے ہیں

ہمدرد یونیورسٹی دہلی میں شعبہ تقابل ادیان اسلامک اسٹڈیز کے سربراہ ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم نے اپنی معلوماتی اور تاریخی تقریر میں فرمایا کہ جس رفتار سے اعلیٰحضرت پر کام ہو رہا ہے اسمیں اور مزید تیزی کی ضرورت ہے۔ قادیانیوں کا رد سب سے پہلے فاضلِ بریلوی نے کیا پھر بعد میں اور دیگر جگہوں سے تحریکیں چلیں۔ بہائیت، نجدیت اور وہابیت کے فتنوں سے اُمت مسلمہ کو بچانے کے لئے قلم اور قرطاس کے میدان سے اسلام کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہے۔ اسی وجہ سے آپکو مجدّدِ اسلام اور مجدّدِ اعظم کہا جاتا ہے کہ عہدِ رضا میں جتنے فتنوں کا صدور ہوا اس پر بندھ باندھنے کے لئے آپ آگے آئے اور سب کا قلع قمع کر دیا۔

دارالعلوم وارثیہ لکھنؤ کے مفتی مولانا عبدالحکیم نوری نے کہا آپکی شخصیت کو پہچاننے کے لئے علم کا سمندر چاہیئے، چونکہ وہ تنہا ذات مجمع البحرین تھی۔

انجمن فیضِ رضا کولمبو (سری لنکا) کے خزانچی الحاج احمد توفیق حاجی بابو نے اپنے انگریزی کے مقالہ میں کہا کہ اعلیٰحضرت علم و ادب اور ماہرِ فنون کے ساتھ ہی ساتھ علم روحانی اور ولایت کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے۔ انھوں نے مارہرہ شریف کے اولیاءِ کرام سے فیوضِ روحانی حاصل کیا اور قطبیت کے درجہ پر فائز رہے انکی نگاہِ ولایت میں اتنا اثر تھا کہ اگر کسی کو ایک نظر دیکھ لیا تو اسکی دنیا بدل دی۔

امام احمد رضا کانفرنس میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے تشریف لائے لبنان (بیروت) کے مشہور عالم دین اور سنی رہنما فضیلت الشیخ علامہ عبدالقادر الفاکہانی نے اپنی جوشیلی عربی تقریر میں فرمایا کہ میری خوش نصیبی ہے کہ مجھے بریلی شریف کی سرزمین اور علماءِ کرام کی محفل میں آنے کا موقع ملا مجھے فخر ہے کہ سنیوں کے امام اور عالمِ اسلام کے قائد امام احمد رضا بریلوی ایک بہت بڑے مشہور جید اور متبحر عالم دین تھے جنہوں نے حق کو بلند کرتے ہوئے وہابیوں کے خلاف دنیا کے کروڑوں سنی مسلمانوں کو ایک ایسا مرکز دیا جسے بریلی شریف کے نام سے جانا جاتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ وقت کا بڑے سے بڑا فتنہ چاہے اپنے چہرے پر کتنا ہی خوبصورت نقاب ڈال کر سامنے آیا ہو، اعلیٰحضرت کے قلم سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر رہ گیا۔

علامہ شیخ عبدالقادر فاکہانی نے کہا کہ موجودہ دور میں باطل فتنے نئے خول پہنکر عرب ممالک میں آرہے ہیں۔ جیسے ندوی جو اپنے آپ کو سنی کہتے ہیں مگر یہ بھی جہنمی ہیں جیسے کہ وہابی و دیوبندی ہیں۔ مسلمان ان سنی نما لوگوں سے بچیں حقیقت یہ ہے کہ یہ فتنے یہودیوں کی مدد سے چل رہے ہیں

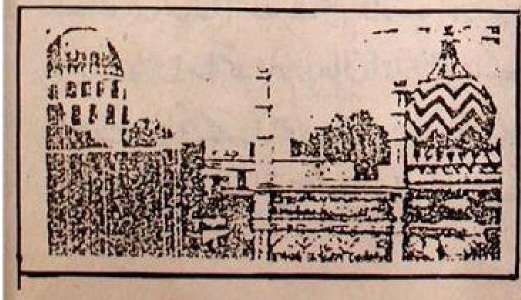
یہ یاد رہے کہ شیخ فاکہانی کا اردو ترجمہ مولانا شاہ الحمید حسن ملباری (مہتمم جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء دہلی) اور مفتی قدرت اللہ رضوی (براؤن شریف) نے کیا تھا

مرکز ثقافۃ سنیہ کالی کٹ کے بانی اور جمعیۃ العلماء اہلسنت کے جنرل سکریٹری علامہ شیخ ابوبکر بن احمد ملباری نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ چند سالوں سے جنوبی ہند اور شمالی ہند علماء کرام کے آپسی تال میل کی وجہ سے اہلسنت وجماعت کو کافی تقویت پہنچی ہے اور اب آئندہ متفقہ طور پر ایک لائحہ عمل بنا کر پورے ملک میں دورہ کیا جائے گا۔ تاکہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے۔

حضرت علامہ سید ظہیر احمد زیدی نے صدراتی تقریر میں فرمایا اس طرح کی کانفرنس کا انعقاد ہونا اچھی علامت ہے، کیونکہ ہمارے علماء کرام نئے انداز سے علم دین کی روشنی میں اپنے مسائل کو حل کرنے کی سوچ رہے ہیں

حضور جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم العالیہ نے بھی خطاب فرمایا۔ اور حضرت نے صلوٰۃ و سلام پڑھ کر کانفرنس کا اختتام کیا۔ اس سے قبل راقم السطور (محمد شہاب الدین رضوی) نے علماء کرام، اور اراکین جماعت رضائے مصطفیٰ کا شکریہ ادا کیا۔

امام احمد رضا کانفرنس کی نظامت کے فرائض بریلی کالج بریلی میں شعبہ عربی و فارسی کے صدر ڈاکٹر پروفیسر محمود حسین بریلوی نے بحسن و خوبی انجام دیئے۔ شرکت کرنے والے مشہور علماء ومفتیان کرام اور ریسرچ اسکالروں میں ڈاکٹر جمیل احمد نوری (علی گڑھ) مولانا مبارک حسین مصباحی (ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور) مفتی انور علی رضوی (بنگلور) مولانا سید آل رسول حبیبی (کلکتہ) مولانا الحاج محمد سعید نوری (جنرل سکریٹری رضا اکیڈمی بمبئی) حاجی توفیق احمد رضوی (صدر مراٹھواڑا رضا اکیڈمی) مولینا شعیب رضا مصباحی (اسلامی مرکز دہلی) مولانا نسیم احمد (جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی) مفتی شمس الدین (بہرائچ) مولانا صدیق حسن قادری (ایڈیٹر المسعود بہرائچ) علامہ شیخ عبد القادر (کیرالا) مولانا شاہ الحمید حسن ملباری (دہلی) حاجی ادریس الحاج ابوبکر پٹیل (سابق صدر مدرسہ فیض رضا کولمبو) مولانا اعجاز احمد رضوی (دھونرہ ضلع بریلی) مفتی ولی محمد رضوی (امیر سنی تبلیغی جماعت بانسی ناگور)



ضیائے قرآن



قَالُوْا اَنُؤْمِنُ الخ۔

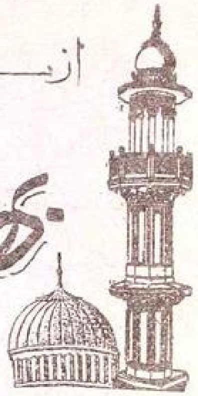
ترجمہ۔ تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں ف۱ سنتا ہے وہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں ف۲ اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں ف۳ تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو یوں ہی ہنسی کرتے ہیں ف۴ اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے ف۵ (جیسا کہ اسکی شان کے لائق ہے) اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی۔

تفسیر:۔ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کو برا کہنا اہلِ باطل کا قدیم طریقہ ہے آج کل کے باطل فرقے بھی پہلے بزرگوں کو برا کہتے ہیں روافض خلفائے راشدین اور بہت صحابہ کو خوارج حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انکے رفقاء کو غیر مقلد ائمہ مجتہدین بالخصوص امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو وہابیہ بکثرت اولیاء و مقبولان بارگاہ کو مرزائی انبیاء سابقین تک کو قرآنی (چکڑالوی) صحابہ و محدثین کو نیچری تمام اکابرین کو برا کہتے اور زبان طعن دراز کرتے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ سب گمراہی میں ہیں اس میں دیندار عالموں کے لئے تسلی ہے کہ وہ گمراہوں کی بدزبانیوں سے بہت رنجیدہ نہ ہوں سمجھ لیں کہ یہ اہلِ باطل کا قدیم دستور ہے (مدارک) ف۲ منافقین کی یہ بدزبانی مسلمانوں کے سامنے نہ تھی۔ اِن سے تو وہ یہی کہتے تھے کہ ہم باخلاص مومنین ہیں۔ جیسا کہ اگلی آیت میں ہے اذا لقوا الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا یہ تبرا بازباں اپنی خاص مجلسوں میں کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کا پردہ فاش کردیا (خازن) اسی طرح آج کل گمراہ فرقے مسلمانوں میں اپنے خیالات فاسدہ کو چھپاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ انکی کتابوں اور تحریروں سے انکے راز فاش کردیتا ہے اس آیت سے مسلمانوں کو خبردار کیا جاتا ہے کہ بیدینوں کی فریب کاریوں سے ہوشیار رہیں دھوکا نہ کھائیں ف۳ یہاں شیاطین سے کفار کے وہ سردار مراد ہیں جو اغوا میں مصروف رہتے ہیں (خازن و بیضاوی) یہ منافق جب ان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں اور مسلمانوں سے ملنا محض برائے فریب و استہزاء اس لئے ہے کہ ان کے راز معلوم ہوں اور ان میں فساد انگیزی کے موقع ملیں (خازن) ف۴ یعنی اظہار ایمان تمسخر کے طور پر کیا یہ اسلام کا انکار ہوا مسئلہ۔ انبیاء علیہم السلام اور دین کے ساتھ استہزاء و تمسخر کفر ہے

(بقیہ آئندہ)

از ــــ مفسرِ اعظمِ ہند علیہ الرحمہ

بہارِ حدیث



حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ارواح مومنین و مومنات اپنے گھروں پر آیا کرتی ہیں۔ ہر شب جمعہ اور روز جمعہ اور ہر عید کے دن اور دسویں محرم اور شب برأت میں تو کھڑی ہوتی ہیں اپنے گھروں کے دروازوں پر اور غمگین آواز سے پکارتی ہیں اے ہمارے اہل و اولاد و اقربا ہم پر رحم کرو۔ صدقہ دیکر ہمیں مت بھول جاؤ۔ ہماری غربت پر رحم کرو ہماری تنگی قبر و غم و رازو احتیاج سخت پر رحم کرو یہ مال جو تمہارے پاس ہے اگر ہم خرچ کر دیتے تو تمہارے پاس نہ ہوتا اور ہم اس کے بار میں سوال نہ کیے جاتے اور عذاب نہ دے جاتے، پھر مایوس ہو کر بددعا کرتی ہوئی واپس جاتی ہیں، اے خدا محروم کر انھیں ایسا ہی جیسا انھوں نے ہمیں محروم کیا دعا و صدقہ و خیرات (ایصالِ ثواب) سے اور صدقہ کیا ہے۔ تو حدیث میں آیا کُلُّ معروفٍ صدقۃٌ۔ ہر بھلائی ہر نیکی صدقہ ہے۔ تسبیح صدقہ ہے، تحمید صدقہ ہے، کلمہ طیبہ صدقہ اور صدقہ غضب رب کو بجھا دیتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ جتنا آگ پانی کو بدعت کہنا بدعت، بدعت ممنوعہ وہ ہے جو قواعد شرعیہ کے خلاف ہو جس سے کوئی سنّت یا احکام شرع میں سے کوئی حکم بدل جائے۔ مسلم شریف ایصال الثواب الی الاموات میں میں دیکھ لو، ایصال ثواب کی کتنی مثالیں موجود ہیں اور دقائق الاخبار میں حضرت عائشہ سے حدیث ہے۔ مختصراً میت کہتی ہے، اے وارثو تمہیں قسم ہے خدا تعالیٰ کی میں نے کثیر مال جمع کیا اور تمہارے لئے چھوڑ دیا تم ہمیں مت بھول جانا۔ اپنی روٹی کے ٹکڑوں سے میں نے تمھیں قرآن پڑھایا، تو مت بھول جانا مجھے اپنی دعاؤں سے اور ابو قلابہ سے ہے کہ انھوں نے خواب میں دیکھا۔ قبرستان میں بعض ارواح کے سامنے نور کے طبق ہیں اور بعض کے آگے نہیں، تو وجہ پوچھی تو کہا میرا بیٹا ہے۔ غیر صالح نہیں دعا کرتا ہے میرے لئے اور نہیں صدقہ کرتا ہے۔ میری طرف سے اس لئے میرے لئے نور نہیں اور میں شرمندہ ہوں، اپنے پڑوسیوں کے درمیان تو ابو قلابہ نے اس کے بیٹے کو اسکی خبر دی، تو اس کے بیٹے نے توبہ کی اور اس کے لئے صدقہ کیا، تو پھر ابو قلابہ نے اس میت کو خواب میں دیکھا کہ اس کے لئے نور ہے، آفتاب سے زیادہ تو اس میت نے کہا اے ابو قلابہ خدا تعالیٰ تمہیں توفیق اور جزائے خیر دے

(زیارت قبور)

نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

از ـــــ اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بجھ گئیں جس کے آگے سب ہی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

جن کے تلووں کا دھوون ہے آبِ حیات
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

غمزدوں کو رضاؔ مژدہ دیجئے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

مدینے کو پیام

از ـــــ جانشینِ حضور مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں

اے صبا لے جا مدینہ کو پیام
عرض کر دے ان سے با صد احترام
اے مکینِ گنبدِ خضرا سلام
اے شکیبِ ہر دلِ شیدا سلام
اب مدینے میں مجھے بلوائیے
اپنے بیکس پر کرم فرمائیے
ہند کا جنگل مجھے بھاتا نہیں
بس گئی آنکھوں میں طیبہ کی زمیں
زندگی کے ہیں مدینے میں مزے
عشق جو چاہے مدینے کو چلے

خلد کی خاطر مدینہ چھوڑ دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں
اے خوشا بخت رسائے اخترؔ
باز آوردی گدا را بر درت

٭٭٭

باب استفتاء

مفتیٔ اعظم علامہ اختر رضا خانصاحب ازہری بریلوی



کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنّت اس مسئلہ میں کہ جو جمعہ کی اذانِ ثانی ہوتی ہے وہ اذان مسجد کے اندر دیجائے یا باہر فقہ و حدیث کی معتبر کتابوں سے جواب دیں۔

(۲) جمعہ کی اذان ثانی جو منبر کے سامنے ہوتی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد کے اندر ہوتی تھی یا باہر۔

(۳) خلفائے راشدین کے زمانہ میں اذانِ ثانی کہاں ہوتی تھی۔

(۴) فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں مسجد کے اندر اذان دینے کو منع فرمایا ہے اور مکروہ لکھا ہے۔

(۵) اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں اذان مسجد کے باہر ہوتی تھی اور ہمارے اماموں نے مسجد کے اندر اذان مکروہ فرمایا ہے تو ہمیں اسی پر عمل لازم ہے یا رسم و رواج پر اور جو رسم و رواج حدیث شریف اور احکام فقہ سب ——————— کے خلاف پڑجائے تو وہاں مسلمانوں کو پیروی حدیث و فقہ کا حکم ہے یا رسم و رواج پر اڑا رہنا۔

(۶) جن مسجدوں میں ایسے منبر بنے ہیں کہ ان کے سامنے دیوار ہے اگر مؤذن باہر اذان دے تو خطیب کا سامنا نہ رہیگا وہاں کیا کرنا چاہیئے۔

(۷) مسجد میں محراب اور منبر ایک دم نزدیک بنے ہوتے ہیں اور محراب کے سامنے دروازہ ہے اور دروازہ سے ہٹکر دو فٹ منبر کا نیچا حصّہ پڑتا ہے اگر دو فٹ ہٹکر باہر دروازہ پر منبر نظر آتا ہو۔ تو اذان دے سکتے ہیں یا نہیں

المستفتی

سیّد محمد عثمان غلام رسول رضوی مقام و پوسٹ
تعلقہ وڈگام ضلع بناس کنٹھا گجرات

الجواب:۔ حدودِ مسجد میں (خارج مسجد) اور خاص موضع صلاۃ میں کوئی اذان

جائز نہیں بلکہ مکروہ و ممنوع ہے ہندیہ میں خانیہ سے ہے۔ ینبغی ان یؤذن علی المئذنۃ او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد۔ ہدایہ وغیرہ میں ہے۔ اما المکان فی سألتنا فمختلف اس کے تحت فتح القدیر میں ہے ای المعہود اختلاف مکانہما اما الاقامۃ ففی المسجد ولا بد واما الاذان فعلی المئذنۃ فان لم تکن ثم ففی فناء المسجد وقالوا لا یؤذن فی المسجد طحطاوی میں قہستانی سے ہے یکرہ ان یؤذن فی المسجد واللہ تعالیٰ اعلم

۲، ۳:۔ دروازۂ مسجد پر اور کہیں منقول نہیں کہ کبھی اذان داخل مسجد کہی گئی ہو حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنن ابوداؤد میں مروی ہے۔ انہ کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر وعمر واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴ شرع کی پیروی لازم ہے اور رسم و رواج مخالف شرع کا اعتبار نہیں علماء فرماتے ہیں لاعبرۃ بالعرف المخالف للشرع واللہ اعلم

۵ تھوڑا ترچھا ہو کر امام کے سامنے کھڑا ہو اور اذان کہے یا دیوار میں جالی نکال لی جائے واللہ تعالیٰ اعلم۔

۶ یہاں پر کھڑے ہوکر اذان دینا جائز ہے

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری

صح الجواب واللہ تعالیٰ۔

قاضی عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

دار الافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

○

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ہمارے یہاں ایک قبرستان ہے جس کا کوئی متولی نہیں ہے یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ کس کا وقف کردہ ہے سارے گاؤں کے مسلمان ہی اسکی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ اسمیں بہت سے پیڑ خود رو پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہاں کے مسلمان کا جب کبھی انتقال ہوتا ہے تو اسی سے پیڑ کاٹ کر اسی کا پٹاؤ دیا جاتا ہے۔

۱، کیا یہ پٹاؤ دینا ہر امیر و غریب کے لئے جائز ہے یا نہیں۔ ہمارے یہاں کوئی دینی درسگاہ بھی نہیں ہے کیا اس کے پیڑ بیچ کر کے مدرسہ کی تعمیر میں لگا سکتے ہیں یا نہیں۔

۲، قبرستان میں رہنے کے لئے مکان بنانا کیسا ہے اور اسمیں بیت الخلاء کے گندے نالے بھی نکالے جا رہے ہیں۔ اور عام راستہ بھی اسی میں ہے

جب کہ ہم نے اپنی زندگی میں دیکھا کہ قبرستان میں
کوئی جگہ قبر سے خالی نہیں ہے جان بوجھ کر یہ کام
کیا جارہا ہے اور دنیوی تمام کام مثلاً، گاڑی بیل حتی
کہ ان کے کھانے کا چارہ بھی اس میں رکھتے ہیں
جب کہ پکے "سنی" مسلمان ہیں ایسے لوگوں کے لئے
شریعت کا کیا حکم ہے قرآن و حدیث کی روشنی
میں جواب دیں۔ فقط والسلام

المستفتی۔
شفیق احمد پیش امام دیوی پورہ ڈاکخانہ خاص
بایاں بھوجپور ضلع مرادآباد

الجواب:۔ خود رو پیڑ اگر ہرے بھرے ہوں تو
انھیں نہ کاٹنا چاہئیے اور خشک
پیڑوں کو کاٹنے میں حرج نہیں اور پیڑوں کے مالک
کا پتہ نہ ہو نہ اسکے ورثہ کی خبر ہو تو ان کو بیچ کر مصالح
مسلمین میں خرچ کرنا جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم
۲ ناجائز و حرام اور باقی امور مذکورہ بھی حرام
اشد حرام اور اس کے مرتکب سخت گناہ گار مستوجب
نار ہیں توبہ کریں واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری
۶ جمادی الآخرہ ۱۴۰۲ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم۔ قاضی عبدالرحیم بستوی

○

مکرمی سلام مسنون!
دراصل بات یہ ہے کہ (الف) کو اٹھتے بیٹھتے حق لا
الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کی عادت ہے یہ ایک
بار (ب) نے سنا تو وہ کہتا ہے کہ حق لا الہ الا اللہ نہیں
کہنا صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی کہنا چاہئے
اس پر الف پریشان ہے کہ کیا کرنا چاہیے حق سے
کہنا کہ چھوڑ دینا جواب طلب ہے۔

سائل
نیامل خاں چاند خاں موضع و پوسٹ کن گاؤں

الجواب:۔ دونوں طرح کہنا جائز ہے
واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
۶ جمادی الآخرہ ۱۴۰۲ھ

○

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین۔
اس مسئلہ میں کہ موضع گوری کے ہندو اور مسلمانوں
نے مشترک طور پر ایک کھیت خریدا اور اس کو
آزاد چھوڑ دیا پھر لگ بھگ سال بھر کے بعد مبلغ
۸۰۰ آٹھ سو روپیہ میں فروخت کر دیا گیا آدھی
قیمت مبلغ ۴۰۰ سو روپیہ ہندوں کو دیدیا گیا اور

۴۰۰ سو روپیہ مسلمانوں نے ایک جگہ جمع کر دیا
چار سو روپیہ ہنوز جمع ہے بھینسا کو چھوڑنے کا مقصد
سماجی کام میں لانا تھا اب کچھ لوگوں کی رائے ہوئی
کہ اس روپیہ کو تعمیر مسجد میں صرف کیا جائے
ایسی صورت حال میں وہ جمع شدہ رقم تعمیر میں
مسجد کے لگائی جا سکتی ہے یا نہیں۔ ازروئے
قرآن و حدیث و فقہ آگاہ فرمایا جاوے۔

المستفتی
محمد یٰسین سکریٹری برائے تعمیر جامع مسجد گوری
ڈاکخانہ گوری ضلع سیتامڑھی (بہار)

الجواب: جانور کو آزاد چھوڑ دینا مشرکانہ رسم ہے اور یہ ان کا خاص مذہبی شعار ہے جسمیں مسلمانوں کو شرکت حرام بلکہ کفر ہے حدیث میں ہے۔ من تشبہ بقوم فھو منھم جو جس قوم کی مشابہت پیدا کرے وہ انھیں میں سے ہے اور وہ عذر جو سوال میں درج ہوا کارگر نہیں ان لوگوں پر توبہ لازم ہے بعد توبہ انکی رقم مسجد میں انکی خوشی سے لگانا جائز واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری
۶ جمادی الاخرہ سنہ ۱۴۰۲ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم۔ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ

(بقیہ ثبوت جواز حلوہ)

جو دیوالی اور ہولی میں پوری کھیلیں یا اور کچھ کھانا پکاتے ہیں اس کا کھانا تو جائز اور درست ہے تو پھر ہمارا شب براءت کا حلوہ ناجائز کیونکر ہوگیا؟ آپنے شب براءت کا حلوہ کھانے والے کو نالائق اُمتی کہا ہے خیر یہ کوئی نئی بات آپ نے نہیں کہی ہے آپ کے ان جملوں کا ہدف کون کون شخصیتیں ہوئیں کاش جان لیا ہوتا سرور عالم صحابہ کرام نیز اسلاف عظام بہت پہلے ان باتوں کا نشانہ بن چکے ہیں کوئی نیا تیر آپ نے تھوڑی مارا ہے یہ تو آپ کی خاندانی و ملی وراثت ہے۔

آپ کے ان بیہودہ جملوں کی تاب لانا ایمانی غیرت رکھنے والے مسلمانوں کے لئے آسان نہیں لائق مضمون نگار نے مسلمانوں کو نالائق امتی ہونے کا فتویٰ بھی صادر فرمادیا پورے سواد اعظم آپ کی نگاہ میں نالائق ہیں آپکی جس لائقی ایمان کے دولت ہاتھ سے چلی جاتے مسلمان اس لائقی پر لعنت بھیجتے ہیں معاذاللہ صد بار معاذاللہ اگر آپ کی قوت برداشت جواب نہ دے چکی ہو تو ایک بار پھر اپنے گھر کی مشہور کتاب "بہشتی زیور" حصہ دوم مسئلہ نمبر ۲۶ کو اٹھا کر دیکھ لیں جس میں نجاست چاٹنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

مرتب: ــــــــ محمد عبد الرشید رضوی نوری بیلی بھیتی

نادرہ اقوال

از: حضرت علامہ سید عبد الواحد بلگرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱ مومن اپنا گناہ پہاڑ کی طرح جانتا ہے کہ اس پر گرا آرہا ہے اور منافق اپنی سرکشی کو مکھی کی طرح سمجھتا ہے کہ اس سے اڑجائیگی۔

۲ اگر گناہ گار اور عاصی اپنے گناہوں کو ندامت کے پانی سے نہ دھوتا رہے تو وہ ہلاک ہوجائے۔!

۳ سچائی نجات دلاتی ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔!

۴ حق پر ثابت قدم رہنا کرامت سے بڑھ کر ہے!

۵ دنیا دل میں ہو تو درد ہے اگر ہاتھوں میں ہو تو دوا ہے۔!

۶ جس نے دنیا چھوڑ دی وہ اس کا مالک ہوگیا اور جس نے دنیا اختیار کرلی وہ ہلاک ہوا۔!

۷ اگر تم چاہتے ہو کہ اڑنے والے پرندے بن جاؤ تو اس مردار دنیا کو گدھوں کے سامنے ڈال دو!

۸ ظالم کے چہرے کو دیکھنا قلب کو سیاہ کردیتا ہے!

۹ لالچی علماء اور حریص فقراء کی صحبت سے دور بھاگو!

۱۰ عزت قناعت کے شرف سے ملتی ہے اور ذلت لالچ کے راستہ آتی ہے!

۱۱ بڑی بڑی امیدیں باندھنا تنگ نظری کی نشانی اور حرص پڑنا بے ہنری کی دلیل ہے!

۱۲ میرے پیروں پر میرے بدن کا بوجھ ہو یہ اس سے اچھا ہے کہ کسی کے احسان کا بوجھ میرے سر پر ہو

۱۳ صبر کا خزانہ لقمان کا پسندیدہ ہے تو جسے صبر نہیں اسے عقل نہیں!

۱۴ اگر بہشت میں دیدار الٰہی کا وعدہ نہ ہوتا تو عارفوں کی زبانوں پر بہشت کا نام بھی نہ آتا!

۱۵ تو اگر لذتوں کو چھوڑنے کی لذت جان لے تو پھر نفس کی لذت نہ جانے!

۱۶ اکل حلال تمام عبادات کی اصل ہے!

۱۷ بندگی میں عوض کا لالچ اور عبادت میں اجر و ثواب پر نظر زہر قاتل ہے۔

۱۸ جو بے ہنر ہوتا ہے اس کی نظر دوسروں کے عیبوں پر پڑتی ہے! (سبع سنابل شریف)

عبادت کرنے والوں کے لئے وعدے

از:- محمد بدیع الزماں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہارون نگر پھلواری پٹنہ

خدائے تعالیٰ نے اسلامی نظام اخلاق کی بنیادیں قرآنی تعلیمات پر استوار کی ہیں جس کا معلم خود خدا ہے سورۂ لقمان کی پہلی پانچ آیات ہیں فرمایا گیا ہے۔

"یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں، ہدایت اور رحمت ہیں نیکوں کے لئے، وہ جو نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور آخرت پر یقین لائیں۔ وہی اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور اُن ہی کا کام بنا۔"

ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ یہ کتاب (قرآن) ہدایت اور رحمت ہے" نیکوں" کے لئے جن کی تین اہم صفات بیان فرمائی گئی ہیں۔ وہ یہ کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ ان تین صفات کا خصوصی ذکر لاکر خدائے تعالیٰ کو یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ باقی ساری نیکیوں کا دارومدار انہی تین چیزوں پر ہے۔ یہ تین خصوصیات ایک "نیکوکار" کے نفس میں ایک مستقل نظام فکر و اخلاق پیدا کر دیتی ہیں جن کے باعث اُن سے نیکی کا صدور باقاعدہ ایک ضابطہ کے مطابق ہوتا ہے اور اگر اُن سے بدی سرزد بھی ہوتی ہے تو محض ایک حادثہ کے طور پر کوئی گہرے محرکات ایسے نہیں ہوتے جو ان کے نظام فکر و اخلاق سے ابھرتے اور اُن کے اپنے اقتضائے طبع کو برائی کی راہ پر لیجاتے ہوں۔ ان تین خصوصیات میں نماز کی وجہ سے انسان کے اندر خدا پرستی اور خدا ترسی مستقل عادت بن جاتی ہے، زکوٰۃ کی وجہ سے ایثار و قربانی کا جذبہ مستحکم ہوتا ہے اور آخرت پر یقین کی وجہ سے اُنکے اندر ذمہ داری اور جوابدہی کا احساس ابھرتا ہے۔ یہ ہیں وہ بنیادیں جن پر خدائے تعالیٰ نے اسلامی نظام اخلاق استوار کیا ہے

اس اسلامی نظام اخلاق کی تفریح مختلف مواقع پر مختلف طریقوں سے مکمل ہدایات اور احکامات کے ساتھ قرآن میں کی گئی ہے۔ زندگی کے ہر پہلو پر اخلاقیات کا درس دیا گیا ہے جس کا مقصود یہ ہے کہ ان اخلاقِ فاضلہ سے اسلامی معاشرہ آراستہ ہو جس سے پوری جماعت میں "احسان" کا جذبہ

پیدا ہو۔ سورۃ النحل کی آیت ۹۰ میں تین بھلائیوں کا ذکر وارد ہوا ہے۔ عدل، احسان اور صلۂ رحمی "احسان" سے مراد صرف نیک برتاؤ، فیاضانہ معاملہ ہمدردانہ رویہ اور رواداری ہی نہیں بلکہ خوش خلقی اور ایک دوسرے کا پاس و لحاظ بھی شامل ہے احسان کی روش معاشرے کو صرف ناگواریوں اور تلخیوں ہی سے نہیں بچاتی بلکہ یہ روش خوش گواریاں اور شیرینیاں بھی پیدا کرتی ہے اور یہ ساری صفات صرف نیکوکاری پر منحصر ہے۔ جس میں "غیبت" سے اجتناب بھی شامل ہے جو اس مضمون کا موضوع ہے۔ کیونکہ اس گناہ کے مرتکب شعوری اور لاشعوری طور پر بہت لوگ ہوا کرتے ہیں جو معاشرہ میں بہت فتنہ و فساد کا باعث بن جاتا ہے

"غیبت" کی تعریف یہ ہے کہ آدمی کسی شخص کے پیٹھ پیچھے اس کے متعلق ایسی بات کہے جو اگر اُسے معلوم ہو تو اس کو ناگوار گزرے"۔ یہ تعریف خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت جسے مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور دوسرے محدثین نے نقل کیا ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے غیبت کی یہ تعریف بیان فرمائی ہے۔

"غیبت یہ ہے کہ "تو اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرے جو اسے ناگوار ہو"۔ عرض کیا گیا کہ اگر میرے بھائی میں وہ بات پائی جاتی ہو جو میں کہہ رہا ہوں تو اس صورت میں آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا: اگر اس میں وہ بات پائی جاتی ہو تو تو نے اس کی غیبت کی، اور اُس میں موجود نہ ہو تو تو نے اس پر بہتان لگایا"۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کے خلاف اس کے پیٹھ پیچھے الزام لگانا بہتان ہے اور کسی کے عیوب بیان کرنا خواہ اُسے صریح الفاظ میں کیا جائے یا اشارہ و کنایہ میں بہر صورت حرام ہے۔ اگر یہ فعل خواہ آدمی کی زندگی میں کیا جائے یا اس کے مرنے کے بعد اس کی حرمت دونوں صورتوں میں یکساں ہے۔

اس حرمت سے مستثنیٰ صرف وہ صورتیں ہیں جن میں کسی شخص کے پیٹھ پیچھے یا اس کے مرنے کے بعد اس کی برائی بیان کرنے کی کوئی ایسی ضرورت لاحق ہو جو شریعت کی نگاہ میں ایک صحیح ضرورت ہو اور وہ ضرورت غیبت کے بغیر پوری نہ ہو سکتی ہو اور اس کے لئے اگر غیبت نہ کی جائے تو غیبت کی

بہ نسبت زیادہ بڑی برائی لازم آتی ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس استثنا کو اصولاً یوں بیان فرمایا ہے

"بدترین زیادتی کسی مسلمان کی عزت پر ناحق حملہ کرنا ہے۔ (ابوداؤد)

اس ارشاد میں ناحق کی قید یہ بتاتی ہے کہ "حق" کی بنا پر ایسا کرنا جائز ہے پھر خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے طرزِ عمل میں ہم کو چند نظیریں ایسی ملتی ہیں جن سے معلوم ہوجاتا ہے کہ "حق" سے مراد کیا ہے اور کسی قسم کے حالات میں غیبت بقدرِ ضرورت جائز ہوسکتی ہے

سنتِ رسول اللہ علیہ وسلم کی نظیروں سے استفادہ کرکے فقہاء و محدثین نے یہ قاعدہ اخذ کیا ہے کہ غیبت اس صورت میں جائز ہے جب کہ ایک صحیح (یعنی شرعاً صحیح) غرض کے لئے اس کی ضرورت ہو اور وہ ضرورت اس کے بغیر پوری نہ ہوسکتی ہو۔ پھر اسی قاعدے پر بنا رکھتے ہوئے علماء نے غیبت حسب ذیل صورتوں میں جائز قرار دی ہیں۔

(۱) ظالم کے خلاف مظلوم کی شکایت اگر اس سے ظلم کو دفع کرنے کی صورت نکلتی ہو۔

(۲) اصلاح کی نیت سے

(۳) استفتاء کی غرض سے

(۴) لوگوں کو کسی شخص یا اشخاص کے شر سے خبردار کرنا تاکہ وہ اس کے نقصان سے بچ سکیں

(۵) ایسے لوگوں کے خلاف علی الاعلان آواز بلند کرنا اور اُن کی برائیوں پر تنقید کرنا جو فسق و فجور پھیلا رہے ہوں، یا بدعات اور گمراہیوں کی اشاعت کر رہے ہوں، یا خلقِ خدا کو بے دینی اور ظلم اور ظلم و جور کے فتنوں میں مبتلا کر رہے ہوں

(۶) جو لوگ کسی بڑے لقب سے اس قدر مشہور ہو چکے ہیں کہ وہ اس لقب کے سوا کسی اور لقب سے پہچانے نہ جاسکتے ہو اُن کے وہ لقب استعمال کرنا بغرض تعریف نہ کہ بغرض تنقیص۔

اُن مستثنیٰ صورتوں کے ماسوا پیٹھ پیچھے کسی کی بدگوئی کرنا مطلقاً حرام ہے۔ یہ بدگوئی اگر سچی ہو تو غیبت ہے، جھوٹی ہو تو بہتان ہے اور دو آدمیوں کو لڑانے کے لئے ہو تو چغلی ہے۔ شریعت ان تینوں چیزوں کو حرام کرتی ہے۔ اسلامی معاشرے میں ہر مسلمان پر یہ لازم ہے کہ وہ جھوٹی تہمت کی تردید کرے اور اگر کسی جائز شرعی ضرورت کیلئے کی جا رہی ہو تو اس فعل کے مرتکبین کو خدا سے ڈرائے اور اس گناہ سے باز رہنے کی تلقین کرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

"اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی حمایت ایسے موقع پر نہیں کرتا جہاں اس کی

تذلیل کی جارہی ہو اور اسکی عزت
پر حملہ کیا جارہا ہو تو اللہ تعالیٰ بھی،
اس کی حمایت ایسے مواقع پر نہیں
کرتا جہاں وہ اللہ کی مدد کا خواہاں ہو
اور اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی،
حمایت ایسے موقع پر کرتا ہے جہاں
اسکی عزت پر حملہ کیا جارہا ہو اور اس
کی تذلیل و توہین کی جارہی ہو تو اللہ
عزّوجل اسکی مدد ایسے مواقع پر کرتا
ہے جہاں وہ چاہتا ہے کہ اللہ اس کی
مدد کرے"۔ (ابوداؤد)

غیبت صرف گناہ ہی نہیں یہ شریعت محمدی
میں ایک کریہہ فعل ہے خدائے تعالیٰ جب سورۃ الحجرات
کی آیت ۱۲ میں یہ فرمایا کہ:۔

لَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا۔ (تو ایک دوسرے
کی غیبت نہ کرو)

تو اس فقرے کے بعد ہی اسی آیت میں ارشاد
ہے کہ:۔

"کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے
ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں
گوارا نہ ہوگا۔ اور اللہ سے ڈرو بیشک
اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے

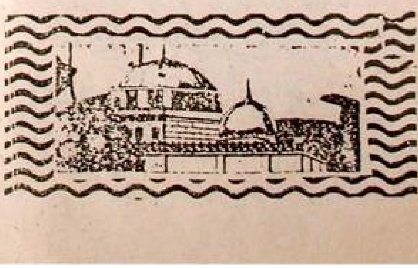
اس فقرہ میں اللہ تعالیٰ نے اس فعل کو انتہائی
گھناؤنا ہونے کا تصور دلایا ہے۔ اس تشبیہ کو سوالیہ
انداز میں پیش کرکے خدائے تعالیٰ نے ہر شخص کے
ضمیر کو جھنجوڑا ہے کہ وہ اپنے ضمیر سے پوچھ کر خود فیصلہ
کرے کہ آیا وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے
کے لئے تیار ہے؟ اگر نہیں ہے اور اس کی فطرت
اس چیز سے گھن کھاتی ہو کہ وہ کسی مردار جانور کا نہیں
بلکہ مرے ہوئے انسان تک کا گوشت کھانے کو تیار
نہیں تو آخر وہ کیسے پسند کرتا ہے کہ اپنے ایک مومن
بھائی کی غیر موجودگی میں اسکی عزت پر حملہ کرے جہاں
وہ اپنی مدافعت نہیں کرسکتا اور جہاں اس کو یہ خبر
تک نہیں کہ اسکی بے عزتی کی جارہی ہے۔؟

ابوداؤد میں روایت ہے کہ ماعز بن
مالک اسلمی کو جب زنا کے جرم میں رجم کی سزا دی
گئی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے راہ چلتے ایک صاحب
کو اپنے دوسرے ساتھی سے یہ کہتے سن لیا کہ اس
شخص کو دیکھو، اللہ نے اس کا پردہ ڈھانک دیا تھا
مگر اس کے نفس نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا جب تک
یہ کتے کی موت نہ مار دیا گیا" کچھ دور آگے جاکر راستے
میں ایک گدھے کی لاش سڑتی ہوئی نظر آئی۔
حضور صلے اللہ علیہ وسلم رک گئے اور فرمایا، اترئیے
اور اس گدھے کی لاش تناول فرمائیے"۔ ان دونوں

نے عرض کیا: "یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، اسے کون کھائے گا؟ فرمادیا:-

"ابھی ابھی آپ لوگ اپنے بھائی کی عزت پر جو حرف زنی کر رہے تھے وہ اس گدھے کی لاش کھانے سے بہت زیادہ بری تھی"۔

چونکہ خدا توبہ قبول کرنے اور معاف فرمانے والا اس لئے غیبت کرنے والے کو جس وقت یہ احساس ہوجائے کہ وہ اس گناہ کا ارتکاب کر رہا ہے یا کرچکا ہے اس کا پہلا فرض ہے کہ اللہ سے توبہ کرے اور اس حرام فعل سے رک جائے اور ساتھ ساتھ حتی الامکان اس کی تلافی کرے اگر اس نے کسی مرے ہوئے آدمی کی غیبت کی ہو تو اس کے حق میں کثرت سے دعائے مغفرت کرے۔ اگر اس نے کسی زندہ آدمی کی غیبت کی ہو تو اُن لوگوں کے سامنے اس کی تردید کرے جس کے سامنے وہ یہ بہتان تراشی کرچکا ہے۔ اور اگر سچی غیبت کی ہو تو پھر آئندہ بھی اُس کی برائی نہ کرے اور اس شخص سے معافی مانگے جس کی اس نے برائی کی ہے۔



محترم .... سلام مسنون

گلاب کا ننھا سا پودا جوانی کی منزل پہ پہونچ کر سرسبز ہوجاتا ہے۔ شاخوں پر کلیاں کھلتی ہیں۔ اور پھول مسکراتے ہیں۔ جنکی خوشبو سے فضا معطر ہوجاتی ہے۔ عائشہ اکاڈمی ایک پودا ہے گلاب کا اسکی آبیاری کر رہے ہیں ایک دن یہ پودا بھی پھولوں سے مُسکرا اٹھے گا۔ اور ہمارا معاشرہ اسکی خوشبو سے معطر ہوجائے گا عائشہ اکاڈمی کی جانب سے ایک تعارفی میگزین شائع کرنے کا عزم ہے۔ عناوین حاضر ہیں۔ کسی بھی عنوان پر اپنے قلمی تاثرات قلمبند فرمائیں۔ ہم آپکے بیحد شکرگذار ہوں گے۔

عناوین

(۱) اداریہ
(۲) عائشہ اکاڈمی کے مقاصد
(۳) عورت اور مقصدِ تخلیق
(۴) عورت کی تعلیم و تربیت
(۵) نئی پود کی آبیاری
(۶) نئے معاشرہ کی تعمیر

عائشہ اکاڈمی بائسی، پورنیہ، بہار

از:۔ ——— مولانا تحسین رضا دیناجپوری مسجد اجیت مل کوٹلہ اٹاوہ

تذکرہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

آپ کا نام نعمان کنیت ابوحنیفہ اور لقب امام اعظم وامام المسلمین ہے۔ آپ فارس کے بادشاہ نوشیرواں کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے دادا مشرف با اسلام ہو کر کوفہ شہر میں سکونت پذیر ہوئے۔ وہیں آپ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے آپ کے باپ ثابت اپنے بچپن کے زمانہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے گئے۔ تو آپ نے ان کے لئے اور ان کی اولاد میں خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ آپ کے وقت میں تقریباً بائیس صحابہ زندہ تھے جن میں سے سات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آپکی ملاقات ثابت ہے۔ خصوصاً حضرت انس ابن مالک، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت عبداللہ بن اوفی، حضرت معقل بن یسار اور حضرت واثلہ بن الاسقع ہے۔ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت انس و حضرت جابر و حضرت واثلہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آپ نے حدیثیں بھی روایت کی ہیں۔ حدیث شریف میں آپکے متعلق بشارت دی گئی ہے جیسا

کہ محدث وقت حضرت علامہ جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اس حدیث شریف میں بشارت دی ہے جیسے ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَوْ کَانَ العِلْمُ بِالثُّرَیَّا لَتَنَاوَلَہٗ رِجَالٌ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ۔ یعنی اگر علم ثریا پر پہنچ جائے تو فارس کے جواں مردوں میں سے ایک جواں مرد ضرور اس تک پہنچ جائے گا = (تبیض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ اردو ص ٦) اور حضرت ابوہریرہ کی وہ حدیث جس کے اصل الفاظ صحیح بخاری اور مسلم میں یہ ہیں۔ لَوْ کَانَ الاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَتَنَاوَلَہٗ رِجَالٌ مِنْ فَارِسَ۔ یعنی اگر ایمان ثریا کے نزدیک پہنچ جاتے تو مردان فارس اس تک ضرور پہنچ جائیں گے (ایضاً) اور تحریر فرماتے

ہیں کہ معجم طبرانی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ نَاسٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ ۔ یعنی اگر دین ثریا میں معلق ہوجاتے تو یقیناً مردانِ فارس کے لوگ اسے حاصل کرلیں گے (ایضاً ص)

ان احادیث کریمہ میں "وابنائے فارس"، اور رجال فارس سے سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ، اور ان کے اصحاب مراد ہیں ۔ آپ نے چار ہزار مشائخ تابعین و تبع تابعین سے حدیث وفقہ حاصل کیا ۔ جن میں سے بعض حضرات کے نام یہ ہیں ۔ حضرت امام جعفر صادق، نافع مولیٰ بن عمر، موسیٰ بن ابی عائشہ، سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب، سعید سروق، سلمہ بن کہیل، سلیمان بن میران اعمش، طاؤس بن کیسان، عبداللہ بن دینار، عبدالرحمن بن ہرمز اعرج، عطاء بن یسار، محمد بن علی بن حسین بن علی المرتضیٰ، محمد بن عمرو بن الحسن بن علی المرتضیٰ، ولید بن سریح مولیٰ عمر بن الخطاب اور ہشام بن عروہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم

آپ نے تمام علوم کامل ہونے کے بعد گوشہ نشینی کا ارادہ فرمایا تو ایک رات آپ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے ۔ حضور نے ارشاد فرمایا اے ابوحنیفہ! آپ گوشہ نشینی کا ارادہ ہرگز نہ کریں ۔ اس بشارت کے بعد آپ درس و تدریس اور مسائل شرعیہ کے اجتہاد و استنباط میں مشغول ہوئے یہاں تک کے آپکا مذہب ساری دنیا میں پھیل گیا ۔ آپ کے شاگرد بے شمار ہوتے جن میں سے ساٹھ شاگردوں کا ذکر بعض محدثین نے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے ۔ ان میں سے چند بزرگوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں ۔ امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر، حسن بن زیاد لولوئی، ابو مطیع بلخی، عبداللہ بن مبارک وکیع بن جراح، زکریا بن ابی زائدہ، حفص بن غیاث نخعی، رئیس الصوفیہ داؤد طائی، یوسف خالد، اسد بن عمرو اور نوح بن مریم وغیرہم ۔ رضی اللہ عنہم سیدنا حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو مسائل کے اجتہاد اور احکام کے استنباط کی مشغولیت کے سبب روایت حدیث کا بہت کم موقع ملا جیسے کہ حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو امور خلافت کی مشغولیت کے سبب حدیث کی روایت کا اتفاق کم ہوا ۔ مگر اس کے باوجود حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی روایت کردہ حدیثوں کی پندرہ سندیں جمع کی گئی ہیں اور آپ کے شاگرد اکابر محدثین کے شیوخ میں شمار کئے گئے ہیں جیسے یحیٰ بن معین، وکیع بن جرح، مسعر بن کدام، عبداللہ بن مبارک، امام ابو یوسف، احمد بن حنبل اور بالواسطہ اصحاب صحاح ستہ یعنی امام بخاری اور امام مسلم وغیرہ بھی ۔

حضرت امام اعظم کی شاگردی سے باہر نہیں ہو سکتے (بزرگوں کے عقیدے ص ۳۶۲)

زرقانی شارح مؤطا نے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیثوں کی تعداد میں کئی قول نقل کئے ہیں۔ اول یہ کہ آپکی مرویات پانچ سو ہیں۔ دوسرے یہ کہ سات سو ہیں۔ تیسرے یہ کہ ایک ہزار سے کچھ زائد ہیں۔ چوتھے یہ کہ ایک ہزار سات سو ہیں۔ پانچویں یہ کہ چھ سو سرسٹھ ہیں اور غیر مقلدین جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو صرف سترہ حدیثیں پہنچی ہیں اور ثبوت میں ابن خلدون کا حوالہ پیش کرتے ہیں تو وہ سراسر غلط ہے۔ اس لئے کہ ابن خلدون کا عقیدہ نہیں ہے اور نہ اس کا قول ہے کہ بلکہ انھوں نے دوسرے کا قول حکایۃً نقل کیا ہے اور اغلب یہ ہے کہ اس نے سبعمأتہ لکھا تھا اور کاتب کی غلطی سے سبعۃ عشر ہو گیا۔ یا از راہ حسد قصداً ایسا کیا گیا۔ اس لئے کہ بقول حضرت ملا قاری حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے تراسی ہزار مسائل حل فرمائے ہیں جن میں سے اڑتیس ہزار عبادات سے متعلق ہیں اور باقی مسائل معاملات کے بارے میں ہیں تو اگر آپ کو سترہ حدیثیں پہنچی ہوتیں تو اتنے زیادہ مسائل آپ ہرگز حل نہیں کر سکتے تھے، نہ علامہ ذہبی شافعی تذکرۃ الحفاظ میں آپ کا ذکر حفاظ حدیث میں کرتے، نہ اکابر علماء حدیث آپ کو اپنا شیخ بنائے، نہ آپ کے لئے امام کا لقب تسلیم کرتے، نہ محدث زمانہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی شافعی اور دیگر علمائے سلف آپ کے فضائل و مناقب میں بڑی بڑی کتابیں لکھتے۔ غرض کہ غیر مقلدوں کا یہ پروپیگنڈہ کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو صرف سترہ حدیثیں پہنچی ہیں۔ بالکل جھوٹ ہے۔ اسے وہی شخص صحیح مان سکتا ہے جسے آپکے علم سے حسد ہو گا اور یا تو آپکے علم سے جاہل۔ جو آپ کی مرویات کو دیکھنا چاہیئے وہ مؤطا امام محمد، کتاب الدثار، کتاب الحج سیر کبیر اور حضرت امام ابو یوسف کی کتاب الخراج، کتاب الدمال محمد بن زیاد وغیرہا کا مطالعہ کرے۔ ان میں امام اعظم کی روایت کردہ کئی سو حدیثیں صحیح و حسن ملیں گی

آپ کی تصنیفات فقہ اکبر، کتاب الوصیۃ، کتاب العالم والمتعلم اور کتاب المفقود وغیرہ ہیں۔ آپ کا وصال ۲ شعبان ۱۵۰ھ میں ہوا۔ مزار اقدس بغداد شریف کے خیزراں قبرستان میں زیارت گاہ خاص و عام ہے جس پر سب سے پہلے سلطان ملک شاہ سلجوقی نے ۴۵۹ھ میں شاندار گنبد بنوایا ہے اور آپ کے آستانہ عالیہ پر حنفیوں کے لئے مدرسہ حنفیہ قائم کیا۔

(ماخوذ از تبییض الصحیفہ، خیرات الحسان، حدائق الحنفیہ

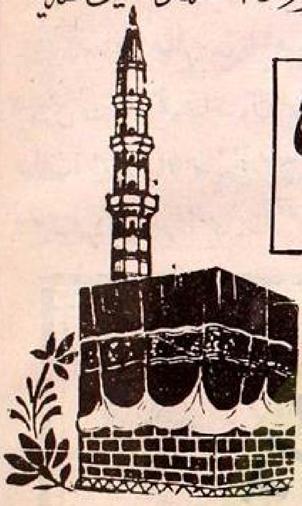


مفید المفتی، سوانحِ امام اعظم)
خداوند عالم سیّدنا حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی روحانی فیوضات تا دیر قیامت قائم و دائم رکھے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

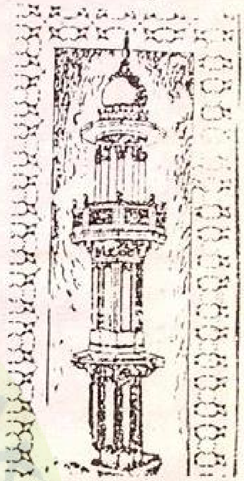
جانشین حضور مفتیٔ اعظم کی مصروفیات

مغربی بنگال کی راجدھانی کلکتہ کے احباب کے اصرار پر حضرت نے ۸ جولائی ۹۸ء کو کلکتہ کے لئے سفر فرمایا۔ اور ۹ جولائی کو خضر پور ۱۰، ۱۱ جولائی کو شانِ رسالت کانفرنس مٹیا برج، ۱۲ جولائی کو کنز الایمان کانفرنس برجو نالہ، ۱۳ جولائی کو جلیشور (اڑیسہ) ۱۴ جولائی کو حاجی نگر کے مختلف اجلاس میں شرکت فرمائی، ان تمام اجلاس میں فخرِ خاندانِ برکات حضرت سیّد شاہ نجیب میاں صاحب نائب سجادہ نشین مارہرہ شریف بھی شریک رہے۔ ہر جگہ علّامہ مفتی مجیب اشرف ناگپوری مولانا محمّد ایوب مظہر پورنوی اور مولانا سیّد آلِ رسول حبیبی کی تقریریں ہوئیں حضرت کے ہاتھوں ہزاروں کی تعداد میں داخلِ سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ ہوئے۔ (مظہر ربانی بیگ کلکتہ)

از:- ـــــــــ مولانا احمد حسین صدیقی بستوی



ثبوت جوازِ حلوہ



بنے ہم سنگ دل مجبور ہو کر اس ستمگر سے
جواب آخر ہمیں دینا پڑا پتھر کا پتھر سے

مورخہ یکم اپریل ۸۸ء کا اخبار اورنگ آباد ٹائمز نظروں سے گزرا جس کا عنوان شبِ براءت کے احکام و فضائل کے تحت، کسی مفتی عبدالروف نے مضمون لکھا ہے جس کو حافظ و قاری محبوب احمد نے ترتیب دیا ہے جس میں مساجد میں چراغاں کرنے نیز مساجد میں مجتمع ہو کر شب بیداری کرنے کو لہو و لعب قرار دیا ہے اور آگے چل کر حلوہ شب برات کو بدعت گردانتے ہوئے اس کے کرنے والوں کو نالائق اُمتی لکھا ہے جس کا تحقیقی جواب مندرجہ ذیل ہے ہم سنی مسلمان جو کہ ۲۷ رجب المرجب و شب براءت اور رمضان المبارک کے آخیر طاق عشرہ میں مساجد میں جو چراغاں (روشنی) کرتے ہیں جو مرتب کے شرع میں فضول خرچی بالفاظ دیگر حرام ہے جس کو ہم علمائے متقدمین کے کتابوں سے ثابت کر رہے ہیں۔

چراغاں کرنا:- اولاً مساجد کی زینت علامت ایمان ہے۔ صاحبِ تفسیر روح البیان نے زیر آیت اِنّما یعمرُ مساجد اللہ۔ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان نے سترہ سو قندیلیں بیت المقدس میں روشن کرنے کا حکم فرمایا اور مسجد نبوی شریف میں پہلے کھجور کی لکڑیاں جلا کر روشنی کی جاتی تھی پھر تمیم داری نے کچھ قندیلیں رسیاں اور تیل لائے ان کو مسجد نبوی کے ستونوں پہ لٹکا کر جلایا تو حضور اکرم نے فرمایا کہ "نورت مسجدنا نور اللہ علیک" تم نے ہماری مسجد کو روشن کر دیا اللہ تم کو نورانی رکھے اور حضرت عمر نے چراغاں کیا اور قندیلیں لٹکائیں حضرت علی نے فرمایا "نورت مسجدنا نور اللہ قبرکَ یا ابن الخطاب۔ اے عمر تم نے

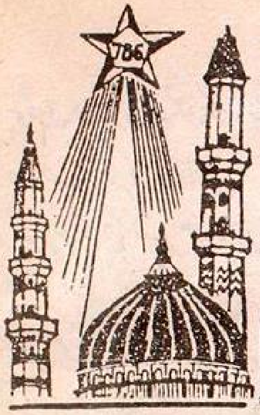
ہماری مسجد کو روشن کیا اللہ تمہاری قبر کو روشن کرے صاحب تفسیر کبیر نے بھی اسی آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ جو کوئی مسجد میں چراغ جلائے تو جب تک مسجد میں اسکی روشنی رہیگی فرشتے اور حاملین عرش اس کے لیئے دُعاءِ مغفرت کرتے ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے فتاوی رشیدیہ جلد دوم میں یہ لکھا ہے کہ عہدِ فاروقی میں بعض صحابہ بیت المقدس سے وہاں کی روشنی دیکھ کر آئے اور مسجد نبوی میں متعدد چراغ جلائے پھر مامون رشید بادشاہ نے عام حکم دیا تھا کہ مسجدوں میں بکثرت چراغ جلائے جائیں غرض کہ مسجد میں روشنی کرنا انبیا اور صحابہ کی سنّت ہے اس کو فضول خرچی سے تشبیہ دینے والے جاہل مطلق ہیں اور دیوبند کے صد سالہ جشن کو ہوئے زیادہ دن نہیں ہوئے اس غیر ضروری اسراف کا آپ کا کیا فتوا ہے ؟

رسم حلوہ کا ثبوت:۔ فقہ کے اس اصول سے کسی کو انکار کی جراٴت نہیں کی " الاصل فی الاشیاء الاباحت"، تمام چیزوں کی اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہے یعنی ہر چیز مباح وحلال ہے ہاں اگر کسی چیز کو شریعت منع کردے تو حرام وممنوع ہے ممانعت سے حرمت ثابت ہوگی تاکہ نئے ہونے سے حلوہ کے جواز کے لئے یہی کافی ہے کہ شرع میں اسکی ممانعت نہیں جس چیز کو اللہ اور اس کے رسول منع نہ فرمائیں خود اسے منع کرنا شارع بننا اور نئی شریعت گڑھنا ہے اور ہر مباح بنیت حسن سے مستحب ومستحسن ہو جاتا ہے کما فی بحر الرائق و المختار وغیرھما۔ امام محقق الاطلاق وغیرہ اکبر نے فرمایا کلُ مَاکان النخل فی الادب والاجلال "کان حسناً"، یعنی جو بات ادب وتعظیم میں جتنی دخل رکھتی ہے خوب ہے امام عارف باللہ عبد الوہاب شعرانی نے کتاب الجوار میں فرمایا ہے کہ ہم پر عہد لیے گئے ہیں کسی بھائی کو کسی ایسی چیز پر انکار نہ کرنے دیں جو مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب کے لئے نئی نکالی اور اچھی سمجھی ہو امام عارف باللہ سید عبد الغنی نے حدیقہ ندیہ میں فرمایا ہے کہ نیک بات اگرچہ بدعت ولو پیدا ہی ہوں اس کا کرنے والا سنّی ہی کہلائیگا نہ کہ بدعتی اسی لیئے کہ رسول پاک صلے اللہ علیہ نے نیک طریقہ پیدا کرنے والے کو سنّت نکالنے والا فرمایا ہے اور اچھی بدعت کو سنّت میں داخل فرمایا ہے

اب ہمارا سوال مضمون کے مصنف ومرتب صاحبان سے یہ ہے کہ اگر آپ ایک بھی آیت یا کوئی حدیث اپنے دعوے کی دلیل میں پیش کردیں تو صادق القول سمجھیں جائینگے :۔

افسوس صد افسوس ہے کہ حلوہ کو آپنے بدعت سمجھ لیا مگر کبھی آپ نے اپنے گھر کی بھی خبر لی کہ ہندو

(بقیہ ص نمبر ۱۳ پر)



حضور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ

از:- مظفر حسین صدیقی مدرسہ گلشن رضا دھونرہ بریلی

جب ہر طرف جہالت اور گمراہی کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ جہالت کے اندھیروں میں علم کی روشنی معدوم ہوچکی تھی پوری دنیا ضلالت اور بدیانتی کے عمیق غار میں پھنسی ہوئی تھی۔ کوئی کسی کا معاون نہیں تھا۔ ہر شخص خود غرضی کو اپنا آئین بنائے ہوئے تھا۔ نیکیوں اور اچھے اخلاق لوگ فراموش کر چکے تھے بدی اور بداخلاقیوں کی راہ پر انسان گامزن تھے یوں تو گمراہیوں کے یہ بادل دنیا کے ہر ایک حصہ پر چھائے ہوئے تھے مگر دنیا کا وہ خطہ جسے ہم عرب کہتے ہیں یہ تاریکیاں بہت بڑھی ہوئی تھیں۔ عربوں میں علم و تہذیب کا کوسوں پتہ نہ تھا۔ اخلاقی تہذیب اور شائستگی سے وہ اس قدر نابلد تھے کہ قتل، چوری ڈکیتی، لوٹ مار ان میں عام تھی۔ اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے تھے۔ مذہب کے تصور کا یہ عالم تھا کہ ان میں ہر ایک کا الگ الگ خدا تھا۔ عبادت کا یہ عالم تھا کہ وہ اور انکی عورتیں خانہ کعبہ کے سامنے برہنہ ہوکر ناچتی تھیں اور وہ ذرا بھی عار محسوس نہ کرتے تھے عرب کے خطے اور دوسرے حصے میں فرق یہ تھا کہ دنیا کے دوسرے حصے کے لوگ برائی کو برائی سمجھ کر کرتے تھے مگر عرب ہر عیب کو ہنر اور ہر برائی کو اچھا سمجھ کر اختیار کئے ہوئے تھے۔ عین اس زمانہ میں جب کہ ساری دنیا گمراہی اور جہالت کی لپیٹ میں آچکی تھی۔ ایسے عالم میں حضور رحمۃ العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس خاکدان گیتی پر جلوہ افروز ہوتے ہیں اور عمر شریف چالیسویں سال جب آپ نبوت کا اعلان فرماتے ہیں۔ تو سب سے پہلے جو پیغام آپ نے لوگوں کو دیا وہ یہ تھا کہ لوگو! یہ پتھر یہ چاند، سورج جس کو تم پوجتے ہو کوئی عبادت کے لائق نہیں! عبادت کے لائق وہی ایک ذات ہے جس نے چاند سورج اور دنیا کی ہر چیز کو پیدا کیا مدنی آقا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس پیغام حق سے کچھ لوگ ظلم پر اتر

آئے لیکن کچھ لوگوں نے اسلام کے ہمہ گیری پیغام کو اپنے سینے سے لگایا۔ رفتہ رفتہ اسلام کے شاداب چمن کی خوشبو پھیلتی گئی ہر طرف خدائے وحدہٗ لاشریک کے ماننے والے نظر آنے لگے۔ اور دنیا نے دیکھا کہ وہ قوم جو کبھی دریاؤں اور بڑے بڑے پتھروں کے تراشیدہ بتوں کو اپنا معبود تصور کر رہی تھی وہ آج خدائے تعالیٰ کے حضور اپنی جبین کو خم کر رہی ہے اور وہ قوم جس نے خود غرضی اور مطلب پرستی کو اپنا شعار بنا لیا تھا اس نے عفو درگزر اور رحم و کرم کو اپنا کردار بنا لیا ہے اور آقا کے دیئے ہوئے درس اخوت اور اخلاق حسنہ کو اپنی زندگی کا اہم جز تصور کرنے لگے ہیں اور یہ آقا کا حسن اخلاق ہی تھا کہ عرب کے بڑے بڑے مغرور حکمراں آپ کے اخلاق حسنہ سے متاثر ہو کر اسلام کی آغوش میں آگئے۔ اور آپ کے عفو درگزر اور خلق عظیم کا وہ نمونہ پیش کیا جس نے بڑے سے بڑے سنگ دل لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ آپ کی سیرت طیبہ کے اس پہلو کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ جو آپ کے خون کے پیاسے تھے جنھوں نے آپ کو ہر ممکن تکلیف پہونچانے کی کوشش کی وہ سرکش اور جانی دشمن جنھوں نے آپ کو اور آپ کے صحابہ کو تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور کر رکھا تھا اور یہ محاصرہ اتنا سخت تھا کہ اس محاصرے میں کھانے پینے کی کوئی چیز حلق کے نیچے اتارنے کو نہیں ملی درختوں کے پتے کھا کھا کر زندگی بسر ہوئی تھی اور جب شعب ابی طالب میں بچے بھوک اور پیاس سے بلبلاتے تو یہی قریش کے لوگ انکی آوازوں کو سن سن کر خوش ہوتے تھے .... لیکن جب مکہ فتح ہوا تو یہی ظالمین؛ آقا کے سامنے سرنگوں اور شرمسار کھڑے تھے اِن کا کردار ان کے سامنے تھا اور دل ہی دل میں ڈر رہے تھے کہ دیکھئے آج ہم سے کتنا سخت انتقام لیا جائے گا جتنا ظلم ہم نے کیا ہے اس سے کہیں زیادہ ہم سے اس کا بدلہ لیا جائے گا..... لیکن خلق عظیم کے اس پیکر پر قربان .... فرماتے ہیں کہ میں دنیا میں ظلم وستم کے لئے نہیں بلکہ رحمت بنکر آیا ہوں حسنِ اخلاق ہمارا شیوہ ہے ظلم کا انتقام ہمارا کردار نہیں جاؤ آج ہماری رحمت تم سب کو معاف کر رہی ہے۔ مشرکین مکہ کے منہ خوشی اور حیرت کے مارے کھل اٹھے آپ کے اس عفو درگزر سے ان پر یہ اثر ہوا کہ جو لوگ آپکے کردار پر شاکی تھے وہ آپکے اخلاق اور عفو و کرم کے قائل ہوگئے۔ اور ان میں سے اکثر اسلام کے ہمہ گیری پیغام کو اپنے سینے سے لگایا اور کلمہ پڑھ کر آقا کی غلامی کو اپنی زندگی کا طرۂ امتیاز تصور کرنے لگے۔ اور آپ کے حُسن اخلاق صرف اپنے ہی لوگوں کے ساتھ نہیں بلکہ غیرمسلموں کے ساتھ بھی یکساں ہوا کرتا ہے

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ مدینہ منورہ میں چند غیر مسلم آئے تو مدینہ کے لوگوں نے انکی ضیافت کے لئے انھیں اپنے گھر لے گئے۔ لیکن ان میں ایک ایسا شخص بھی تھا جو کثیر الجوازاک تھا اس کو اپنے گھر کوئی نہیں لے گیا جب حضور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو اپنے گھر لے گئے اور گھر میں کھانے کے لئے جو کچھ تھا آپ نے اس کے سامنے رکھ دیا وہ سب کا سب کھا گیا یہاں تک کہ آپکے گھر والوں کا بھی حصہ چٹ کر گیا رات کو جب وہ کمرے میں سویا تو اسے اجابت کی حاجت ہوئی تو اس نے شرارت سے کمرے ہی میں بستر کو گندہ کر دیا اور وہ اندھیرے ہی میں وہاں سے نکل گیا۔ جب صبح کمرے میں سرکار داخل ہوئے تو بستر پر گندگی کو دیکھا تو آپ نے اپنے دست مبارک سے خود اسے دھلنا شروع کیا ادھر وہ کافر جلا بازی میں اپنی تلوار کا ہیکل کمرے ہی میں بھول کر چلا گیا تھا راستے میں جب اسے خیال آیا تو وہ وہیں سے لوٹا کہ جا کر میں اپنا ہیکل لے لوں مگر دل میں ڈر بھی رہا تھا کہ مجھ پر غصہ ہونگے اور اس دانستہ حرکت کی مجھے سزا بھی دی جائے گی مگر جب وہ آقا کی بارگاہ میں واپس آیا اور جب آقا نے اس کو دیکھا تو کچھ کہنا تو درکنار آپ کی پیشانی پر بل بھی نہیں آئے بلکہ پہلے سے بھی زیادہ بااخلاق طریقے سے اس سے ملے اور اس کا ہیکل بھی اسے دے دیا اس نے یہ حرکت آقا کو ستانے کے لئے کی تھی۔ لیکن وہ آقا کے اخلاق کو دیکھکر بہت نادم ہوا اور آپ کے اس حُسن کردار اس پر اتنا گہرا اثر کیا کہ وہ فوراً کلمہ پڑھ کر آقا کی غلامی میں داخل ہو گیا یہ ہے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کی ایک جھلک ہمیں بھی اپنے آقا کے اخلاق کریمانہ سے درس حاصل کرنا چاہیئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام قارئین کو حضور کے اخلاق کریمانہ کے طفیل با اخلاق بنائے۔ آمین ثم آمین

جانشین حضور مفتی اعظم کا دورۂ یورپ

جانشین حضور مفتی اعظم فقیہ اسلام حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری نے آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء بمبئی کی دعوت پر جلوس غوثیہ کی قیادت فرمائی۔ پھر یورپ کے مختلف ممالک کے دورے پر روانا ہو گئے جہاں پر لندن، اسٹروڈم وغیرہ میں منعقد کانفرنس میں شرکت فرمائیں۔

(ادارہ)

از:۔ ________ مولانا حبیب النبی رضوی، نگلیہ عاقل رام پور۔

قرآن کے اوراق کو نذر آتش کرنے کا سنگین مسئلہ

قرآن کریم کے پچیسویں پارے کے آٹھ سادہ صفحات کا مسئلہ اس وقت پورے ضلع رامپور میں بحث کا موضوع بنا ہوا ہے اور اب یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح قریب کے اضلاع میں پھیلتی جارہی ہے۔ اس گمراہ کن خبر کی تشہیر میں جہاں عبد المجید اور اس کے گھر والوں کی جہالت ونادانی کو دخل ہے وہیں اخبارات کی غیر ذمہ دارانہ اشاعت اور مفتی کا بیان جلتی آگ پر تیل کا کام کر رہا ہے۔

اس لئے کہ اگر مفتی صاحب کی نظر میں عبد المجید کا بیان صحیح نہیں تھا اور قرآن کے صفحات سے حروف کا اڑنا قرآن وسنت کے خلاف تھا تو صاف صاف الفاظ میں اپنا موقف بیان کر دینا چاہئے تھا۔ عوام وخواص کو شک وشبہ میں ڈالنے اور مزید اضطراب وبیچینی بڑھانے کے لئے یہ جملہ کہنے کی قطعاً ضرورت نہ تھی کہ:۔

"میرے نزدیک یہ کوئی خاص بات نہیں اور نہ ہی اسے بحث کا موضوع بنایا جائے۔ قرآن پاک صرف کاغذوں میں ہی نہیں ــــ کڑوروں سینوں میں محفوظ ہے جو قیامت تک رہے گا۔ یہ پرنٹنگ کی غلطی بھی ہوسکتی ہے"۔

اب اگر مفتی صاحب کو قرآن کریم کے صفحات کا اڑنا تسلیم تھا ــــ تو عبرت ونصیحت ماننے سے انکار کیوں ــــ؟

ہمارے نمائندے نے حضرت علامہ سیّد شاہد علی صاحب قبلہ رضوی جمالی شیخ الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ رامپور سے جب اس سلسلہ میں رابطہ قائم کیا تو موصوف نے دو ٹوک الفاظ میں ارشاد فرمایا ــــ

(۱) اللہ تعالیٰ نے بندوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے دنیا میں کل ایک سو چار کتابیں بھیجیں جن میں چار بڑی اور سو چھوٹی ــــ ان ایک سو چار کتابوں میں صرف قرآن مقدس ہی اللہ تعالیٰ

کی وہ واحد کتاب ہے جو روزِ اوّل سے آج تک ہر طرح کی تحریف، تغیّر و تبدل اور کمی و زیادتی سے محفوظ ہے اور قیامت تک اسی طرح اس کا ہر لفظ ہر حرف، ہر زیر و زبر، پیش اور نقطہ محفوظ رہے گا
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

" بیشک ہم نے اتارا یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔"
(کنز الایمان پارہ ۱۴، سورہ حجرہ آیت ۹)

تفسیر ضیاء القرآن جلد دوم ص ۵۲۱ میں ہے

ہم جو سارے جہان کے خالق و مالک ہیں ہم جن کی فرمانروائی کا ڈنکا زمین و فلک فرش و عرش پر بج رہا ہے۔ ہم نے اس کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں ـــــ اس میں کسی قسم کی تحریف یا کمی و بیشی کا کوئی امکان نہیں۔ آج چودہ صدیاں قریب الاختتام ہیں اور دشمنانِ اسلام کی خواہشوں کوششوں اور سازشوں کے باوجود ایک آیت میں بھی ردّ و بدل نہیں ہو سکا ـــــ ایک نقطہ کی کمی بیشی اور زیر و زبر کا فرق بھی تو نہیں ہوا آج بھی لاکھوں انسان اسے اپنے سینوں میں محفوظ کئے ہوئے ہیں اگر خدانخواستہ سارے لکھے ہوئے قرآنی نسخے نایاب ہو جائیں تو پھر بھی یہ جوں کا توں محفوظ رہے گا ـــ اگر کوئی جابر سے جابر حکمران اور کوئی بڑے سے بڑے عالم اسے پڑھے زیر کو زبر سے بدل دے تو سات آٹھ سال کا بچہ اسے ٹوک دے گا۔ آج دنیا میں ایسی کتاب نہیں جس کا مصنف یا جس کے ماننے والے اس کے متعلق یہ دعویٰ کر سکتے ہوں۔ مذہبی صحائف جو دنیا کی مختلف قوموں کی عقیدت کا مرکز ہیں ان کے ماننے والوں کا بھی یہ دعویٰ نہیں کہ ان کے مذہبی صحیفے ہر قسم کے ردّ و بدل سے پاک ہیں صرف قرآن کریم کا یہ دعویٰ ہے۔ لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ' کہ باطل اس میں کسی جانب سے داخل نہیں ہو سکتا ــ ان چودہ صدیوں کے طویل عرصہ میں اسلام کا کوئی بدترین بدخواہ بھی یہ ثابت نہیں کر سکا کہ اس میں کوئی تحریف ہوئی ہے یورپ کے مستشرقین جنہوں نے اپنے وسیع علم، بے عدیل ذہانت اور طویل عزیز عمریں قرآن کے اس دعوے کو غلط ثابت کرنے کے لئے صرف کیں وہ بھی آخر کار یہ ماننے کے لئے مجبور ہوئے کہ یہ کتاب ہر قسم کی تحریف سے پاک ہے۔

اور جب قرآن کا محافظ و نگہبان اللہ تعالیٰ ہے تو عبدالمجید کے بیان کے مطابق آٹھ صفحاتِ قرآن سے حروف کا اڑنا تسلیم کرنے میں حفاظتِ الٰہی میں نقص لازم آئے گا جو شرعاً باطل و حرام ہے

(۲) آخری زمانہ میں جب قرآنِ کریم اٹھایا جائے گا

تو پورا قرآن اٹھایا جائے گا بالکل سادہ سفید اوراق رہ جائیں گے اس میں کوئی حرف باقی نہیں رہے گا۔ پھر اسے سینوں سے بھی نکال لیا جائے گا۔ کسی حافظ وقاری کو یادداشت پر زور ڈالنے سے بھی کوئی کلمہ یاد نہیں آئے گا۔ (تفسیر روح البیان جلد دوم، ص ۲۹۰، ۲۹۱ پر پوری روایت اس طرح مذکور ہے۔

آخری زمانہ میں مصاحف سے قرآن اٹھالیا جائے گا لوگ چیخیں گے (یعنی گریہ وزاری اور آہ وبکا کریں گے) ناگاہ قرآن کے اوراق سفید چمکتے رہ جائیں گے اور اس میں کوئی حرف باقی نہیں رہے گا دلوں سے بھی نکال لیا جائے گا۔ پھر لوگ اشعار، گانوں اور جاہلیت کی خبروں کی طرف لوٹیں گے۔

حضرت شیخ اسمٰعیل حقی حنفی علیہ الرحمہ روایت بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

"عاقل پر لازم ہے کہ قرآن کریم کے الفاظ ومعانی کی حفاظت میں لگ جائے کیوں کہ اس میں نجات ہے۔"

عبد المجید کا بیان صحیح ماننے کی صورت میں قرآن کریم کے بعض حصے کا اٹھنا اور وہ بھی ایک مقام پر ایک نسخہ سے اٹھنا لازم آئے گا جو صراحۃً حدیث کے خلاف ہے۔

(۳) قرآن کریم لوگوں کے لئے ذکر وہدایت اور نور وبرہان ہے اور یہ اس وقت تک لوگوں کو روشنی اور ہدایت دیتا رہے گا جب تک کہ ہدایت کا دروازہ بند نہیں ہوگا اور وہ قرب قیامت میں ہوگا اس سے پہلے نہیں۔

عبد المجید کے بیان کو صحیح ماننے کی

لازم آئے گا کہ قیامت بالکل قریب ہے۔ اب ہد

کا دروازہ بند ہونے والا ہے۔ جب کہ ابھی بہت سی بڑی بڑی علامت قیامت کا ظہور باقی ہے ان میں سے کوئی بھی ظاہر نہیں ہوئی مثلاً سورج کا پچھم سے نکلنا۔ حضرت عیسیٰ کا آسمان سے اترنا۔ حضرت امام مہدی کا ظاہر ہونا۔ یاجوج ماجوج کا نکلنا۔ دابۃ الارض کا نکلنا وغیرہ وغیرہ

(۴) قیامت کب آئے گی اسے تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور اس کے بتائے سے اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کا ذکر کے ارشاد فرماتا ہے اللہ غیب کا جاننے والا ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(پارہ ۲۹ سورہ جن آیت ۲۶۔ ۲۷)

حضرت امام قسطلانی وغیرہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اس غیب سے مراد قیامت ہے جس کا اوپر متصل آیت میں ذکر ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہلے بعض علماء کرام نے احادیث کریمہ کی روشنی

(باقی ص ۳۶ پر)

از:- ———— محمد شہاب الدین رضوی

حضرت علامہ امام ابو اسحاق اسفرائنی قدس سرہٗ

خراسان میں واقع بستی اسفرائن کی خاک سے ایسی متعدد ہستیاں اٹھیں جنکی وجہ سے اسفرائن کا نام اِسلام کی علمی تاریخ میں زندہ جاوید ہوگیا۔ اِن میں دیگر شخصیات کے علاوہ علامہ ابو اسحاق اسفرائنی قدس سرہٗ خاص طور پر اس لئے قابل ذکر ہیں کہ ان کے بغیر فقہائے شافعیہ کا کوئی تذکرہ مکمل نہیں کہا جا سکتا۔ چونکہ امام اسفرائنی کے مقام کا اس سے اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ قاضی ابو الطیب طبری، امام ابو القاسم قشیری اور امام بیہقی جیسے ائمہ وقت آپکے شاگرد ہیں۔

اسفرائن نیشاپور سے جرجان کے راستہ میں ٹھیک نصف فاصلہ پر ہے، امام سمعانی نے لکھا ہے کہ یہ چھوٹا سا شہر ہر دور میں مردم خیز رہا ہے، یاقوت حموی کے الفاظ میں: چھوٹا ہونے کے باوجود مضبوط و مستحکم ہے۔ ساتویں صدی ہجری میں اسے مغلوں نے تباہ کیا، اور گیارہویں صدی ہجری میں ازبکوں نے اسے تاراج کیا۔ یہاں کے باشندے عموماً فقہ شافعی پر عمل پیرا تھے بعض روایت کے مطابق نوشیروان عادل بھی یہیں پیدا ہوا تھا۔ اسفرائن کے نامور علماء میں ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق (۳۰۶ھ/۹۱۸ء) محمد بن علی ابو علی (۳۹۲ھ/ ۱۰۰۱ء) اور مشہور ماہر فلکیات عصام الدین فلکی (۹۴۵ھ/ ۱۵۳۸ء) کا بھی ذکر مناسب ہے۔ (۱)

نام و نسب

امام صاحب کا پورا نام اس طرح ہے—— ابراہیم بن محمد ابراہیم بن مہران، رکن الدین لقب، اور ابو اسحاق کنیت، وطنی نسبت اسفرائنی ہے، اور وہ اس سے مشہور ہوئے۔ (۲)

---

(۱) روضات الجنان ص ۴۰

(۲) معارف اعظم گڑھ ص ۲۶۷، اکتوبر ۱۹۹۴ء

تعلیم وتربیت:

علامہ امام ابواسحاق اسفرائنی کی ولادت غالباً ۳۲۸ھ/۹۳۹ء سے کچھ پہلے ہوئی وہ نیشاپور گئے اور وہاں علماء سے اکتساب علم کیا (۱) امام ابوبکر اسماعیلی اور اُن کے معاصر علماء سے حدیث وفقہ کی تعلیم حاصل کی (۲) بعد میں مزید تعلیم کے لئے عراق کا سفر کیا، اور وہاں امام ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی اور امام ابومحمد دعلج بن احمد سنجری اور اُن کے ہم عصر چند اور علماء و فقہائے سے اکتساب فیض کیا۔ انکے علاوہ جن اور علماء سے امام اسفرائنی نے استفادہ کیا اُن میں ابوبکر محمد بن یزداد، ابوجعفر محمد بن علی جرسقانی، اور ابواحمد محمد بن احمد عطریفی وغیرہ کے نام بھی تذکرے میں آتے ہیں۔ (۳) عراق میں انھوں نے طالب علمی کا جو وقت گزارا وہ اس درجہ کا کامیاب رہا بقول علامہ سمعانی:

> انھوں نے وہ سب حاصل کرلیا جو دوسرے نہ کرسکے تھے۔ (۴)

چنانچہ جب امام اسفرائنی وطن واپس ہوئے تو اس وقت عراق وخراسان دونوں علاقوں کے علماء وفضلاء انکی فضیلت اور اولیت کے معترف ہوچکے تھے۔ (۵)

قیام نیشاپور

امام اسفرائنی جب عراق سے واپس ہوئے تو مستقل قیام کی غرض سے وطن ہی کا انتخاب فرمایا اور یہیں قاضی ابوالطیب طبری نے ان سے اصول فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ بعد میں علامہ طبری نے ایک فقیہ اور امام اسفرائنی کے خاص شاگرد کی حیثیت سے شہرت حاصل کی۔ (٦) لیکن وطن میں اسفرائن کے قیام کی مدت اس لئے مختصر رہی کہ اہل نیشاپور مصر تھے کہ وہ نیشاپور ہی میں قیام کریں۔ نیشاپور کے لوگ انکی خدمت میں حاضر ہوتے اور اپنی خواہش کا مسلسل اظہار کرتے رہے، آخر کار جب اصرار زیادہ ہوا تو نیشاپور تشریف لے گئے اور پھر تادم آخر وہیں رہے

(۱) شذرات الذہب ص ۲۱۰، ج ۳
(۲) طبقات کبری، تہذیب اسماء ص ۳۴، ج ۲
(۵) انساب ص ۳۴، ج ۱
(۷) معارف اعظم گڑھ ص ۲٦۸ بابت اکتوبر ۴۹ء
(۳) طبقات کبری ص ۱۱۱ ج ۳
(۴) انساب ص ۳۴، ج ۱
(٦) وفیات الاعیان ص ۶ ج ۱، تہذیب الاسماء ص ۱٦۹ ج ۲، طبقات ابن شہبہ ص ۱۵۸ ج ۱

نیشاپور کا مدرسہ

امام ابو اسحاق اسفرائنی قدس سرہٗ جب نیشاپور پہنچے تو انکی آمد پر خاص طور سے ایک، مدرسہ بنایا گیا تھا۔ یہ اس شان کا تھا کہ کم از کم نیشاپور میں اس سے پہلے کوئی اور ایسا مدرسہ نہیں بنا تھا، اس میں انھوں نے حدیث و فقہ کا درس دیا، نیشاپور میں مسجد عقیل نامی ایک مسجد تھی، اس میں بھی انکی ایک مجلس صرف حدیث کے املا کے لئے منعقد ہوتی (۱) اس میں سب سے پہلے انھوں نے محرم ۴۱۱ھ / ۱۰۲۰ء میں حدیث شریف کا املا کرایا، جس حدیث سے املا شروع ہوا وہ یہ ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت علی اثر ثمانیۃ الآف نبی، منھم اربعۃ الآف من بنی اسرائیل (۲)

تلامذہ اور رواۃ

امام اسفرائنی قدس سرہٗ کے شاگردوں میں انکے سوانح نگاروں کے مطابق خراسان اور خاص طور پر نیشاپور کے بے شمار لوگ ہیں۔ مگر خود ان کیلئے

(۱) انساب ص ۳۴ ج ۱
(۲) طبقات کبری ص ۱۱۳، ج ۳

باعث فخر و ناز شاگردوں میں امام بیہقی، امام ابو القاسم قشیری، اور قاضی ابو الطیب طبری جیسے نامور محدثین و فقہاء میں قاضی طبری نے علم کلام و اصول حدیث میں خاص طور ان سے فیض حاصل کیا۔ امام قشیری انکی مجلسوں میں پابندی سے شریک ہوتے، اور امام بیہقی کے متعلق کہا جاتا ہے وہ انکی کتابوں کے سب سے بڑے راوی ہیں۔ (۳) مذکورہ ائمہ کے علاوہ ابو السائب ہبۃ اللہ بن ابی الصہباء اور محمد بن ابو الحسن بالوی کا شمار بھی انکے ممتاز تلامذہ میں ہوتا ہے (۴)

علم و فضل

امام اسفرائنی کے درجہ بلند کا ذکر شاندار الفاظ میں کیا گیا ہے۔ ابن خلکان نے "الاستاذ" اور امام سمعانی نے "استاذ' امام" کے الفاظ سے ان کو یاد کیا ہے امام حاکم ابو عبد اللہ اسفرائن کے بزرگوں میں سے ہیں، اس کے باوجود وہ لکھتے ہیں کہ ابو اسحاق فقہ، اصول فقہ، اور علم کلام کے ایسے عالم تھے جنھیں دست سبقت حاصل تھی۔ (۵) امام

(۳) وفیات الاعیان ص ۶ ج ۱
(۴) معارف اعظم گڑھ ۲۶۹، اکتوبر ۱۹۹۴ء
(۵) طبقات ابن شہبہ ص ۱۵۸ ج ۱، شذرات الذہب ص ۲۰۱ ج ۳

امام ذہبی اور قاضی ابن شہبہ نے ان کو شیخ اہل خراسان لکھا۔ (۱) امام یافعی نے انکی شان میں "الامام الکبیر" "الاستاذ الشہیر" اور احد الاعلام، جیسے القاب استعمال کئے (۲) امام نووی نے یہ قول نقل فرمایا کہ:

استاذ ابو اسحاق کا شمار ان علماء میں ہے جو درجۂ اجتہاد پر فائز تھے۔ علوم فقہ میں انکو تبحر حاصل تھا، اور امامت کی تمام شرائط عربیت، فقہ، کلام، اصول اور معرفت کتاب و سنت ان میں موجود تھیں (۳)

زہد و تقوی

علم کی دولت کے ساتھ وہ عمل کی نعمت سے بھی بہرہ یاب تھے، ان کے کمالات علمی جلو میں انکی عبادت، ریاضت، تقوی اور انابت کا خاص طور سے ذکر کیا گیا ہے۔ امام نووی نے لکھا کہ وہ عابد و زاہد اور تقوی و پرہیز گاری میں حد کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ امام نووی نے انکی صفات میں آخری بات یہ کہی کہ امام ابو اسحاق کے فضائل و کمالات کے بیان کے لئے کتنی ضخیم جلدوں کی ضرورت ہے۔ (۴)

تصانیف:-

امام ابو اسحاق اسفرائنی صاحب تصنیف عالم تھے۔ قاضی ابن شہبہ نے ان کو کثیر التصانیف لکھا، ابن خلکان اور امام یافعی نے انکی کتابوں کو جلیل القدر کہا، امام سبکی نے بھی انکی تالیفات کو اعلیٰ درجہ کی بتایا۔ امام اسفرائنی کی سب سے اہم کتاب "جامع الحل فی اصول الدین والرد علی الملحدین" ہے یہ کتاب پانچ جلدوں پر مشتمل ہے (۵) اس کے علاوہ اصول فقہ میں انکے ایک رسالہ کا ذکر ملتا ہے جو دراصل امام ابن الحداد کی کتاب الفروع کی شرح اور تعلیق ہے اس سے پہلے اس کی ایک شرح امام قفال شاشی نے لکھی تھی، بعد میں قاضی ابو الطیب طبری، امام فورانی اور امام صیدلانی نے بھی اسکی شرحیں لکھیں (۶) امام ابو اسحاق اسفرائنی کی ایک اور کتاب کا ذکر آتا ہے جس کی تخریج حاکم ابو عبداللہ نے دس حصوں میں کی تھی۔ (۷)

---

(۱) شذرات الذہب ص ۲۰۹ ج ۳ العبر ج ص ۲۰ ج ۳
(۲) مرآۃ الجنان ص ۳۱ ج ۳
(۳) تہذیب الاسماء اللغات ص ۱۶۹ ج ۲
(۴) معارف ص ۲۷۱
(۵) وفیات الاعیان ص ۷ ج ۱
(۶) کشف الظنون ص ۱۶۱ ۳ ج ۱
(۷) معارف ص ۲۷۲، اکتوبر ۱۹۹۴ء

مگر اس کتاب کا اصل نام کسی نے بھی نہیں لکھا۔ (۱)

وفات

امام اسفرائنی کے نیشاپور میں طویل قیام کی وجہ سے اس شہر سے خاص الفت ہو گئی تھی۔ ایک بار فرمایا کہ میری خواہش ہے کہ آخری بار اپنی آنکھیں یہیں بند کروں، تاکہ یہاں کے باشندے میری نماز جنازہ میں شریک ہوں۔ ٹھیک پانچ مہینوں کے بعد انکی یہ آرزو پوری ہوئی عاشورا کے روز ۴۱۸ھ / ۱۰۲۷ء میں وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انتقال کے دن بارش ہو رہی تھی، ظہر کے بعد سورج نکل آیا مقبرہ خیرہ میں امام موفق نے نماز جنازہ پڑھائی اور پھر ابوبکر طوسی کے قبرستان میں تدفین ہوئی انتقال کی اطلاع آپکے صاحبزادے اسفرائن کے باشندوں کی بڑی جمعیت کے ساتھ آئے، انکو اصرار تھا کہ والد صاحب کی آخری آرام گاہ اسفرائن ہی میں ہو، چنانچہ تین دن کے بعد میت کو پھر قبر سے نکالا گیا، اور اسفرائن کے آبائی قبرستان میں دوبارہ تدفین ہوئی۔ (۲)

(۱) تہذیب الاسماء اللغات ص ۱۶۹ ج ۲

(۲) انساب ص ۳۴ ج ۱

امام سمعانی (۵۶۲ھ / ۱۱۶۶ء) نے انکی قبر کی زیارت کی تھی۔ (۳) وفات کے وقت عمر تقریباً ۹۰ برس یا کچھ زیادہ تھی۔ (۴)

(۳) شذرات الذہب ص ۲۱، ج ۳

(۴) معارف ص ۲۷۲

(بقیہ قرآن کے اوراق کا)

میں حساب لگایا کہ یہ امت سن ایک ہزار ہجری سے آگے نہ بڑھے گی ـــ امام سیوطی نے اس انکار میں ایک رسالہ لکھا۔ الکشف عن تجاوز ھٰذہ الامۃ الالف ـــ اس میں ثابت کیا کہ یہ امت سنہ ۱۰۰۰ھ سے ضرور آگے بڑھے گی حضرت جلال الدین سیوطی کا وصال شریف سنہ ۹۱۱ھ میں ہوا اور اپنے حساب سے یہ خیال فرمایا کہ سنہ ۱۳۰۰ھ میں خاتمہ ہوگا۔ بحمدہ تعالیٰ اسے بھی ۱۱۶ (ایک سو سولہ) سال گذر گئے اور ابھی تک قیامت تو قیامت بڑی علامات میں سے کچھ بھی ظاہر نہ ہوا۔ حضرت امام مہدی کے بارے میں بہت سی متواتر حدیثیں ہیں مگر ان میں کسی وقت کا تعین نہیں ـــ سیدنا اعلیحضرت امام عشق و محبت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں بعض علوم کے ذریعہ مجھے ایسا خیال گزرتا ہے کہ شاید سنہ ۱۸۳۷ھ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی رہے گی اور سنہ ۱۹۰۰ھ میں حضرت امام مہدی ظہور فرمائیں۔

عرس رضوی میں پاس شدہ تجاویز کا متن اور فیصلہ !!

فلاح مسلم کا جامع منصوبہ

از ________ محمد شہاب الدین رضوی

آج بتاریخ ۲۳ر صفر المظ ۱۴۱۹ھ / ۱۹ر جون ۱۹۹۸ء بروز ہفتہ علماء و مشایخ کی ایک خاص میٹنگ بمقام گلشن اقبال محلہ جسولی بریلی میں منعقد ہوئی۔ اس اہم نشست میں درج ذیل تجاویز د قرار دادیں پاس ہوئیں، جسکی تائید و توثیق متفقہ طور پر کی گئی۔

(۱) مرکزی اور ریاستی حکومتیں مسلمانوں اور دیگر کمزور طبقوں کی جان و مال، عزت و آبرو کی حفاظت کو اپنا اولین فرض سمجھیں۔ اور اس فرض کو پورے دھیان اور ذمہ داری کے ساتھ انجام دیں۔

(۲) ٹاڈا کے تحت جیل کی سلاخوں کے پیچھے قید بے قصور افراد کو رہا کیا جائے۔ اور اس انصاف دشمن قانون سے ملک کو نجات دی جائے، ویسے انصاف کش قوانین کا ہدف بیشتر غریب مسلمان ہی بنتے ہیں

(۳) سیاسی پارٹیوں کو صدق دل سے یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ کثرت میں وحدت اور رنگا رنگی تہذیب رواداری، اور بقائے باہم ہندستان کا طرۂ امتیاز ہے۔ لہذا نسل، ذات پات مذہب اور زبان کی بنیاد پر کسی قسم کا امتیاز نہیں برتا جانا چاہئے۔

(۴) مسلمانوں کے پچھڑے پن کو دور کرنے کے لئے جو اسکیمیں بنائی جائیں، ان میں سے ایک بڑی تعداد کو عمل آوری کے لئے معتبر رضا کار یا خود حکومت کی بنائی ہوئی سوسائٹیوں کے سپرد کر دیا جائے۔ یہ کام اولین اہمیت کا طالب ہے، کیونکہ گورنمنٹی اور نیم گورنمنٹی سروے بتاتے ہیں کہ پچھلے پچاس سالوں میں ہندستانی مسلمان بہت پچھڑ گئے ہیں، اس کا اثر لامحالہ ملک کی ترقی کی رفتار پر پڑے گا۔ لہذا اسکی پس ماندگی کو دور کرنا نمایاں طور پر ملک کے حق میں ہے۔

(۵) نویں پنج سالہ منصوبہ میں مسلمانوں کی تعلیم کے لئے کلیدی اور جزوی حیثیت رکھنے والی ان

اسکیموں کے لئے ایک ہزار کروڑ روپئے کی منظوری دی جائے۔ جنکی روپ ریکھا علماءِ کرام، مفتیانِ عظام اور دانشوران ملت تیار کریں۔ یہ رقم لڑکیوں کی تعلیم، اصلاحی تدریس، مدرسہ بورڈ کے قیام، مسلم اسکولوں وکالجوں کو بہتر بنانے، دیہی علاقوں میں اسکول و مدرسہ قائم کرنے جیسے امور میں خرچ کئے جائیں۔

(۶) اقلیتی تعلیمی اداروں مثلاً مدارسِ اسلامیہ، ہائی اسکول، انٹر کالج اور میڈیکل کالج وغیرہ کو منظوری دینے یا تسلیم کرنے کے عمل کو سہل اور آسان بنایا جائے اور اسے حوصلہ شکن تاخیر اور رکاوٹوں سے بچایا جائے۔

(۷) تعلیم کے اعتبار سے مسلمان بہت پیچھے رہ گئے ہیں، اس وجہ سے گورنمنٹی ملازموں کے مقابلہ نہیں کرپاتے، انکے لئے اچھے تعلیمی اداروں خصوصاً پروفیشنل کالجوں اور یونیورسٹیوں میں داخلہ بہت کٹھن ہوگیا ہے، ملک کی دوسری اقلیت مثلاً بدھسٹوں کے لئے تقرریوں اور داخلوں میں ریزرویشن بحال کردیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو بھی دوہرا ریزرویشن دیا جائے۔ انھیں صرف پچاس سال کے لئے تاکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوسکیں۔ ملازمتوں میں ان کا تناسب مضحکہ خیز حد تک کم ہوگیا ہے بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

(۸) مسلمانوں کو انکی شناخت کی طرف سے مطمئن کیا جائے۔ اور ان کے شرعی قانون میں مداخلت نہ کی جائے۔ مسلم پرسنل لاء میں عدم مداخلت، درگاہوں، خانقاہوں اور آثار قدیمہ کی مساجد کی حفاظت کے بارے میں انہیں ہمیشہ کے لئے اطمینان دلایا جائے۔ تاکہ وہ یکسوئی اور سلامتی کے ساتھ ملک کی تعمیر میں لگ جائیں۔

(۹) اردو ہندستان کی ملی جلی تہذیب کی زبان ہے، اس کے فروغ کے لئے ضروری قدم اٹھائے جائیں مادری زبان کی حیثیت سے اردو میں ابتدائی تعلیم پر یا ثانوی سطح پر اس کی تعلیم میں جو حوصلہ فرسا رکاوٹیں ہیں انہیں دور کیا جائے۔ اردو کی تعلیم کا انتظام اس کے بولنے والوں کی مقامی آبادی کے ساتھ جوڑا جائے۔ نہ داخلہ کی درخواستوں، اور ان کے لئے رجسٹریشن کے ساتھ۔ اسے ہندی علاقوں میں دوسری گورنمنٹی زبان کی حیثیت دی جائے۔

(۱۰) حال میں ہوئے کوئمبٹور، حیدرآباد، اور مرادآباد کے فسادات میں بے قصور مسلمانوں کو جیل کی سلاخوں میں ڈال دیا گیا ہے۔ ان کو رہا کیا جائے اور مقدمات ختم کئے جائیں۔ فسادات میں شہید ہوئے لوگوں کے وارثین کو دس دس لاکھ روپیہ دیا جائے۔ اور فسادیوں کو سخت سزا دی جائے

(۱۱) پی اے سی مسلم کش فورس ہے۔ اس کو ختم کیا جائے یا اسمیں آبادی کے تناسب سے مسلمانوں کو بھی بھرتی کی جائے۔ چونکہ ہمیشہ فسادات کے دنوں میں کرفیو زدہ علاقوں میں پی اے سی کو لگا دیا جاتا ہے اور وہ مسلمانوں کے گھروں کی تلاشی کے بہانے لوٹ مار، قتل و غارت گیری، ماں بہنوں کی عصمت سے کھلواڑ کرتے ہیں عزتوں کو پامال کرتے ہیں

(۱۲) اوقاف اور قبرستانوں کی زمینوں پر جابرانہ قبضہ کو تحفظ فراہم کیا جائے، اور اس سے ہونے والی آمدنی کو مسلم یتیموں اور بیواؤں پر خرچ کیا جائے۔

(۱۳) مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی بیویوں کو طلاق دیتے وقت ہوش سے کام لیں جوش میں نہ آجائیں۔ اور اسلام نے جو طریقہ بتایا ہے اس کے تحت ہی طلاق دیں، ورنہ وہ سخت گنہگار ہونگے علماءِ کرام پر ذمہ داری عائد کی جاتی ہے کہ وہ عوام کو طلاق کی تفصیلات سے آگاہ کریں تاکہ شرح طلاق میں کمی واقع ہو۔

(۱۴) جہیز کی مروجہ رسم ایک لعنت کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ اس کو ختم کیا جائے۔ شادیوں میں شاہانہ اخراجات میں کمی کی جائے، اور شادی اسلامی طریقہ سے منائی جائے کیونکہ فضول خرچی مذہب اسلام میں ناجائز ہے۔

(۱۵) اسلام نے عورتوں کو اعلیٰ حقوق سے نوازا ہے مردان حقوق کی پاسداری کرتے ہوئے ان کے ساتھ میں اچھے سلوک کا مظاہرہ کریں۔

(۱۶) مسلمان اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو انگریزی و ہندی تعلیم کے ساتھ ساتھ مذہبی دینی تعلیم دلائیں، تاکہ مغربی اثرات کے خرافات سے محفوظ رہ سکیں۔

(۱۷) عربی مدارس اسلامیہ کو جدید علوم و فنون سے جوڑا جائے، طلبہ کو ٹیکنیکل تعلیم بھی دی جائے۔

(۱۸) علماء کرام، مساجد کے ائمہ اور شیوخ طریقت اپنے فرضِ منصبی رشد و ہدایت پر ہر صورت میں قائم رہیں۔ معاشرہ میں پھیلی ہوئی برائیوں پر بند۔ باندھنے کے لئے جدوجہد کریں

(۱۹) مذہبی اسٹیج، مساجد کے منبر، اولیاء اللہ کے مزارات، صوفیاء کی درگاہوں، مدارس اسلامیہ کی درسگاہوں کو سیاسی اکھاڑا نہ بنایا جائے

(۲۰) شائع ہونے والے مخرب اخلاق لٹریچر اور معاشرہ میں گراوٹ کے باعث بن رہے میگزینوں کا لوگ مطالعہ نہ کریں۔

(۲۱) مسلمان آپسی تمام اخلاقی معاملات میں صلاح و مشورہ اور جذب اخوت سے کام لیں اور ایک دوسرے پر ظالمانہ حرکتوں سے باز آئیں۔

جانشین مفتی اعظم کے دولت کدے پر محفل میلاد شریف

حضور جانشین مفتی اعظم ہند فقیہ اسلام حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان ازہری دامت برکاتہم العالیہ کے دولت کدے پر ۱۲ ربیع الاول شریف کو صبح دس بجے سے ایک بجے تک محفلِ میلادِ پاک کا انعقاد عمل میں آیا۔ مولانا عبدالوحید خان نوری بریلوی مع پارٹی نے والہانہ انداز میں نعت و منقبت کا نذرانہ پیش کیا، بعدہٗ علامہ بہاء المصطفٰے صاحب قادری مولانا اعجاز احمد رضوی کی سیرتِ طیبہ پر تقریریں ہوئیں حضرت کی دعاء پر محفل کا اختتام ہوا۔ بعدہٗ محفلِ عام لنگر کا انتظام تھا۔ جس میں شہر و دیہات کے عقیدت مندوں نے کھانا تناول کیا۔ یہ یاد رہے کہ یہ مخصوص مجلس اعلیحضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ اپنی نگرانی میں منعقد کرایا کرتے تھے۔ جس کو حضور جانشین مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ نے جاری رکھا ہے۔ اور خصوصیت سے اہتمام کراتے ہیں۔ (ادارہ)

The Monthly Sunni Dunia Bareilly
Regd. No. X17 (82) Vol-3, Annual Subscription Rs. 6o/-
er Copy–
Regd. PO No. BR/211/98

ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی، ملک گیر ع... تحریک کا انقلابی پیغام عام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انقلاب عجیب انقلاب تھا ـــــ شاید چشم عالم نے ایسا انقلاب نہ دیکھا ہو ـــــ ایک طبقہ کو ہٹا کر دوسرے طبقہ کو یا ایک قوم کو ہٹا کر دوسری قوم کو نہ لایا گیا ـــــ جو سامنے تھے انھیں کو ٹھیک کیا گیا ـــــ ان میں زانی بھی تھے ـــــ شرابی بھی تھے ـــــ خائن بھی تھے ـــــ بدکار بھی تھے ـــــ قاتل بھی تھے ـــــ سفاک بھی تھے لیکن رفتہ رفتہ سب کو ایسا بدلا کہ دنیا دیکھ کر حیران ہوگئی۔ جاتی ہے ـــــ تو ایسا انقلاب لانے کے لئے سب سے پہلے خود کو بدلنا ہوگا ـــــ دردمندی و دل سوزی کے ساتھ ان کے پاس جانا ہوگا جن سے ہم کو نفرت ہے ـــــ کیا گیارہویں صدی ہجری میں شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اسی اسوۂ محمدی پر چل کر اسلامی انقلاب نہیں لائے ـــــ تاریخ پر جن کی نظر گہری ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ آپ کی دردمندانہ تبلیغ نے جہانگیر پر کیا اثر کیا ـــــ ایک سے ایک بہتر بادشاہ سامنے آتا گیا ـــــ شاہ جہاں ـــــ اور پھر ـــــ اورنگ زیب علیہ الرحمہ جنھوں نے پاک و ہند میں نظام مصطفےٰ نافذ کیا ـــــ نظام مصطفےٰ کوئی ایسی چیز نہیں جو صرف کاغذ پر نافذ کیا جائے ـــــ وہ تو دلوں پر نافذ ہوتا ہے کاغذ پر بار بار نافذ ہو چکا ـــــ صورتوں کے بدلنے سے

نظام زندگی بدلنے ... لوگوں کے پڑھے ... ہیں اور انقلاب آتے ہیں ـــــ ... مثالیں پیش کرنا ہوں گی۔

نظام مصطفےٰ سر پھیروں کا انقلاب نہیں کہ ... بٹھائے لوگوں کو اکھاڑے اور جو موجود ہے اس کو معدوم کر دے ـــــ یہ اصلاح حال کا داعی ہے ـــــ قلب ماہیت کا نام ہے ـــــ یہ خواہ مخواہ جھگڑا مول نہیں لیتا ـــــ یہ فتنہ کا نام نہیں ـــــ یہ امن کا پیامبر ہے اور امن ہی سے حاصل ہوتا ہے ـــــ یہ انسان کو مارنا نہیں سکھاتا ـــــ یہ انسان سے پیار کرنا سکھاتا ہے ـــــ یہ انسان کو انسانوں کے ہاتھوں ذلیل و رسوا نہیں کرتا ـــــ اس کی تعظیم و تکریم کرتا ہے ـــــ یہ انسان کی دولت نہیں سمیٹتا ـــــ یہ معبود کا پیاسا نہیں ـــــ یہ غنی ہے، فقیر نہیں ـــــ یہ سخی ہے محتاج نہیں ـــــ یہ آقا ہے غلام نہیں ـــــ یہ بادشاہ ہے رعایا نہیں ـــــ یہ غالب ہے مغلوب نہیں ـــــ یہ حاکم ہے محکوم نہیں ـــــ یہ محبوب ہے مردود نہیں ـــــ اس کی بنیاد خوف خدا پر ہے ـــــ اور جہاں خوف خدا ہے وہاں احترام انسانیت بھی ہے اور انسان خدا کی پیاری مخلوق ہے ـــــ یہ سایۂ رحمت ہے انسان کا دل رکھتے ہوئے آگے بڑھتا ہے ـــــ یہ کسی کا دل نہیں دکھاتا کہ ایک دل والے کا نظام ہے یہ بچوں پر شفقت سکھاتا ہے اور بزرگوں کا احترام سکھاتا ہے ـــــ یہ دین کا سلیقہ بتاتا ہے

یہ تمام انبیاء و رسل کیا کہہ رہے ہیں

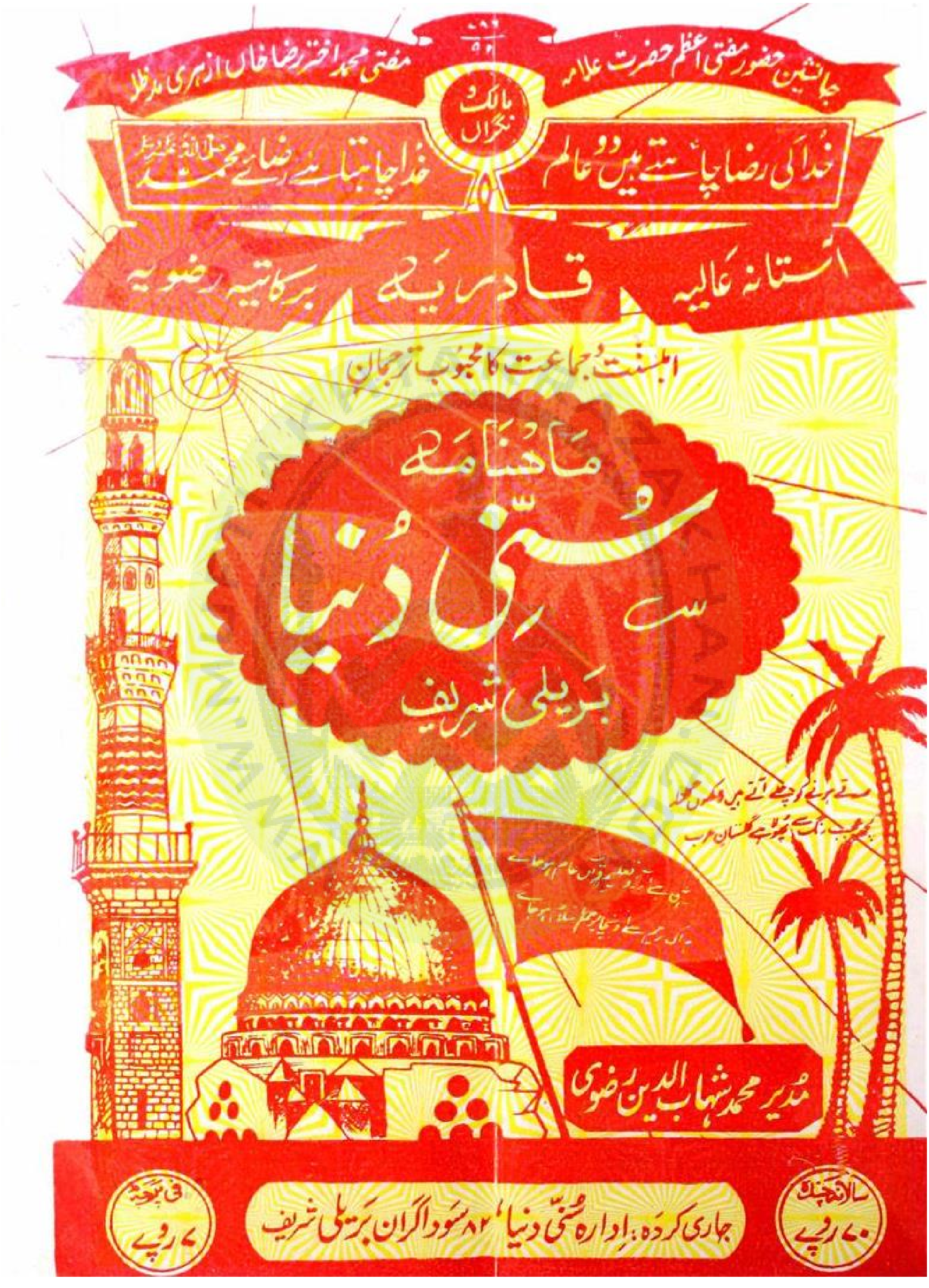
ـــــ اللہ ... سب بیک زبان کہہ رہے ہیں ـــــ مَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ

(سورۃ الشعراء آیات ۱۰۹، ۱۲۷، ۱۴۵، ۱۶۴، ۱۸۰)

ترجمہ: میں اس پر تم سے اجر نہیں مانگتا، میرا اجر اسی پر جو دونوں عالم کا رب ہے۔

ہاں ان رسولان برحق کے راستہ پر چلنا ہوگا ـــــ ہم کو طلب و سوال نے مارا ـــــ ہم کو قرضوں نے ... ہم کو اسراف و تبذیر نے مارا ـــــ ہم کو بیماری بدکاری ... مارا ـــــ طلب و سوال سے زبان بند رکھنی ... ـــــ قرضوں سے توبہ کرنی ہوگی ـــــ اسراف و تبذیر سے ہاتھ اٹھانا ہوگا ـــــ عیاشی و کاری کا ... ہوگا ـــــ موٹا جھوٹا پہننا ہوگا ـــــ ہلکا کھانا ہوگا ـــــ محلوں سے دل اٹھانا ہوگا۔ جھونپڑیوں سے دل لگانا ہوگا ـــــ تب کہیں نظام مصطفےٰ نافذ ہو سکتا ہے ـــــ خدارا کوئی دکھائے اور فقیری میں ہیبت شاہی پیدا کرے! ... نہیں ہوگا تو پھر دیکھنے والے ہوچی منہ کو دیکھیں گے ـــــ جو این لائی کو تکیں گے ـــــ ماؤزے تنگ ... لگائیں گے ـــــ اور لینن کی باتیں کریں گے آؤ آؤ محمد مصطفےٰ کی باتیں کریں ـــــ اپنی ... ـــــ اور ایک رحیم و کریم انقلاب کی کوشش ... تقدیر اتم کیا ہے، کوئی کہہ نہیں سکتا مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ

دفتر: آل انڈیا جماعت رضائے مصطفےٰ، رضا نگر سوداگران بریلی


جانشین حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری مدظلہ
مالک و نگراں
خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد
آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ
اہلسنت و جماعت کا محبوب ترجمان
ماہنامہ
سنی دنیا
بریلی شریف
مدیر محمد شہاب الدین رضوی
فی پرچہ ۷ روپے
جاری کردہ: ادارہ سنی دنیا، ۸۲ سوداگران بریلی شریف
سالانہ چندہ ۷۰ روپے

مرکز سواد اعظم اہلسنت و جماعت آستانۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ

کا

علمی دینی اور اصلاحی ترجمان

ماہنامہ

سُنّی دنیا

بریلی شریف

جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ
ستمبر، اکتوبر
۱۹۹۸ء

جلد - ۱۴
شمارہ ۱

مالک و نگراں

جانشین مفتئ اعظم فقیہ اسلام حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری، ازہری

نائب نگراں محمد عسجد رضا خاں قادری		مدیر محمد شہاب الدین رضوی
زر سالانہ ۷۰/روپے	کتابت: افتخار انجم شہابی	فی شمارہ ۷/روپے

رابطہ کا پتہ :- ۸۲- سوداگران رضا نگر بریلی شریف (یوپی) فون ۴۷۲۱۲۶

بیادگار

امام المتکلمین مفتی نقی علی خاں قدس سرہٗ
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی
حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ
حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

بظلِّ عاطفت

حضرت مفسر اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

مجلس مشاورت

علامہ تحسین رضا خاں صاحب قبلہ
مولانا حبیب رضا خاں صاحب نوری
مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی
مولانا شوکت حسن رضوی کراچی
مولانا منان رضا خاں صاحب منانی
حاجی قربان علی رضوی بیلسپوری
[illegible] اشد . غوث اعظم نگر

مجلس ادارت

حضرت ڈاکٹر سید امین برکاتی مارہروی
علامہ سبطین رضا خاں قادری
معمار ملت علامہ شبیہ القادری سیوان
مفتی سید شاہد علی رضوی رام پوری
مفتی محمد مطیع الرحمن رضوی مظفر پٹنہ
مولانا یٰسین اختر مصباحی دہلی
مولانا عبدالمبین نعمانی . چریا کوٹ
ہمدرد ملت الحاج محمد سعید نوری ، بمبئی

اشاریات

اداریہ

محمد شہاب الدین رضوی

۵۰ سالہ جشن آزادی ہند



اس وقت ہمارا ہندوستان پچاس سالہ جشن آزادی کی تقریبات منانے میں ڈوبا ہوا ہے، ہر آدمی چاہے وہ سیاسی ہو یا سماجی جشن آزادی کے گیت گا رہا ہے جب کہ دوسری طرف مسلم مجاہدین آزادی کی قربانیاں صفحہ قرطاس سے غائب نظر آرہی ہیں حکومت ہند نے جشن آزادی پر کروڑوں روپیہ پانی کی طرح بہایا، اس ضمن میں قربانی پیش کرنے والے ہندوؤں کا نام تو بار بار آیا، ان پر سیمینار کانفرنس یا مذاکرے منعقد ہوتے مگر یہ کام کسی مسلمان مجاہد آزادی کے نام سے نہیں ہوا۔ اور نہ ہی ان کی قربانیوں کو خراج عقیدت ہی پیش کیا گیا۔ یہ تعصب و تنگ نظری نہیں تو پھر کیا ہے ـــــ ہم ذیل میں ایک تفصیلی رپورٹ پیش کر رہے ہیں جس کو اہل سنت وجماعت کے مشہور ادیب علامہ یٰسین اختر مصباحی نے تیار کیا ہے۔

سرِ خاکِ شہیدے برگہائے لالہ می پاشم
کہ خونش با نہالِ ملتِ ما سازگار آمد

انگلستان سے ایسٹ انڈیا کمپنی تاجرانہ بھیس میں ہندستان کے اندر داخل ہوئی۔ اور ایک مدت تک اس نے تجارت وصنعت کی طرف اپنی توجہ مبذول رکھی، لیکن سلطنت مغلیہ کے انتشار واضمحلال نے اسے حوصلہ بخشا کہ ہندستان کی حکومت وسیاست پر اثرانداز ہونے کے لئے اپنا پاؤں پھیلائے اور دیرینہ سازش کو روبہ کار لانے کے لئے اپنی فوجی وعسکری قوت میں رفتہ رفتہ اضافہ کرے تاکہ پہلے مرحلہ میں چھوٹی موٹی ریاستوں کو زیرنگیں کرکے آخر میں دہلی کی سلطنت پر قابض ہوکر شاہانِ مغلیہ کا چراغ ہمیشہ کے لئے گل کردے۔

۱۷۵۷ء میں جنگ پلاسی میں انگریزوں کی فتح پھر ۱۷۹۹ء میں جنگ میسور کی کامیابی ۱۸۰۳ء

میں شاہ عالم دہلی کے ساتھ شرمناک معاہدہ ۱۸۰۶ء اکبر شاہ ثانی کی نمائشی حکومت نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے سامنے آنے والی ساری رکاوٹیں دور کردیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے وارث و جانشین علمائے اسلام نے مذہبی وروحانی طور پر سلاطین و امراء کو اپنے وعظ و تبلیغ اور ارشاد و ہدایت کے ذریعہ سنبھالنے کی بہت کوشش کی لیکن انکی عیش پرستی دلپست ہمتی نے انہیں سنبھلنے کا موقع نہ دیا۔ اور وہ دن بہ دن اختلاف وانتشار اور لمحہ بہ لمحہ بزدلی اور زوال و انحطاط سے قریب ہوتے گئے جس کا برطانوی سامراج اور ایسٹ انڈیا کمپنی نے خوب خوب فائدہ اٹھایا۔

ایسٹ انڈیا کمپنی نے امراء ونوابوں اور با اثر شخصیتوں کے درمیان اپنے کارندے چھوڑ دیئے جو کسی کو مال و زر کی طمع میں پھانس کر اپنا شکار بناتے کسی کو عہدہ کا لالچ دے کر اپنے اسیر بناتے، کسی کو ڈرا دھمکا کر اپنا مطیع و محکوم بناتے، ایک دوسرے کے خلاف بدگمانیاں پیدا کرنا بھی ان کا موثر ہتھیار تھا۔ کیونکہ وہ لڑاؤ اور حکومت کرو کی پالیسی پر گامزن تھے۔

۱۰ مئی ۱۸۵۷ء کو جب میرٹھ سے انگریزوں کے خلاف بغاوت شروع ہوئی تو ہندستانیوں کا جذبۂ حریت بیدار ہوا۔ اور وہ لڑتے بھڑتے دہلی تک پہنچے پھر دست بدست انگریزوں اور ہندستانیوں کے درمیان زبردست جنگ ہوئی۔ لیکن شومئی قسمت سے یہ انقلاب کامیاب نہ ہوسکا اور دہلی کے لال قلعہ پر برطانوی سامراج کا پرچم پوری شان و شوکت کے ساتھ لہرانے لگا۔

انقلاب ۱۸۵۷ء میں علی گڑھ، شاہجہاں پور پیلی بھیت، بریلی، بدایوں، مرادآباد، لکھنؤ، الہ آباد، میں انگریزوں کے خلاف ہندستانیوں نے پوری قوت کے ساتھ جنگ کی، لیکن دہلی کی کمزوری کے نتیجہ میں ان شہروں کے مجاہدین بھی پسپائی کے شکار ہوگئے۔

قائد تحریک آزادی علامہ فضل حق خیرآبادی جنہوں نے جامع مسجد دہلی میں اپنی شعلہ بار تقریر اور انگریزوں کے خلاف اپنے فتوئ جہاد کے ذریعہ مجاہدین حریت کے خون کو گرما دیا تھا، وہ انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد انگریزوں کے ظلم وستم اور قتل و خونریزی کا نقشہ کھینچتے ہوئے دہلی کی تباہی کی داستان اس طرح بیان کرتے ہیں۔

"پھر نصاریٰ نے شہر کے گرد و نواح کے رئیسوں اور سرداروں کو قتل کرنا، انکی جائداد، عمارتیں، مویشی، مال و متاع، ہاتھی، گھوڑے، اونٹ اور ہتھیار وغیرہ کو لوٹنا شروع کیا، اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ ان کے اہل و عیال کو بھی قتل کر ڈالا حالانکہ یہ سب رعایا بن چکے تھے اور ڈر یا لالچ سے فرمانبردار بن ہی جاتے، انھوں نے تمام راستوں پر چوکیاں بٹھادیں، تاکہ بھاگنے والوں کو پکڑ پکڑ کر لایا جائے ہزاروں بھاگنے والوں میں تھوڑے ہی بچ پائے باقی سب پکڑ گئے۔"

ان لوگوں کے پاس جو کچھ چاندی، سونا ہوتا پہلے تو وہ چھین لیتے، پھر چادر، تہبند، قمیص، پاجامہ جو کچھ ہاتھ لگتا اُسے نہ چھوڑتے اس کے بعد ان لوگوں کو اپنے افسروں کے پاس پہونچادیتے، وہ ان کے لئے قتل یا پھانسی کی سزا کا فیصلہ کرتے۔ جوان بوڑھا، شریف اور رذیل سب کے ساتھ یہی سلوک ہوتا اس طرح پھانسی پانے والوں اور قتل ہونے والوں کی تعداد ہزاروں تک پہونچ گئی۔ ظالموں کے ظلم کے شکار اکثر و بیشتر مسلمان تھے ہندؤں میں صرف وہ مارے گئے جن کے متعلق دشمن و معاند ہونے کا یقین تھا۔

اس کے بعد نصاریٰ کی توجہ مشرقی شہروں اور دیہاتوں کی طرف مبذول ہوئی، وہاں بھی بڑا فساد مچایا، قتل و غارت گری اور پھانسی کا بازار گرم کیا بیشمار مرد اور پردہ نشین عورتیں موت کے گھاٹ اتار دی گئیں، اور سیکڑوں، ہزاروں مار ڈالے گئے۔

مذہبی، تعلیمی، معاشی ہر محاذ پر انگریزوں نے ہندوستانیوں کو کچلنے کی بھرپور کوشش کی اور پورے ہندستان کو پہلے غلام پھر عیسائی بنانے کی سازش کی چنانچہ علامہ فضل حق خیرآبادی تحریر فرماتے ہیں۔

"انھوں نے تمام باشندگان ہند کو، کیا امیر کیا غریب، چھوٹے، بڑے مقیم، مسافر، شہری و دیہاتی سب کو نصرانی بنانے کی اسکیم بنائی۔ ان کا خیال تھا کہ ان کو نہ تو کوئی مددگار و معاون نصیب ہو سکے گا اور نہ تو انقیاد و اطاعت کے سوا انہیں سرتابی کی جرأت ہو سکے گی۔"

یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ سب لوگ انہیں کی طرح ملحد و بے دین ہو کر ایک ہی ملت پر جمع ہو جائیں۔ اور کوئی ایک دوسرے سے ممتاز فرقہ نہ رہ سکے۔

انھوں نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ مذہبی بنیاد پر حکمرانوں سے باشندوں کا اختلاف تسلط

و قبضہ کی راہ میں سنگِ گراں ثابت ہوگا، اور سلطنت میں انقلاب پیدا کردے گا۔ اسلئے پوری جانفشانی اور تندہی کے ساتھ مذہب و ملت کو مٹانے کے لئے طرح طرح کے حیلہ سے کام لینا شروع کیا انھوں نے بچوں اور نافہموں کی تعلیم اپنی زبان و دین کی تلقین کے لئے شہروں اور دیہاتوں میں اسکول قائم کئے اور ماضی کے علوم و معارف و مدارس اور مکاتب کے مٹانے کی پوری کوشش کی دوسری ترکیب یہ سوچی کے مختلف طبقوں پر قابو اس طرح حاصل کیا جائے کہ زمین ہند کے غلہ کی پیداوار کاشتکاروں سے لے کر نقد دام ادا کئے جائیں اور اُن غریبوں کو خرید و فروخت کا حق نہ چھوڑا جائے۔ اس طرح بھاؤ کے گھٹانے بڑھانے اور منڈیوں تک اجناس پہونچانے نہ پہنچانے کے خود ہی ذمہ دار بن بیٹھے اس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ خدا کی مخلوق مجبور و معذور ہوکر انکے قدموں میں آپڑے اور خوراک نہ ملنے پر اُن نصاریٰ اور ان کے اعوان و انصار کے ہر حکم کی تعمیل اور ہر مقصد کی تکمیل کرے اُن ترکیبوں کے علاوہ اُن کے دل میں اور بھی بہت سے مقاصد چھپے ہوتے تھے مثلاً مسلمانوں کو ختنہ کرانے سے روکنا شریف و پردہ نشین خواتین کا پردہ ختم کرانا نیز دوسرے احکام دینِ مبین کو مٹانا وغیرذلک۔

۱۹ ستمبر ۱۸۵۷ء میں دہلی کے اندر ناکامی سے ہمکنار ہونے والا انقلاب میرٹھ سے کیوں اور کس طرح شروع ہوا اس کے بارے میں علامہ فضلِ حق خیرآبادی کا یہ بیان چشمِ حیرت سے پڑھنے کے لائق ہے جس نے حریت پسندوں کو آگ بگولہ بنادیا تھا اور انگریزوں کی بدبختی و سنگ دلی کھل کر سامنے آگئی تھی اپنے مکر کی ابتداء اس طرح کی کہ سب سے پہلے اپنے ہندو مسلم لشکریوں کو انکے رسوم و اصول سے ہٹانے اور مذہب و عقائد سے گمراہ کرنے کے درپے ہوئے ان کا گمان تھا کہ جب بہادر لشکری اپنے دین کو بدلنے اور احکام نصرانیت بجالانے پر آمادہ ہوجائیں گے تو پھر دوسرے باشندوں کو سزا و عتاب کی ڈر سے خود ہی انکار کی مجال نہ ہوسکے گی انھوں نے ہندو لشکریوں کو جو تعداد میں زیادہ تھے انہیں گائے کی چربی اور مسلمان سپاہیوں کو جو تعداد میں کم تھے انھیں خنزیر کی چربی چکھانے پر زور ڈالا۔

یہ شرمناک روش دیکھ کر دونوں فرقوں میں اضطراب پیدا ہوگیا اور اپنے اپنے مذہب و اعتقاد کی حفاظت کی خاطر انکی اطاعت و انقیاد سے منھ موڑ لیا اُن کے اس اضطراب نے خرمنِ امن پر چنگاری کا کام کیا۔

مکر وحیلہ مال وزر طاقت وقوت ، اور قہر وجبر کے ساتھ دہلی کی طرف بڑھنے والے طوفان نصرانیت اور برطانوی استعمار کا علماءِ کرام وقائدینِ تحریکِ آزادی نے بھرپور مقابلہ کیا دہلی و علاقہ اودھ وآگرہ میں جگہ جگہ مزاحمت کی شہر شہر قریہ قریہ معرکہ بپا کیا جان ومال کی قربانیاں دیں اور اپنے آپ کو داؤ پر لگا دیا جس کی پاداش میں ظالم انگریز حکمرانوں نے قتل وخون ریزی کا وہ ہولناک اور وحشتناک کھیل کھیلا کہ مجاہدوں وحریت پسندوں کا سرزمین ہند پر جینا دوبھر ہو گیا۔ ہزاروں مجاہدین کی جائیدادیں ضبط ہوئیں ہزاروں پر مقدمے چلے ہزاروں کو سزائے موت دی گئی ، ہزاروں کو تختہ دار پر چڑھایا گیا ہزاروں کو تہہ تیغ کیا گیا۔ ہزاروں کو کالا پانی بھیجکر بے بسی کی موت مرنے پر مجبور کیا گیا اور ہزاروں کی عزت وآبرو نیلام ہوئی ۔

طبقۂ علماء پر سب سے زیادہ ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے ، مساجد ومدارس اور خانقاہوں کو تباہ وبرباد کیا گیا، تاکہ مسلمانوں کی مرکزیت واجتماعیت کا شیرازہ اس طرح بکھر جائے کہ آئندہ وہ کبھی سر اٹھانے کے قابل نہ رہ جائیں ۔

مسلمانوں کو خصوصیت سے نشانہ بنانے کی وجہ یہ تھی کہ انگریزوں نے مسلمانوں ہی کے ہاتھ سے حکومت وسلطنت چھینی تھی اور وہ بنیادی طور پر مسلمانوں ہی کو اپنا حریف ومدمقابل سمجھتے تھے اور وہ مسلمانوں کی اس نفسیاتی وجذباتی فطرت سے اچھی طرح واقف تھے کہ جب بھی یہ مسلمان سنبھل کر اپنے تخت وتاج اور ریاست وامارت کی طرف نگاہ اٹھائیں گے تو انکی کچلی ہوئی خواہشیں پھر سر ابھارنے لگیں گی ، اور پھر وہ اپنی صفیں درست کرکے پوری تیاری کے ساتھ میدانِ کارزار گرم کردینگے

انگریزوں نے ۱۹ ستمبر ۱۸۵۷ء میں دہلی پر اپنے مکمل قبضہ واقتدار کا پرچم لہرانے کے بعد مسلسل خفیہ سازشوں کے تحت مسلمانوں کو طرح طرح کے مسائل اور مشکلات ومصائب میں الجھائے رکھا تاکہ وہ اپنے ماضی سے غافل ہوجائیں بلکہ انہیں اتنا ہوش ہی نہ رہے کہ مڑکر اپنے ماضی کی طرف دیکھ سکیں وہ اپنے حال کی اصلاح اور درپیش حالات کا مقابلہ کرنے ہی میں اپنی توانائی صرف کرکے رہ جائیں ۔

بہر حال ماضی کی یہ داستان بڑی طویل بھی ہے اور المناک بھی، لیکن ہمیں حیرت اس بات پر ہے کہ سرزمین ہند کو اپنے خونِ جگر سے سینچنے والے مجاہدین وقائدینِ تحریکِ آزادی کو مؤرخین وسیاست داں رفتہ رفتہ بھولتے جا رہے ہیں ،

ولی کی تعریف

ضیائے قرآن

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔

ولی کی اصل وِلاء سے ہے۔ جو قرب و نصرت کے معنی میں ہے ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قربِ الٰہی حاصل کرے اور اطاعت الٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نورِ جلالِ الٰہی کی معرفت میں مستغرق ہو جب، دیکھے دلائل قدرت الٰہی کو دیکھے اور جب سنے اللہ کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے تو اپنے رب کی ثناء ہی کی ساتھ بولے اور جب حرکت کرے طاعت الٰہی میں حرکت کرے۔ اور جب کوشش کرے اُسی امر میں کوشش کرے جو ذریعہ قربِ الٰہی ہو اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشمِ دل سے خدا کے سوا نہ دیکھے یہ صفت اولیاء کی ہے بندہ جب اس حال پر پہونچتا ہے تو اللہ اس کا ولی و ناصر اور معین و مددگار ہوتا ہے۔

متکلمین کہتے ہیں۔ ولی وہ ہے جو اعتقاد صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو اور اعمالِ صالحہ شریعت کے مطابق بجا لاتا ہو۔ بعض عارفین نے فرمایا کہ ولایت نام ہے قربِ الٰہی اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ مشغول رہنے کا جب بندہ اس مقام پر پہونچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آئے۔ یہی طبری میں مذکور ہے۔ اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ: یعنی ایمان و تقویٰ دونوں کا جامع ہو۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ولی وہ ہیں جو خالص اللہ کے لئے محبت کریں اولیاء کی صفت احادیث کثیرہ میں وارد ہوئی۔ بعض اکابر نے فرمایا۔ ولی وہ ہیں جو طاعت سے قربِ الٰہی کی طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کرامت سے انکی کارسازی فرماتا ہے یا وہ جنکی ہدایت کا برہان کے ساتھ اللہ کفیل ہو اور وہ اس کا حق بندگی ادا کرنے اور اس کی خلق پر رحم کرنے کے لئے وقف ہو گئے یہ معانی اور عبارات اگرچہ جداگانہ ہیں لیکن ان میں اختلاف کچھ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ ہر ایک عبارت میں ولی کی ایک ایک صفت بیان کردی گئی ہے۔ جسے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ یہ تمام صفات اس میں ہوتے ہیں ولایت کے درجے اور مراتب میں ہر ایک بقدر اپنے درجے کے فضل و شرف رکھتا ہے۔ از: کنزالایمان مع خزائن العرفان

(ادارہ)

بہارِ حدیث

حدیث :- طبقات ابن سعد میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے جب انکے شوہر اول جعفر طیار رضی اللہ عنہ شہید ہوئے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا

یعنی تین دن سنگار سے الگ رہو پھر جو چاہو کرو ۔ یہاں حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو اس حکم عام سے استثنا فرمایا کہ عورت کو شوہر پر چار مہینے دس دن سوگ واجب ہے ۔

حدیث :- ابن السکن میں ابو النعمان ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ایک شخص نے ایک عورت کو پیام نکاح دیا سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مہر دو ۔ عرض کی میرے پاس کچھ نہیں ۔ فرمایا أَمَا تُحْسِنُ سُوْرَةً مِنَ الْقُرْآنِ فَاصْدِقْهَا السُّوْرَةَ وَلَا يَكُوْنَ لِاَحَدٍ بَعْدَكَ مَهْرًا ۔ کیا تجھے قرآن عظیم کی کوئی سورت نہیں آتی وہ سورت سکھا نا ہی اس کا مہر کر اور تیرے بعد یہ مہر کسی اور کو کافی نہیں رواہ سعید بن منصور مختصراً ۔

حدیث :- صحاحِ ستہ ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میں ہلاک ہو گیا فرمایا کیا ہے عرض کی میں نے رمضان میں اپنی عورت سے نزدیکی کی ، فرمایا غلام آزاد کر سکتا ہے ۔ عرض کی نہ فرمایا لگاتار دو مہینہ کا روزہ رکھ سکتا ہے عرض کی نہ فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے ۔ عرض کی نہ اتنے میں خرمے خدمتِ اقدس میں لائے گئے ۔ حضور نے فرمایا انہیں خیرات کر دے عرض کی کیا اپنے سے زیادہ کسی محتاج پر ؟ مدینے بھر میں کوئی گھر ہمارے برابر محتاج نہیں ۔ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ وَقَالَ اذْهَبْ فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ ۔ رحمتِ عالم یہ سن کر ہنسے یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہوئے اور فرمایا اپنے گھر والوں کو کھلا دے مسلمانو گناہ کا ایسا کفارہ کسی نے بھی سنا ہو گا سوا دو من خرمے سرکار سے عطا ہوئے ہیں

از اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ

کلامِ رضا

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اُونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو،
اے خضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا

قسمیں دے دے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے
پیارا اللہ ترا چاہنے والا تیرا،

مصطفےٰ کے تنِ بے سایہ کا سایہ دیکھا
جس نے دیکھا مری جاں جلوۂ زیبا تیرا

ابنِ زہرا کو مبارک ہو عروسِ قدرت
قادری پائیں تصدق مرے دولہا تیرا

فخر آقا میں رضاؔ اور بھی ایک نظمِ رفیع
چل لکھا لائیں ثنا خوانوں میں چہرہ تیرا

از جانشینِ مفتیٔ اعظم

کلامِ ازہری

اپنے در پہ جو بلاؤ تو بہت اچھا ہو
میری بگڑی جو بناؤ تو بہت اچھا ہو

قیدِ شیطان سے چھڑاؤ تو بہت اچھا ہو
مجھ کو اپنا جو بناؤ تو بہت اچھا ہو

گردشِ دور نے پامال کیا مجھ کو حضور
اپنے قدموں میں سُلاؤ تو بہت اچھا ہو

یوں تو کہلاتا ہوں بندہ میں تمہارا لیکن
اپنا کہہ کے جو بُلاؤ تو بہت اچھا ہو

تم تو مُردوں کو جلا دیتے ہو میرے آقا
میرے دل کو بھی جلاؤ تو بہت اچھا ہو

جس نے شرمندہ کیا مہر و مہ و انجم کو
اک جھلک پھر وہ دکھاؤ تو بہت اچھا ہو

رو چکا یوں تو میں اوروں کیلئے خوب مگر
اپنی الفت میں رُلاؤ تو بہت اچھا ہو

یوں نہ اخترؔ کو پھراؤ میرے مولیٰ در در
اپنی چوکھٹ پہ بٹھاؤ تو بہت اچھا ہو



بَابُ الاستفتاء

از:۔ جانشین حضور مفتیٔ اعظم حضرت علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری قادری

۔ کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت اس مسئلہ میں ۔ امام صاحب اپنی قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آخری وقت میں اپنی موت کی دعا کی ۔ دیگر اینکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابودرداء کے قدم کا بوسہ دیا تھا ۔ چند افراد نے جب ان جملوں کی تحقیق کے لئے پوچھا تو امام صاحب نے کہا کہ میں نے سہواً نہیں کہا ہے بلکہ یہ حق ہے ۔ دیگر اینکہ صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ جب تک خود سنت رسول پر پورا پورا عمل نہ کرے تب تک کسی کو برا نہیں کہہ سکتے بلکہ برا کہنے کا کوئی حق حاصل نہیں جیسے دیگر فرقہ دیوبندی وہابی وغیرہ کو ۔ لہٰذا اب ایسے امام کو کس فرقہ کا پیرو سمجھا جائے اور ایسے شخص کو امامت سے معذور کیا جائے یا نہیں ۔

(۲) خود امام صاحب کا یہ فعل ہے کہ ایک چھوٹا سا برتن میں ہاتھ ڈبو ڈبو کر وضو کرتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں ۔

۳ جب کہ ڈاڑھی والے موجود ہوں بغیر ڈاڑھی والے سے آذان پڑھوانا کیسا ہے ۔

۴ ۔ امام کو زکوٰۃ لینا جائز ہے یا نہیں اور زکوٰۃ لینے والے کی امامت درست ہے یا نہیں جواب جلد مرحمت فرمائیں ۔

المستفتی
عبدالمجید حبیبی راجہ کھریا ضلع کالاہنڈی اڑیسہ

الجواب :۔ برتقدیر صدق سوال امام مذکور پر لازم ہے کہ جو اُسنے کہا وہ اس کا ثبوت فراہم کرے ورنہ اشد گناہ گار سخت جری بے باک مفتری کذاب گستاخ رسول ہے اور فرق باطلہ کے لئے ـــــــ جو اس نے کہا اس سے اس کی حمایت و تائید فرق باطلہ بلکہ انکے کفر سے اس کا راضی رہنا خوب ظاہر ہے اسے امامت سے معزول کرنا لازم ہے اس پر توبہ و تجدید ایمان اور تمام مذہبوں اور انکی ضلالت و معتقدات کفریہ سے بیزاری فرض ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر۲:- نہیں اور وضو نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر۳:- مکروہ و ممنوع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر۴:- اگر وہ صاحب نصاب ہے تو اُسے زکوٰۃ لینا حرام اور اُسے دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور اسکی امامت مکروہ و ممنوع اور اگر صاحب نصاب نہیں تو اسے زکوٰۃ دینا جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۷ رجمادی الآخر ۱۴۱۲ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیانِ شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں۔

نمبر۱ بینک میں جو روپے رکھے جاتے ہیں اس کا جو سود ملتا ہے اسے کسی ضرورت میں صرف کیا جائے۔ کیا یہ پیسہ مدرسے میں لگا سکتے ہیں

نمبر۲:- زید نطفۂ نا تحقیق ہے تو کیا از روئے شرع زید کے لڑکے بکر کے پیچھے نماز جائز ہے۔

نمبر۳ کیا قبرستان کے قریب یا قبرستان پر مکتب یا دارالعلوم کی تعمیر ہو سکتی ہے۔ زید کہتا ہے کہ قبرستان کے قریب مکتب یا دارالعلوم تعمیر کرنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ قبروں پر لوگ آئیں گے اور جائیں گے۔ قبر والوں کو تکلیف اور بے ادبی ہوگی از روئے شرع مع حوالات بہت جلد جواب ارسال فرمایا جائے۔

المستفتی

محمد سمیع نوری نعیمی خادم دارالعلوم فیضانِ نوری پوسٹ برجمنگج ضلع گورکھپور یوپی

الجواب:- وہ رقم سود نہیں بلکہ خالص مباح ہے کہ حربی کا مال ہے جو محض اس کی رضا سے بے عذر و بدعہدی مسلم کو ملتا ہو اور ایسا ہر مال مسلم کو حلال اسے جائز کام میں خرچ کرنا جائز واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر۲:- جائز ہے جبکہ جامع شرائط امامت ہو اور صحیح النسب اولیٰ ہے اور وہ اہل نہ ہو تو یہی ولد الزنا امامت کرے واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر۳:- وقفی قبرستان میں مکتبہ یا مدرسہ بنانا حرام ہے اور قبروں پر اور زیادہ حرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

شب ۷ رجمادی الاخرہ ۱۴۰۲ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین
اس مسئلہ میں کہ زید نے شادی کر کے اپنے گھر لایا اور
ایک دو روز میں زید کی بیوی اپنے میکے میں چلی گئی۔
اس کے بعد تقریباً ایک سال ہوگیا۔ اب لڑکا کہتا ہے کہ
میں اپنی بیوی کو کسی بھی حالت میں نہیں لا سکتا ہوں
اب گاؤں والے نے لڑکے سے پوچھا کہ نہیں لانے کی وجہ
کیا ہے تو لڑکا بولا کہ لڑکی میرے لائق نہیں یعنی خوبصورت
نہیں ہے اور پھر گاؤں والوں نے پنچایت کی اور لڑکے
سے پنچ لوگوں نے پوچھا کہ کیوں نہیں تم لاؤ گے تو لڑکا بولا
کہ ہمیں لڑکی پسند نہیں اگر آپ لوگوں کو ضد ہے تو میں
لڑکی کو لیجاؤنگا لیکن پھر اس کو اپنے گھر نہیں رکھ سکتا
ہوں۔ اب اس حالت پر پنچ نے کہا کہ بھائی آپ اس
حالت پر جو کرنا ہو کر سکتے ہو اور کاغذ بھی لکھ کر دیتے
ہیں جو شرعاً جائز ہو وہ آپ کر سکتے ہیں۔ اب اس بنا
پر شرع کا کیا حکم ہے فوراً جواب سے مطلع فرمائیں کیونکہ
لڑکی بالکل بالغ ہے اور نکاح کی شدید ضرورت ہے اور
لڑکا طلاق بھی دینے سے انکار کرتا ہے صحیح جواب
مطلع فرمائیں۔ آمین۔

نمبر۲:۔ نابالغ لڑکا اور نابالغ لڑکی دونوں کی شادی
کر دی گئی اس کے بعد لڑکا طلاق دیدیا اس کے بالغ
ہونے پر پھر لڑکا کہتا ہے کہ میں پھر اسی لڑکی سے شادی
کرونگا۔ تو کیا پھر اس لڑکی سے بغیر حلالہ کے نکاح
ہو سکتا ہے یا حلالہ کی ضرورت ہے۔ صحیح جواب سے
مطلع فرمائیں۔ آمین۔

نمبر۳:۔ جیسے بکری ذبح کی گئی۔ اور پھاڑنے پر پیٹ میں
مرا ہوا بچہ نکلا تو کیا وہ بکری بھی حرام ہوگئی لوگ کہتے
ہیں کہ ذبح کرنے کے بعد اگر مرا ہوا بچہ پیٹ سے نکلا اس
لئے وہ بکری کھانا حرام ہے تو کیا صحیح حرام ہوگا صحیح جواب
مطلع فرمائیں۔ المستفتی

مولوی عبدالرؤف، موضع بلرام پور ضلع سرگوجہ ایم پی

الجواب:۔ اگر وہ اپنی منکوحہ کو نہیں رکھنا چاہتا تو
اس پر فرض ہے کہ اسے طلاق دے دے اور ادھر میں لٹکائے
نہ رکھے کہ ظلم و گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر۲:۔ نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی درمختار میں
لا یقع طلاق الصبی ولو مراهقاً۔ لہٰذا وہ طلاق
نابالغی میں اس نے دی نہ ہوئی اور وہ عورت بدستور
اس کی بیوی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نمبر۳:۔ بکری حلال ہے اور پیٹ کا بچہ حرام۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۷؍جمادی الاولی الاخرہ ۱۴۰۰ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی،

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین
اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے بارہ بجے دن میں اپنی
بیوی ہندہ سے کہا کہ تم اپنے باپ اور بھائی کو آج سے
کل تک بلواؤ نہیں تو تینوں طلاق ہندہ کے باپ کا مکان
زید کے گھر سے چھ میل کی دوری ہے ہندہ نے اسی دن
۲ بجے دن میں ایک آدمی کو اپنے بھائی کو بلانے کیلئے
بھیج دیا اس آدمی نے لڑکی کے باپ سے اسی دن زید
کی کہی ہوئی بات جاکر کہا اس خبر کو سن کر ایک شخص نے
ہندہ کے باپ اور بھائی سے کہا کہ آپ لوگ جلد ہی جائیں
تاکہ طلاق رک جائے لیکن ہندہ کے باپ اور بھائی نے
ٹال مٹول کر دیا اور شرط معلق کی مدت میں زید کے یہاں
نہیں گیا بعد میں جاکر اپنی لڑکی ہندہ کو اپنے گھر لے آیا بکر کہتا
ہے کہ چونکہ ہندہ شرط کے مطابق باپ بھائی کو لانے کے
لئے آدمی بھیجدیا باپ بھائی کے آنے نہ آنے کی ذمہ داری
ہندہ کے سر سے اتر گئی یعنی اس نے اپنی شرط کو پوری
کر دی لہذا طلاق واقع نہ ہوگی حکم شریعت کیا ہے طلاق
ہوئی یا نہیں۔ ہندہ حاملہ بھی ہے جواب بحوالہ کتب عنایت
فرمایا جائے۔

المستفتی
محمد رشید محلہ مکرمدی چوک میمنی پوسٹ،
سوجھا ضلع بھاگلپور (بہار)

الجواب :- طلاقیں نہ ہوئیں کہ نہ بلانے کی شرط
نہ پائی گئی واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۶؍ جمادی الآخرہ ۱۴۰۲ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین
مندرجہ ذیل مسائل میں۔
(۱) زید ایک معزز شہری ہے اور سیاست میں بھی
کافی دخل رکھتا ہے ایک نیتا جو کہ جنتا پارٹی سے تعلق
رکھتا تھا اس کا انتقال ہوگیا اس کے ایک تعزیتی
میٹنگ ہوئی جس میں تمام اہل ہنود کے ساتھ زید
بھی شامل تھا۔ اہل ہنود نے مرحوم کے لئے اپنے اپنے
الفاظ میں دعائیہ جملے ادا کئے زید نے اپنے اپنے
دعائیہ الفاظ میں کہا کہ خدائے تعالیٰ مرحوم کو وہ جگہ
عطا کرے جو ہمارے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہے یہ سب باتیں اخبار میں شائع ہوگئیں تو مسلمانوں
نے اعتراض کیا تو پھر زید نے اخبار میں تردید کی۔ کہ میں
نے پیغمبر نہیں کہا تھا بلکہ پیغامبر کہا تھا چند مسلمانوں نے
ایسے جملوں کو درست کہا کہ جو کچھ بھی زید نے کہا ٹھیک
کہا ہے ایسی صورت میں زید کے اوپر شرعی حکم کیا عاید

ہوتا ہے اور تائید کرنے والوں کے لئے شرعی حکم کیا ہے
نمبر۲:۔ جمعہ میں خطبہ سے پہلے خطیب نصیحت کے لئے تقریر کرے تو ایسی صورت میں سنّت وغیرہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں چند لوگ ایسے ہیں جو تقریر پر اعتراض کرتے ہیں کہ لوگ سنّت پڑھتے رہتے ہیں تقریر ہونے سے سنّت میں خلل ہوتا ہے حالانکہ خطیب نے کئی بار بتلایا کہ تقریر سے پہلے سنّت ادا کرلیا کریں اور جلد آنے کی کوشش کیا کریں۔ لیکن کچھ لوگ تقریر کے وقت آتے ہیں اور نیت باندھ کر کھڑے ہوجاتے ہیں خطیب کیا کرے تقریر نہیں ہوتی تو پہلے آنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے اور نماز کے بعد لوگ چلے جاتے ہیں ایسی صورت میں کیا کیا جائے جواب سے مشکور فرمائیں۔ والسلام

خادم محمد یونس خطیب جامع مسجد دموہ

الجواب:۔ پیغمبر علیہ السلام کا درجہ ماننا، معاذ اللہ پیغمبر کے ساتھ مساوات چاہنا ہے اور یہ کفر ہے زید پر توبہ وتجدید الایمان لازم ہے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے اور اس کے قول سے جو راضی ہیں انکو بھی یہی لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نمبر۲:۔ فی الواقع جب کہ وہ وقت واعظ کے لئے مقرر ہے تو اس میں خطیب پر ان مصلیوں کی رعایت لازم نہیں جو بعد میں سنتیں پڑھتے
واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
شب ۹ جمادی الآخرہ ۱۴۰۲ھ
صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ذیل کے مسئلہ میں
سوال:۔ ایک مولانا صاحب نے ایک صاحب سے کہا کہو اگر میں نے فلاں کام ناجائز کیا ہو تو میں جب شادی کروں تو تب تب میری بیوی کو طلاق مغلظہ ہو اور جس سے کہا تھا تو اس نے جھوٹی قسم کھالی اس صورت میں جب وہ صاحب شادی کریں گے تو ان کا نکاح ہوگا کہ نہیں یا پھر اس کا کفارہ کیا ہے تحریر فرمائیں۔

الجواب:۔ ہر بار نکاح کرنے پر طلاق مغلظہ ضرور واقع ہوگی اور نکاح نہ رہے گا اور حیلہ یہ ہے کہ یہ شخص خود نکاح نہ کرے نہ کسی کو وکیل نکاح بنائے بلکہ کوئی فضولی اس کا نکاح کردے اور یہ اسے قول سے جائز نہ کرے بلکہ فعل سے مثلاً (بوس وکنار) سے جائز کردے کما فی الدالمختار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
شب ۷ رجمادی الآخرہ ۱۴۰۲ھ
صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

قرآنی تعلیمات امن عالم کی ضمانت

محمد یوسف رضا قادری (رضا اکیڈمی شاخ بھیونڈی)

آج دنیا ظلم و جبر کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے۔ ہر سو، ظلم کا اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ مظلوموں کی آہیں بلند ہو رہی ہیں۔ ظلم کرنا بھی انسانوں کا شیوہ بن گیا ہے اور ظلم سہنا بھی انسان انسان سے خوفزدہ ہے۔ ہر کمزور طاقتور سے خوفزدہ نظر آرہا ہے۔ نہ ہماری عصمتیں محفوظ ہیں اور ہماری زندگی اس خاکدانِ گیتی پر ظلم کے ہاتھوں نامعلوم کتنے بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو جاتی ہیں۔ کتنے آشیانے اُجاڑ دئے جاتے ہیں اور کتنے نشیمن جلا دئے جاتے ہیں۔ ہر ملک کی سرزمین انسانوں کے خون سے سیراب کی جارہی ہے انسانی خون کی قدر و قیمت پانی سے بھی کم ہو گئی ہے بوسنیا، چیچنیا، ایتھوپیا، عراق اور فلسطین۔ ان ممالک میں مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ کیا جارہا ہے دنیا اچھی طرح اس سے واقف ہے۔ ان ملکوں میں مسلمانوں پر ظلم کرنے والے جنگل کے درندے نہیں ہیں بلکہ انسان ہیں جنھیں اپنی تہذیب اور اپنی مادی ترقی اور ایجادات پر فخر ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو دنیا کو موت کا سامان فراہم کر رہے ہیں۔

ایسے حالات میں جب کہ انسان زندگی کے امن و سکون سے یکسر محروم ہو چکا ہے۔ دنیا کے مفکرین دنیا کو امن و آشتی کا گہوارہ بنانے کے لئے بے شمار منصوبے اور اسکیمیں بنا رہے ہیں، قانون بنا رہے ہیں، ضابطۂ اخلاق مرتب کر رہے ہیں۔ اس دعویٰ کے ساتھ اگر قوانین اور اصولوں و ضابطوں کی پابندی کی جائے تو امن و سکون کی فضا قائم ہو سکتی ہے اور ظلم و ستم کے اندھیرے کافور ہو سکتے ہیں لیکن انسانی دماغ کے بنائے ہوئے قوانین اور دستور حیات کبھی کامیاب ثابت نہ ہو سکے ہیں۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ جو لوگ قانون کی دفعات مرتب کرتے ہیں وہ خود اس قانون کے پابند نہیں ہوتے اور دوسری کمزوری اس میں یہ ہوتی ہے کہ انسان جو قانون بناتا ہے وہ اپنے زمانے ماحول و حالات کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنے والا زمانہ اس قانون کو چیلنج کر دیتا ہے۔ اور وہ قانون کچھ مدت کے بعد اپنی افادیت کھو دینے کی

وجہ سے ناقابلِ نفاذ ہوجاتا ہے۔ اسکی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ انسان جب کوئی قانون بناتا ہے تو اس کے سامنے ماضی کے تجربات ہوتے ہیں اور حال کے تقاضہ اور مطالبات لیکن مستقبل سے وہ قطعی نابلد و ناآشنا ہوتا ہے مستقبل کے بارے میں اس کا صرف قیاس اور اندازہ ہوتا ہے۔

لہٰذا آج انسانوں کو ایک ایسے قانون کی ضرورت ہے جو ظلم و جبر کا خاتمہ کر سکے اور جو قابلِ نفاذ و عمل ہو اور زندگی کے تمام شعبوں کا احاطہ کئے ہوئے ہو اور اس قانون میں ہر زمانہ کے تقاضہ و مطالبات کو پورا کرنے کی بھرپور صلاحیت ہو اسے نہ زمانہ چیلنج کر سکے اور نہ دنیا کی کوئی طاقت۔

اس سرزمین پر اگر کوئی ایسا جامع قانون ہے تو وہ الٰہی قانون ہے جو قرآنِ عظیم کی شکل میں آج سے چودہ سو سال پہلے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے نازل کیا گیا تھا۔ قرآنِ عظیم کا قانون نہایت جامع اور ہر نقص سے پاک، ہر کمزوری سے منزہ اور ہر خوبی سے لیس ہے۔ بلا شبہ خالقِ کائنات کا یہ قانون انسانوں کے لئے رحمت ہے اور اسے نہ زمانہ چیلنج کر سکتا ہے۔ اور نہ زمانہ کے مطالبات اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ شاہد ہے کہ زمانے نے کتنے رنگ بدلے لیکن قرآنِ عظیم کے قانون کی افادیت کبھی کم نہ ہوئی بلکہ آج کا دور جسے مادی ترقی و عروج کا دور کہا جاتا ہے اس میں قرآن کی افادیت اور نکھرتی جارہی ہے۔ اور قرآن کی عظمتوں کے آگے دنیا اپنی جبیں نیاز خم کر رہی ہے۔ اس اعتراف کے ساتھ کہ یہی وہ قانون ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں انسانوں کی رہنمائی کرتا ہے یہی وہ قانون ہے جو ہر دور کے انسانوں کے لئے قابلِ عمل ہے اور صبحِ قیامت تک قابلِ عمل رہے گا۔ یہی وہ قانون ہے جس کے ذریعہ دنیا سے ظلم کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے اور عدل و مساوات کی فضا قائم کی جاسکتی ہے۔ جس میں انسان امن و سکون کی سانس لے سکتا ہے۔

قرآنِ عظیم کا یہ مقدس قانون جب نازل ہوا اور اس کا نفاذ ہوا تو کچھ ہی مدت کے بعد وہ لوگ جو ظلم و ستم کے خوگر تھے امن کے داعی بن گئے اور پھر امن و امان کا ایسا دور دورہ ہوا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک عورت صنعاء سے چلتی اور تنہا [illegible] مدینہ منورہ کی زیارتیں کرکے عصمت و عزت کے تحفظ کے ساتھ اپنے گھر لوٹ جاتی اور اسے کوئی گزند نہ پہنچتا۔ دنیا اگر امن و امان چاہتی تو خالقِ کائنات کے عطا کردہ قوانین کے نفاذ کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں ہے اگر پوری دنیا کے انسان اپنے آپ کو اسلامی قوانین کا پابند بنالیں تو دنیا سے ظلم و ستم، بدکرداری، بے حیائی چوری، ڈکیتی، زنا، غصب غرضکہ ہر برائی کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اسلام کی ایک حد کو جاری کرنا اللہ کے کسی شہر میں چالیس رات بارش ہونے سے بہتر ہے۔" اس حدیث پاک میں کتنی پیاری مثال دی گئی ہے۔ بارش کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب ابر بارندہ

کسی زمین کو سیراب کرتا ہے تو ماحول بڑا ہی خوشگوار، فرحت بخش اور صحت افزاء ہوجاتا ہے۔ اسی طرح جب کسی مجرم کو جرم کی پاداش میں اسلامی قانون کے مطابق اسے سزا دی جاتی ہے اور اس پر حد جاری کی جاتی ہے۔ تو اس کے ذریعہ ایک خوشگوار اور پرامن ماحول پیدا ہوتا ہے مثال کے طور پر ایک شخص نے چوری کی اور جرم ثابت ہوجانے پر اسلامی قانون کے مطابق اسے سزا دی جاتی ہے اور اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو دوسروں کے لئے یہ منظر بڑا عبرتناک ہوتا ہے اور ان کے دل میں چوری جیسے گھناؤنے جرم سے نفرت پیدا ہوجاتی ہے اس عبرتناک منظر کا مشاہدہ کرنے والا ہر شخص یہ سوچتا ہے کہ اگر میں نے اس جرم کا ارتکاب کیا تو مجھے بھی اس طرح ذلیل و خوار ہونا پڑے گا اور اسی طرح میرا بھی ہاتھ کاٹ کر زندگی بھر کے لئے مجھے معذور کر دیا جائے گا۔

ایک زانی کو جب سنگسار کیا جاتا ہے تو بے شمار لوگوں کو اس سے عبرت ملتی ہے۔ یہ دردناک منظر ہر دیکھنے والے کے دل میں زنا سے نفرت پیدا کرتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ خود گناہ سے مجتنب رہتا ہے کہ گناہ دنیا میں بھی ذلت کا سبب ہے اور آخرت میں بھی جس کا انجام ہر دو جہاں میں بڑا دردناک ہے۔ یہی وہ احساسات ہیں جو انسانوں کے دلوں میں جرائم سے نفرت پیدا کرتے ہیں۔ اور جرائم کا سدِ باب کرتے ہیں۔

"اسلام نے جرم کی حد برسرِ عام جاری کرنے کا جو حکم دیا ہے اس کی حکمت و مصلحت دنیا سمجھ سکتی ہے جو کہ زندان کی تنہائیوں میں سزا دینے کی قائل ہے۔ قرآن عظیم کی مقدس تعلیمات سے دوری کے نتیجہ میں انسانوں کو جس تباہی سے دوچار ہونا پڑا ہے اسے دیکھ کر اپنے قلق کا اظہار ڈاکٹر اقبال نے یوں کیا ہے۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر،
اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر،

از۔ مولانا عبد المجید نوری ثاقب، میسوری
انڈین واچ کمپنی کرناٹک

منقبت

بریلی مرکزِ اہلِ صفا ہے
بریلی مسکنِ احمد رضا ہے

جہاں رہتے ہیں سرکارِ دوعالم
بریلی کا وہیں سے رابطہ ہے

سروں پر ہے ہمارے نوری چادر
ہمارا پیر و مرشد مصطفےٰ ہے

حضورِ مفتیِ اعظم سا ہم نے
کہیں دیکھا نہ زہد و اتقا ہے

جیسے کہتے ہیں سب مفتیِ اعظم
ولی کامل ہے وہ ابنِ رضا ہے

رضا کے شیر کی للکار سن کر
وہابی دم دبا کر بھاگتا ہے

سہارے غیر کے اس کو نہ چھوڑو
میرے مرشد یہ ثاقب آپ کا ہے

از: ــــــــــــ قاری محمد جاوید اقبال نقشبندی خطیب جامع مسجد غازی گل

میں وہابی سے سنی کیسے ہوا؟ اور کیوں ہوا

(پہلی قسط) اپنی کہانی خود اپنی زبانی

میں قاری محمد جاوید اقبال نقشبندی جماعتی سابقہ غیر مقلد خطیب جامع مسجد غازی گل روڈ حمید کالونی گوجرانوالہ میں ۱۷ اپریل ۱۹۵۳ء بروز بدھوار بوقت صبح ۴:۱۵ بجے بمقام گلی ٹھٹھیارانوالی تھانے والا بازار سیالکوٹی دروازہ مکان نمبر ۱۱۱۴ گوجرانوالہ میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم اول سے چہارم تک گورنمنٹ پرائمری اسکول نمبر ۱ شیرانوالہ باغ سے حاصل کی۔

۱۹۶۲ء۔ ۱۷ جنوری کو بوجہ جگہ کم ہونے کی بناء پر منڈی کاموں کی محلہ دھوبی سٹری نئی آبادی میں رہائش پذیر ہوا ــ گورنمنٹ پرائمری اسکول نمبر ۴ کامونکی سے پرائمری پاس کی۔ بعد ازاں گورنمنٹ ہائی اسکول کامونکی میں چھٹی سے لے کر میٹرک تک تعلیم حاصل کی ۱۹۶۷ء میں گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ میں داخلہ لیا اور ۱۹۶۹ء کو ایف اے کیا۔ بعد ازاں میرا ذہن دینی تعلیم حاصل کرنے کی طرف مائل ہوا۔ ابتدائی دینی تعلیم یعنی قرآن مجید ۱۹۷۰ء سے لے کر ۱۹۷۴ء تک ناظرہ ترجمہ کیا معلم حضرت مولانا سید عبد الغنی شاہ تھے جو کہ خطیب جامعہ مرکزی مسجد اہل حدیث کامونکی میں خطیب تھے۔ اس وقت اراکین مسجد شیخ شاکر صدر۔ جنرل سکریٹری شیخ محمد بشیر آڑھتی۔ شیخ فضل دین عرف بھا حکیم قمر الدین۔ غلام محمد لودھی اور دیگر اراکین تھے۔ سید عبد الغنی شاہ صاحبؒ کے ہاں اولاد نہیں تھی۔ اس بنا پر جناب شاہ صاحبؒ نے مجھے میرے دادا محترم سے مانگا۔ اس لئے کہ میں اس کو عالم دین بناؤں گا۔ میرے بعد میری جگہ پر خطیب ہوگا۔ والد محترم مان گئے ۱۹۷۹ء کو جناب شاہ صاحبؒ کا انتقال ہوگیا۔ بعد ازاں ۱۹۸۰ء تک میں جامع مرکزی مسجد اہل حدیث کامونکی کا خطیب رہا۔ عرصہ چھ ماہ خطابت کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ میں کسی جامع میں داخلہ لے کر احادیث کی تعلیم بھی حاصل کروں۔ ۱۹۸۰ء۔ ۲۴ اکتوبر کو جامعہ سلفیہ فیصل آباد زیر نگرانی عبید الرحمٰن مدنی داخلہ لیا۔ جب میں نے جامعہ سلفیہ میں داخلہ لیا۔ اس وقت میرے ساتھ خاص طور پر جو تعلیم حاصل کرنے والے تھے وہ نام تحریر کرتا ہوں۔ مولانا محمد منشا۔ مولانا

محمد مسلم ۔ مولانا محمد منظور احمد ۔ مولانا محمد شفیق الرحمٰن مولانا عتیق الرحمٰن ۔ مولانا عبد اللہ امرتسری ۔ مولانا جاوید لکھے جائی ۔ مولانا عبد الغفور بہاولپور وغیرہ تھے ۔

۱۹۸۳ء کو دورۂ حدیث کرنے کے بعد پھر دوبارہ مرکزی جامعہ مسجد اہل حدیث خطیب مقرر ہوا ۔ میں نے انتظامیہ سے کہا کہ میرے مدمقابل مولانا محمد اکرم رضوی خطیب جامع مسجد فیض مدینہ میں خطیب ہے ۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ رضوی کے مقابلہ کے لئے کسی عالم جو کہ فارغ التحصیل ہو اسے لانا چاہئے ۔ صلاح مشورہ کے بعد میں اور شیخ شاکر ۔ شیخ بشیر آڑھتی حکیم قمر الدین موضع ہنجانوالی سادھو کی ضلع گوجرانوالہ جامعہ میں پہنچے ۔ وہاں مولانا محمد حبیب الرحمٰن رحمانی کو لایا گیا ۔ چند ہی دن ہوئے تھے مولانا کو آئے ہوئے تو والد محترم کے حکم سے مولانا کے پاس رہنا شروع کیا ۔ کتابوں کا مطالعہ بھی کرتا رہا اور پروگراموں پر جاتا رہا ۔ تقریباً ۳ ماہ بعد کسی سے مولانا صاحب نے سن لیا کہ رحمانی تو قوم کمہار ہے ۔ مجھے کہنے لگے کہ کیا کیا جائے کیونکہ میں ذات کا کمبوہ ہوں تو کیا کروں ۔ میں نے کہا مولانا آپ اپنا تخلص تبدیل کر لیں ۔ بعد یزدانی لقب رکھا گیا ۔ یزدانی کے آنے کے بعد میں اپنی محلہ نئی آبادی دھوپ سڑی کا مونکی کی جامعہ مسجد مبارک ، اہل حدیث المعروف ٹاہلیاں والی میں خطیب مقرر ہوا ۔ وہ اس لئے کہ کیونکہ ہماری رہائش بھی جامعہ مسجد مبارک اہل حدیث کے ساتھ والی گلی میں تھی اس طرح وقت گزرتا گیا ۔ ۶ مارچ ۱۹۸۴ء کو ایک کانفرنس بسلسلہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم موضع ۵ چک سنجانوالہ ضلع وہاڑی میں منعقد ہوئی ۔ جس میں خطابات کے لئے یزدانی صاحب کا نام اور میرا نام نمایاں تھے ۔ دوران سفر میں نے یزدانی سے کہا اس علاقہ کے لوگ زیادہ پیر پرست ہیں ۔ مہربانی فرما کر پیروں کے متعلق کچھ نہ کہنا ۔ قصہ مختصر کہ حاصل پور کے علاقہ میں پیر رنگیلا شاہ صاحب کا دربار تھا اور یہ یزدانی نے دوران خطاب کچھ ایسے الفاظ پیر رنگیلا شاہ صاحب کے متعلق کہے جو کہ برداشت سے باہر تھے ۔ پھر کیا تھا ۔ اس چک کا نمبردار چوہدری فتح محمد ڈوگر وہ پیر رنگیلا شاہ صاحب کا مرید تھا ۔ وہاں پر جھگڑا شروع ہو گیا نمبردار کے لڑکے نے یزدانی کے سر لاٹھی مارنا چاہی تو میں نے دیکھتے ہی بایاں بازو کی کلائی ٹوٹ گئی جو کہ زندہ ثبوت ہے ۔ اور تیس ۳۰ دن تک زیر حراست ایک کمرہ میں رکھا گیا ۔ نمبردار اثر رسوخ والا تھا ۔ اس لئے پولیس نے مزاحمت نہ کی ۔ جس کمرے میں بند تھے وہاں ہی کھانا پینا وہیں پر پیشاب پاخانہ ۔ کیا لکھوں قلم لکھنے سے قاصر ہے ۔ وہ الفاظ لکھ نہیں سکتا جو کچھ سننے میں آیا ۔ تفصیل لکھنے سے قاصر ہوں ۔ بہرکیف مختصر عرض ہے کہ ۳۰ دن کے بعد میں نے کمرہ کے اندر ہی سے نمبردار کی منت سماجت کی اس نے کہا کہ پہلے میرے پیر کی تعریف اور کوئی کرامت سناؤ

پر جان چھوٹے گی۔ میں نے کہا کہ جناب نمبردار صاحب میرے تو بازو کی کلائی بھی ٹوٹ چکی ہے۔ مہربانی فرما کر مرہم پٹی تو کروا دیں۔ میں نے نمبردار کو اس کے پیر کا واسطہ دیا۔ تب جا کر اس نے مجھے باہر نکالا اور پٹی وغیرہ کی۔ میں نے سوچا کہ اب موقع ہے۔ کوئی بریلوی پیر کی کرامت نمبردار کو سناؤ شاید جان بچ جائے۔ مختصراً میں نے دو تین بریلویوں کے پیروں کی کرامتیں پڑھی تھیں جو کہ ذہن میں تھیں۔ ایک پیر مہر علی شاہ صاحب۔ دوسری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی۔ بعد میں جس طرح آزادی ملی۔ لمبی تفصیل ہے۔ کبھی موقع ملا تو تفصیل کے ساتھ عرض کرونگا۔ راستہ میں میں نے یزدانی سے کہا۔ یہ بتاؤ کہ اب کامونکی واپس جا کر لوگوں کو کیا جواب دینا ہے کہ اتنے دن کہاں رہے۔ کہنے لگا کہ کہہ دینا کہ دوسری جگہ کے پروگرام تھے وہاں پر چلے گئے تھے۔ جھوٹ نمبرا پھر میں نے کہا اگر لوگوں نے سوال کیا کہ تمہارا بازو کیسے ٹوٹا تو کیا جواب دونگا۔ کہنے لگا کہ کہہ دینا کہ کیلے کے چھلکا سے پھسل گیا تھا۔ دوسرا جھوٹ۔ پھر میں نے کہا کہ یہ جو گاڑی جس کا نمبر ۱۹۶۰ / LHM ہے اس کے شیشوں اور سکرین کے متعلق سوال ہوا تو پھر کیا جواب دوں کہنے لگا کہ کہہ دینا کہ بریلوی نے گاڑی پر آتی دفعہ پتھراؤ کر دیا تھا۔ تیسرا جھوٹ مختصراً واپس کامونکی آتے تمام رام کہانی سنائی گئی لیکن مسجد کی انتظامیہ شکوک نظروں سے میری رام کہانی سن رہی تھی آخر ۴ دن کے بعد والد محترم نے پوچھا تو میں نے تمام کچھ کہہ دیا جو جو ہمارے ساتھ ہوا تھا۔ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے یزدانی کا ساتھ چھوڑ دیا۔ والد محترم کے حکم کے مطابق میں شیخوپورہ چلا گیا اور حافظ عبداللہ شیخوپوری کے ساتھ جانا شروع کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد حافظ صاحب کی جب داڑھی کاٹی گئی جو کہ شیعوں نے نہیں کاٹی۔ معاملہ کچھ اور تھا۔ لکھ نہیں سکتا (کبھی حاضری پر) سناؤں گا۔ جلسہ کے واپسی پر میں نے حافظ صاحب سے کہا کہ شیخوپورہ والوں نے اگر سوال کر دیا اور کریں گے ضرور تو کیا جواب دوں۔ حافظ صاحب کہنے لگے کہ کہہ دینا کہ شیعوں نے کاٹی ہے۔ یہ بھی جھوٹ تھا۔ میں سوچنے لگا۔ ایک طرف تو ہم اپنے آپ کو موحد کہلاتے ہیں۔ دوسری طرف میرے علماء جھوٹ بولنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ میں سوچ میں پڑ گیا۔ چند دنوں کے بعد داڑھی والا معاملہ بھی کھل گیا۔ میں پھر واپس کامونکی آ گیا۔ دوبارہ یزدانی سے صلح ہونے کے بعد آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ۱۷ اپریل ۱۹۸۶ء بروز بدھ جامع مسجد اہل حدیث ہیڈ بمبانوالہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں ایک جلسہ عام بسلسلہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا جسمیں خطابات کے لئے مولینا حبیب الرحمن یزدانی، حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری، مولانا

محمد حیات ڈسکہ، مولانا عبداللہ نثار سیالکوٹ، مولانا
محمد رفیق سلفی راہوالی، مولانا محمد حسین صاحب شیخوپوری
مولانا نذیر سبحانی شاعر، مولانا محمد رفیق مدنی، حافظ
عبدالقادر روپڑی اس جلسہ کی نقابت میرے ذمہ تھی
دوران تقریر حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری نے معراج مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے کرتے یہ کہا کہ معراج کی رات
اللہ کے پاک پیغمبر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کو نماز پڑھائی
میرے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ ایک طرف ہمارا عقیدہ
یہ ہے کہ نبی ولی مرکر مٹی ہو چکے ہیں دوسری طرف ہمارے
مناظر صاحب کہہ رہے ہیں کہ نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم
نے انبیاء کو نماز پڑھائی۔ دوسرا سوال یہ پیدا ہوا کہ نبی پاک
صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ کون کون سی آیات
قرآن مجید کی پڑھیں اور پیچھے انبیاء علیہ السلام نے کیا پڑھا
تیسرا سوال یہ پیدا ہوا کہ معراج کی رات جو اللہ تعالیٰ ۵۰
نمازیں فرض کی تھیں۔ ۵۰ میں سے پانچ کروانے میں جو
حائل ہوتے ہیں جنکا نام حضرت موسیٰ علیہ السلام ہے۔ چھٹے
آسمان پر روح تھی یا کہ خود موسیٰ علیہ السلام بمعہ جسم موجود
تھے۔ یہ تینوں سوال تھے۔ اس کانفرنس میں میں نے تین
دفعہ رقعے لکھ کر دیئے۔ لیکن جواب نہ مل سکا۔ بہرکیف
مناظر کی تقریر کا وقت ہوا۔ اس جلسہ کی نقابت میرے ذمہ
تھی۔ بعد میں دوسرے مقرر کی باری تھی کہ میں نے مقرر
کا نام لینے سے پہلے ان تینوں سوالوں کو دھرایا اس لئے
کہ میں بعد میں آنے والا مقرر ان تینوں سوالوں کے جواب
سے عوام الناس کو مستفیض کرا سکے۔ جلسہ انتشار کی نظر
ہوا۔ تفصیل لکھنے سے قاصر ہوں (کبھی خدمت کا موقع ملا
تمام واقعات سے روشناس کراوں گا) بہرکیف واپسی
پر جو کچھ میرے ساتھ ہوا سو ہوا لیکن پھر مناظرین کے چہروں
کے رنگ تبدیل ہو چکے تھے۔ وقت گزرتا گیا۔ بعد آذان
قلعہ لچھمن سنگھ والی کانفرنس کا وقت آگیا۔ بندہ ناچیز بھی
اس کانفرنس میں موجود تھا۔ گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل
وکرم سے میں۔ نے ثناخوانِ مصطفےٰ بننا تھا۔ واقعہ اس
طرح ہے۔ مولوی احسان الٰہی ظہیر کے بھائی ڈاکٹر فضل الٰہی
ظہیر ہم دونوں چائے پینے کے لئے کنٹین پر پہنچے ہی تھے کہ
بعد میں دھماکہ ہوا جس میں اہلِ حدیث کے جید علماء موت
کی بھینٹ میں چڑھ گئے جن میں حبیب الرحمن یزدانی
اور احسان الٰہی ظہیر قابل ذکر ہیں۔ بعدازاں وقت گزرتا
گیا پھر جامعہ مسجد مرکزی اہلِ حدیث کامونکی منڈی میں
حبیب الرحمن یزدانی کی جگہ حنیف ربانی جو کہ میری جامعہ
مسجد مبارک اہلِ حدیث میں بچوں کو ناظرہ قرآن مجید
کی تعلیم دیتا تھا۔ اسے خطیب مقرر کر دیا گیا ۲۴ جولائی
۱۹۸۷ء کو بروز اتوار جامعہ مسجد محمدیہ اہلِ حدیث محلّہ
فیصل آباد گوجرانوالہ میں یاد شہداء کے اہلِ حدیث کانفرنس
منعقد ہوئی۔ جسمیں مولانا شمشاد احمد سلفی مولانا معین الدین
لکھنوی مولانا حافظ عبداللہ شیخوپوری مولانا محمد حسین

شیخو پوری مولانا رفیق سلفی، مولانا شہباز سلفی شفیق پسروری
مولانا محمد اعظم، حافظ عبدالقادر روپڑی قابلِ ذکر ہیں میں
نے وہاں پر بھی سوالات دہرائے جوابوں سے مطلع نہ کیا گیا
بلکہ جھڑک دیکر بٹھا دیا گیا۔ یں کب بعض آنے والا تھا۔
جلسہ کے اختتام پر میں نے حافظ عبداللہ شیخو پوری سے
پھر سوال کیا لیکن یہ کہہ کر ٹال دیا گیا یہ کوئی خاص مسائل
نہیں ہیں۔ جس پر تم بضد ہو کوئی اور بات کریں لیکن میرا
ذہن مطمئن نہیں تھا دل میں طرح طرح کے خیالات آتے
تھے دل پریشان تھا۔ آخر کس کے پاس جاؤں کس سے
مسائل حل کرواؤں اس دوران کچھ کتب کا مطالعہ کیا۔
جو کہ قابلِ ذکر ہیں۔

نمبر۱ صراطِ مستقیم مصنف مولوی اسمٰعیل دہلوی جس میں
لکھا ہے کہ نماز میں عورت کی گائے اور گدھے کا خیال آجائے
تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا خیال
آجائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

نمبر۲ کتاب الوسیلہ۔ مصنف ابن تیمیہ اس میں تحریر ہے
کہ بعض اوقات شیطان انسانی شکل میں آکر یہ کہتا ہے
کہ میں موسیٰ، عیسیٰ، خضر، حتیٰ میں محمد ہوں۔ دوسری
جگہ پر تحریر ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)
بعض اوقات جو کہ قبور سے آوازیں آتیں وہ شیطین کی
آوازیں ہوتی ہیں۔ چاہے کہ کسی ولی غوث قطب یا نبی
کی قبر ہو (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

نمبر۳۔ تقویۃ الایمان۔ مصنف اسماعیل دہلوی۔ اسمیں
اسماعیل دہلوی نے توحید ہی توڑ دی کسی جگہ پر لکھا ہے کہ
اللہ کے سوا کسی کو نہ مانو۔ نبی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔
خدا چاہتے تو کروڑوں محمد پیدا کر دے نبی ولی خدا کی آگے
چمار سے زیادہ ذلیل ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ نبی مر
کر مٹی ہو چکے ہیں۔ اس میں تحریر نبی ولی کو ماننے والا
مشرک ہے۔

نمبر۴ کتاب التوحید۔ مصنف عبدالوہاب نجدی۔ انبیاءؑ
کلمہ کی فضیلت نہیں جانتے۔

۵۔ تحفہ الوہابیہ۔ اس میں تو کمال کو ہاتھ لگا دیا۔
دوسری کتب کا بھی مطالعہ کیا گیا جس میں خاص قسم کی
کتاب جس کا نام نزل الابرار فی فقہ النبی المختار ۔۔۔
مصنف وحید الزماں۔

ان کے علاوہ کئی اور کتابیں نجدیوں کی نظر گزریں
تفصیل درکار نہیں ہے کتب کا نام ذکر کر رہا ہوں اب چند
کتب دیوبندیوں کی بھی نظر گزریں اشارہ تحریر ہے۔

نمبر۱۔ تحذیر الناس۔ مصنف قاسم نانوتوی۔ جس
میں ختم نبوت سے انکاری ہے۔ امتی عمل میں نبی سے
بڑھ جاتا ہے۔

نمبر۲۔ براہینِ القاطعہ۔ مصنف مولوی خلیل احمد انبٹھوی
جس میں تحریر ہے۔ میلاد سنانا ہندوؤں کی رسم ہے
۱۲ ربیع الاول ہندو کھنیا کی ولادت کا دن ہے۔

(باقی آئندہ)



مسلمان عورت کی خودداری دربار مامون رشید میں

از :- محمد اعجاز رضوی، جنرل سکریٹری جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی شریف

سلطنتِ عباسیہ کا تاجدار مامون رشید جس نے نوشیرواں کے عدل اور حاتم کی سخاوت کو دنیا کے دل سے فراموش کر دیا سلطنت بغداد پر رونق افروز ہے شہزادہ عباس مامون رشید کا بڑا لڑکا طائفۃ النمل کے قریب طائران خوش الحان کے نغموں سے منہمک شکار میں مصروف ہے۔ ایک عورت پانی کا گھڑا بھر رہی تھی عباس اسے دیکھ کر آگے بڑھا اور پوچھا۔ تو کون ہے اور کس خاندان سے ہے کیا ایسے غیر آباد مقامات پر بھی جہاں پہاڑ اور جنگلوں کے سوا کچھ نہیں ہے شاہکار حسن جنم لے سکتا ہے شہزادہ اپنا فقرہ ختم کرنے نہ پایا تھا کہ غیور عورت کا چہرہ غصہ سے تمتما اٹھا اس نے شہزادہ کا سوال حقارت سے ٹھکرا دیا اور آگے بڑھ گئی —— باپ کی عظیم الشان سلطنت کا بھوت عباس کے سر پر سوار تھا حکم دیا اس عورت کا حسب ونسب معلوم کرو۔ اور میری طرف سے پیغام نکاح دو نوکر چاکر اس عورت کے پیچھے روانہ ہوئے شہزادہ نے اپنا شکار ملتوی کر دیا اور خیمہ میں آکر بیٹھ گیا۔ آدھی رات تک اسی کشمکش میں مبتلا رہا۔ کبھی خیمہ سے باہر آتا اور کبھی اندر چلا جاتا کہ اتنے میں ایک خادم نے آکر عرض کیا۔ حضور۔ عورت خاندان آل برامکہ کی لڑکی مغیرہ بنت ازوار ہے وہ دو بچوں کی ماں اور حسین ابن موسیٰ کی بیوہ ہے اس کے ورثاء میں سے اب تک کوئی زندہ نہیں صرف دو معصوم بچے ہیں نکاح کا پیغام اس کے لئے قیامت سے کم نہ تھا۔ آپے سے باہر ہو گئی اور یہ الفاظ کہے ہارون ہماری جانیں تباہ کر چکا۔ اب مامون عزت کے درپے ہے لیکن عباس یاد رکھے کہ اس کی شہزادگی ٹوٹی پھوٹی دہلیز پر دونوں ہاتھ سے مسل دوں گی رات کا پردہ دنیا کے چہرے سے اٹھا اور صبح صادق آل برامکہ کی بربادی کا نوحہ کرتی نمودار ہوئی ادھر طائفۃ النمل کے ایک مختصر سے مکان میں مغیرہ نے نمازِ فجر سے فراغت پائی۔ چھوٹے بچے کو کلیجے سے لگا کر پیار کیا کچھ کہنا چاہتی تھی کہ ایک قاصد شہزادہ عباس کا پیغام لے کر پہونچا " شہزادہ عباس کا غصہ تیری جان اور مال کو،

خاک میں ملادے گا یہ مکان ضبط کیا جاتا ہے اور تجھ کو دو گھنٹے کی اجازت ہے۔ یہ مکان خالی کردے۔ مغیرہ پیغام سن کر دروازے پر آئی اور قاصد سے کہا، عباس اس وقت کو بھول جائے جب میرے دادا جعفر کا سر اس کے دادا ہارون کے سامنے رکھا گیا تھا اور اس بے گناہ قتل نے ہمیں ایک وقت کی روٹی سے محتاج کردیا تھا۔ لیکن برامکی بیبیاں مظالم عباسیہ کو جس تحمل سے برداشت کرتی ہیں تاریخ اس کو فراموش نہیں کرسکتی اتنا کہہ کر اس نے سفید چادر سر پر ڈالی اور دونوں بچوں کو ساتھ لے کر باہر نکل گئی۔ دوسری صدی ہجری ختم کے قریب ہے مامون رشید کا دربار گرم ہے مغیرہ کے چہرہ پر جو چودھویں رات کے چاند کو شرماتا تھا۔ ضعیفی کے آثار نمودار ہوگئے ہیں مامون کے پہلو میں عباس تخت نشین ہیں۔ امراء وزراء خاموش بیٹھے ہیں کہ مظلوم مغیرہ دربار شاہی میں حاضر ہوئی اور کہا کہ ایک بیوہ کا مکان صرف اس لئے کہ وہ اپنی عصمت کی محافظ ہے سلطنت عباسیہ کو مبارک ہو، لیکن مامون رشید تم کو ایک دن اس مالک حقیقی کو بھی منہ دکھانا ہے جس کی سلطنت کبھی ختم نہ ہوگی شہنشاہ ظلم کی ستائی ہوئی تیرے پاس فریاد لائی ہے۔ انصاف کر اور داد دے دربار عورت کا منہ تکنے لگا مگر کسی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ بادشاہ کی موجودگی میں اس سے بات کرسکتا مامون رشید نے کہا اس ظالم کا نام بتا کہ وہ کون ہے عورت ہنسی اور کہا "شہزادہ عباس جو تخت شاہی پر تیرے برابر بیٹھا ہے۔ مامون کا چہرہ یہ سنتے ہی غصّہ سے سرخ ہوگیا۔ اس نے

چوبدار کو حکم دیا کہ عباس کو اس عورت کے برابر کھڑا کردے۔ تاکہ مدعی اور مدعا علیہ میں کوئی امتیاز نہ رہے شہزادہ عباس خاموش تھا اور ہر سوال کے جواب میں رک رک کر ایک ایک آدھ بات کہہ دیتا تھا۔ مغیرہ دھڑے سے اپنی داستان مصیبت بیان کر رہی تھی۔ اس کے چہرے سے عصمت کا خون ٹپک رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی زبان سے یہ لفظ نکلے۔ عباس یہ صحیح ہے کہ تو مامون رشید کا لڑکا اور سلطنت عباسیہ کا مالک ہے لیکن یہ ہاتھ منتظر تھے اس وقت کے کہ اگر اپنی دھن میں آگے بڑھ کر قریب پہنچتا تو یہ تیری گردن کو خاک میں ملادیتے۔ آل برامکہ کی دولت عباسیوں نے پامال کردی مگر ہماری عصمت وہ دولت ہے کہ ہم عباسی سلطنت کو اس پر سے قربان کردیں۔ وزراء مغیرہ کی اس جرأت پر متعجب ہوئے اور بولے کہ یہ بے باکی آداب شاہی کے خلاف ہے۔ ادب سے گفتگو کر لیکن مامون نے کہا اس کو مت روکو یہ حق رکھتی ہے کہ جو کچھ اس کے منہ میں آتے کہے صرف اس کی صداقت ہے جس نے اسکی زبان کو تیز اور اس کے حوصلے کو بلند کردیا ہے۔ اور عباس کی کمزوری ہے جس نے اس کو گونگا بنادیا ہے پھر اسی وقت پانچ تھیلیاں اشرفیوں سے بھری ہوئی اپنے ہاتھ میں لے کر مامون رشید نے مغیرہ کے قدموں میں ڈالیں اور نہ صرف اس کا مکان واپس کیا بلکہ قصر عباس جو ایک جلیل الشان قصر تھا مغیرہ کو عطا فرما کر درخواست کی کہ وہ شہزادے کا قصور معاف کردے

نعمتِ عظمیٰ پیدائش مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

از ——— عبد الکریم خاں نوری بدھولیا بریلی شریف

برادرانِ ملت اسلامیہ، محترم حضرات یہ مہینہ وہ مبارک مہینہ ہے کہ جس مہینے پر تمام مہینے قربان اور آج کا دن وہ شان وشوکت اور برکت والا دن ہے کہ جس دن پر دونوں جہاں کی نعمتیں اور بر[illegible]ے قربان اور کیوں نہ ہوں جب کہ دنیا وآخرت کی سا[illegible]ی نعمتیں ہمیں سرکار ہی کی بدولت ملی ہیں اور اللہ کی سب سے بڑی نعمت تو سرکار ہی ہیں ہمیں اللہ نے بیشمار دولتوں اور نعمتوں سے نوازا ہے جن کو اگر ہم شمار کرنا چاہیں تو قیامت تک نہیں گن سکتے مگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی ان تمام تر نعمتوں کا ہم پر احسان نہیں جتایا یہ نہیں کہا کہ اے لوگو میں نے تمہیں رزق دیکر بڑا احسان کیا ہے یہ طرح طرح کے پھول اور پھلوں کے باغات اُگا کر احسان کیا ہے۔ یہ بیش قیمت جان ومال دیکر احسان کیا ہے بلکہ اگر احسان جتایا ہے تو یہ جتاتا ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْہِمْ رَسُوْلاً اللہ نے مومنین پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں بڑی عظمت والا رسول بھیجا ہے اور ایسی عظمت والا رسول ہمیں عطا فرمایا ہے کہ جنکی عظمت کا ربّ قدیر خود اعلان فرما رہا ہے اور ہم پر اس کا احسان بھی جتا رہا ہے ذرا سوچو تو سہی کہ احسان کیوں نہ جتایا جائے جب کہ سرکار ہی کے صدقے اور طفیل ہی میں ساری مخلوق میں افضل ہمیں بنایا گیا ساری امتوں میں افضل ہمیں رکھا گیا ایمان کی دولتوں سے ہمیں سرفراز کیا گیا اور جنت کو ہمارے ہی واسطے سجایا گیا اور تمام امتوں سے پہلے داخلہ ہمارا رکھا گیا یہ سب صدقہ ہے جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ——— کا تو جس دن اور جس تاریخ میں ایسی بڑی شان شوکت والا اتنی بڑی عظمت ورفعت والا رسول تشریف لائے جنکی پیدائش پر اللہ تبارک وتعالیٰ خود خوشی کا اظہار فرماتے اس کے نبی اور

رسولِ مبارکباد پیش کریں ملائکہ مسرّت وشادمانی کے پیغام لے کر آئیں اس نبی کی شان وشوکت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے تو جس امت کو اللہ نے اپنی ایسی عظیم نعمت دیکر سرفراز فرمایا ہو تو اس کو کس درجہ خوشی منانا چاہیئے ہم تو جتنی بھی خوشیاں منائیں اور مبارک باد پیش کریں وہ کم ہیں مگر ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم دنیاوی پارٹیوں اور لیڈروں کو خوش کرنے کے لئے بڑے فخر کے ساتھ ان کے جھنڈوں کو اٹھاتے ہیں اور انکے جھنڈے جھنڈیاں مکانوں اور دوکانوں پر بھی لگاتے ہیں اور بڑی جدوجہد کرتے ہیں برائیاں اٹھاتے ہیں لڑائی جھگڑے کرتے ہیں صرف امید رکھتے ہوئے کہ ہمیں ان سے کچھ مدد مل جائیگی اور ہماری ضرورتیں پوری ہوجائیگی مگر میں تو یہ کہتا ہوں کہ جن کو خود مدد کی ضرورت ہو وہ دوسروں کی کیا مدد کرسکتے ہیں اور جنکی خود بے شمار ضرورتیں ہوں وہ دوسروں کی ضرورتیں کیا پوری کرسکتے ہیں اس کے باوجود بھی ہمیں انکی خوشیاں مناتے اور جھنڈے اٹھاتے کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی اور ہم ۲۶ جنوری بھی منالیتے ہیں ۱۵ اگست بھی منالیتے ہیں ۲ اکتوبر کو گاندھی جنم دن بھی منالیتے ہیں اور کوئی شرم محسوس نہیں کرتے. آج کا مسلمان اگر شرماتا ہے تو اپنے نبی کی یوم پیدائش مناتے شرماتا ہے۔ انکے نام پر خوشیاں مناتے شرماتا ہے انکی پیدائش کی خوشی میں جھنڈے اٹھاتے ہوئے شرماتا ہے اے میرے دینی ایمانی بھائیو اپنے دل کی گہرائیوں کے ساتھ جواب دو کے جس نبی کے صدقے میں ہمیں سب کچھ ملا ہو اور وہ اللہ کا پیارا حبیب جو اپنی امت کے لئے راتوں رات رویا جو ہماری تکلیف کو برداشت نہ کرے پل صراط سے گذرتے وقت ہماری مدد فرمائے اور ہمارے اعمال کو میزان پر کھڑے ہوکر تلوائے آب کوثر کے جاموں سے ہماری پیاس بجھائے ایسے محسن ومددگار کے آمد کی خوشی میں جب ہم جلسہ کرتے ہیں جلوس گھماتے ہیں تو غیروں کا کیا شکوہ آج ہمارے ہی بعض سنی بھائی جلسہ وجلوس سے کتراتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس میں شریک ہونا اپنی بے وقوفی اور توہین سمجھتے ہیں تو اے میرے دینی اور ایمانی بھائیو ذرا سوچو اور سمجھو کہ عقلمندی اسی کا نام ہے کیا مسلمان ایسے ہی ہوا کرتے ہیں کیا مسلمانوں کا یہی کردار وعمل ہونا چاہیئے ایسا مسلمان اللہ ورسول کا وفادار ہوسکتا ہے کبھی ہرگز نہیں ہوسکتا وفادار مسلمان تو وہ ہوتا ہے جو اپنے رسول کی محبت کو دنیا کی ہر چیز سے حتی کہ اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب رکھتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی کے کام کرتا ہے۔



مولانا فتح احمد بستوی مصباحی ، درین

فاضل بریلوی کون؟

۱ وہ فاضل بریلوی جو ہندوستان کے مشہور شہر "بریلی" میں ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ / ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بروز شنبہ بوقت ظہر پیدا ہوئے۔

۲ وہ فاضل بریلوی جنکی ولادت ایک عظیم دینی ضرورت تھی۔

۳ وہ فاضل بریلوی جنھیں قدرت نے خاص مقصد کے لئے پیدا کیا تھا

۴ وہ فاضل بریلوی جن کا مقدس وجود آیت من آیات اللہ اور معجزہ من معجزات رسول اللہ تھا

۵ وہ فاضل بریلوی جو حسب و نسب کے اعتبار سے بھی خاندانی شرف و وقار اور وجاہت دینی و دنیوی کا امتیاز رکھتے تھے۔

۶ وہ فاضل بریلوی جن کا نام والد نے محمد رکھا دادا نے احمد رضا کہا اور تاریخ نے المختار رکھا

۷ وہ فاضل بریلوی، جنھوں نے اپنے نام کے ساتھ عبدالمصطفیٰ کا اضافہ کیا مگر اعلیحضرت کے نام سے شہرت پائی

۸ وہ فاضل بریلوی جنھوں نے برسوں بعد قرآنی آیت اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ سے اپنا سن ولادت ۱۲۷۲ھ نکالا

۹ وہ فاضل بریلوی جن کا اعزازی نام ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں امام حرم حسین جمال الیل شافعی نے "ضیاء الدین" رکھا

۱۰ وہ فاضل بریلوی جس نے صرف چار سال کی کم عمری میں تجوید کیساتھ قرآن پاک کا ناظرہ ختم کرلیا۔

۱۱ وہ فاضل بریلوی جس نے چھ سال کی کم سنی میں مجمع علماء میں میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم پر شاندار تقریر وخطابت فرمائی۔

۱۲ وہ فاضل بریلوی جس نے تقریبًا آٹھ سال

کے بچپنے میں ایک کتاب شرح ہدایۃ النحو لکھی۔

۱۳ وہ فاضلِ بریلوی جس نے تیرہ سال دس، مہینے پانچ دن کی مختصر سی عمر ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء میں تمام علوم وفنون سے فراغت حاصل کرلی۔

۱۴ وہ فاضلِ بریلوی جس نے ایک ماہ کے اندر پورا قرآن مع مفاہیم حفظ کرلیا۔

۱۵ وہ فاضلِ بریلوی جس نے ۱۹۰۵ء میں مکہ معظمہ کے حرم میں صرف آٹھ گھنٹے کے اندر علم غیب مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے ثبوت میں ایک شاہکار کتاب "الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ" لکھ ڈالی

۱۶ وہ فاضلِ بریلوی جس نے امت کو ۱۹۱۱ء میں عشق وعرفاں سے بھرپور قرآن پاک کا شاندار وصحیح اردو ترجمہ "کنزالایمان" عطا کیا۔

۱۷ وہ فاضلِ بریلوی جس نے "حسام الحرمین" لکھ کر اسلام وکفر کے درمیان خطِ امتیاز کھینچا

۱۸ وہ فاضلِ بریلوی جس نے ۱۲ ہزار صفحات پر مشتمل فقہی مسائل کا خزانہ "فتاوی رضویہ" عطا فرمایا۔

۱۹ وہ فاضلِ بریلوی جس نے تقریباً ۵۵ علوم وفنون پر ایک ہزار سے زیادہ کتابیں لکھیں۔

۲۰ وہ فاضلِ بریلوی جس نے جہاد بالقلم فرمایا

۲۱ وہ فاضلِ بریلوی جس نے اپنی پوری زندگی کے حساب سے ہر پانچ گھنٹے میں ایک علمی وتحقیقی کتاب دی۔

۲۲ وہ فاضلِ بریلوی جس نے دینی دنیاوی علوم پر کامل مہارت حاصل کرلی تھی۔

۲۳ وہ فاضلِ بریلوی جس نے کئی زبانوں پر عبور پایا تھا۔

۲۴ وہ فاضلِ بریلوی جس نے بسیار جہتی اور کثیر الحیثیات ذات ایک متحرک ادارہ فاضل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ تھی۔

۲۵ وہ فاضلِ بریلوی جس کی قدآور وانقلاب آفریں عبقری شخصیت اور عہد ساز زندگی پر دنیا کی بڑی یونیورسٹیوں میں ریسرچ ہورہی ہے

۲۶ وہ فاضلِ بریلوی جو بےمثل ذہانت اور بےنظیر خداداد حافظے کے مالک تھے۔

۲۷ وہ فاضلِ بریلوی جو عقل وعشق کے محتاط مقام رفیع پر فائز تھے۔

۲۸ وہ فاضلِ بریلوی جو علم کے جبل شامخ اور عمل کے روشن مینار تھے۔

۲۹ وہ فاضلِ بریلوی جو منقولات میں بحرِ ذخّار تو معقولات میں دریائے ناپیدا کنار تھے۔

۳۰ وہ فاضلِ بریلوی جو مفسرِ اعظم، محدّثِ اعظم اور فقیہِ اسلام تھے۔

۳۱ وہ فاضلِ بریلوی جو صرف امام المنطق والفلسفہ ہی نہیں بلکہ امیر ریاضی داں عظیم سائنس داں تھے
۳۲ وہ فاضلِ بریلوی جو برجستہ تاریخی مادّے نکالنے میں درک اور حکمت وطبابت میں کمال رکھتے تھے۔
۳۳ وہ فاضلِ بریلوی جو عادات واطوار اور اخلاق وکردار میں اسوۂ حسنہ تھے۔
۳۴ وہ فاضلِ بریلوی جو ظاہر وباطن میں یکساں تھے
۳۵ وہ فاضلِ بریلوی جو سوادِ اعظم کے رہبر ورہنما تھے۔
۳۶ وہ فاضلِ بریلوی جو علم وفضل کے آفتاب تو زہد وعمل کے ماہتاب تھے
۳۷ وہ فاضلِ بریلوی جو شریعت کی کسوٹی اور طریقت کے میزان تھے۔
۳۸ وہ فاضلِ بریلوی جو وارثِ امام اعظم اور جانشین غوثِ اعظم تھے۔
۳۹ وہ فاضلِ بریلوی جو انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کی مکمل تفسیر اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی اصل تعبیر تھے۔
۴۰ وہ فاضلِ بریلوی جو احکام اسلام اور مسائل شرعیہ میں سید المحتاطین تھے۔
۴۱ وہ فاضلِ بریلوی جو اللہ کے ولی اور رسول کے عاشق ونائب تھے۔
۴۲ وہ فاضلِ بریلوی جو احقاقِ حق میں صدیق اکبر کا پرتو اور ابطال باطل میں فاروقِ اعظم کا مظہر تھے
۴۳ وہ فاضلِ بریلوی جو رحم وکرم میں ذوالنورین کی تصویر اور رعب ودبدبہ میں حیدری شمشیر تھے
۴۴ وہ فاضلِ بریلوی جو اصحاب واہلبیت کے فدائی اور اولیاء وغوث کے شیدائی تھے
۴۵ وہ فاضلِ بریلوی جو والدین کے اطاعت گذار اور پیر واستاد کے جاں نثار تھے
۴۶ وہ فاضلِ بریلوی جو مسلمانوں کے خیر خواہ اور انسانوں کے ہدایت خواہ تھے
۴۷ وہ فاضلِ بریلوی جو محسنِ امت اور پاسبانِ ملّت تھے
۴۸ وہ فاضلِ بریلوی جو وطن کے محافظ اور قوم کے نگراں تھے۔
۴۹ وہ فاضلِ بریلوی جو الحب للہ والبغض للہ کا پیکر اور لایخافون لومۃ لائم کا مجسمہ تھے
۵۰ وہ فاضلِ بریلوی جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائگی پر کمربستہ تھے
۵۱ وہ فاضلِ بریلوی سعادت لوح وقلم اور شہنشاہ خطابت تھے
۵۲ وہ فاضل جو سلطنتِ قرآن وحدیث میں وزیر المجتہدین اور دولتِ فقہ ومیراث میں امیر المومنین

۵۳ وہ فاضلِ بریلوی جو اعلیحضرت علی الاطلاق اور امام اہلسنّت فی الافاق تھے

۵۴ وہ فاضلِ بریلوی جو ۱۲۹۴ھ میں مارہرہ شریف حاضر ہوکر حضرت سیّد شاہ آلِ رسول علیہ الرحمہ سے مرید ہوئے۔

۵۵ وہ فاضلِ بریلوی جو ۱۳ سلاسل طریقت کی خلافت و اجازت کی سند رکھتے تھے۔

۵۶ وہ فاضلِ بریلوی جو اپنے والدین کے لئے قابل ناز اور اساتذہ کے لئے لائق رشک تھے

۵۷ وہ فاضلِ بریلوی جو اپنے پیر کے لئے سرمایۂ آخرت اور مرید کے لئے ذریعۂ جنت تھے

۵۸ وہ فاضلِ بریلوی امام حرم شیخ محمد صالح نے جسے رأس المولفین فی زمانہ وامام المصنفین بحکم اقرانہ کا ٹائیٹل دیا۔

۵۹ وہ فاضلِ بریلوی ملت نے جسے شیخ الاسلام والمسلمین تسلیم کیا

۶۰ وہ فاضلِ بریلوی قوم نے جسے حجۃ اللہ فی الارضین کے لقب سے یاد کیا

۶۱ وہ فاضلِ بریلوی امت نے جسے اعلیحضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی کے نام سے جانا۔

۶۲ وہ فاضلِ بریلوی علماء عرب وعجم نے جسے چودہویں صدی کے خطاب سے نوازا

۶۳ وہ فاضلِ بریلوی جنکی محترم پیشانی سے خدا کا نور ٹپکتا تھا۔

۶۴ وہ فاضلِ بریلوی جنکی مقدس ذات وحیات خود ایک کرامت تھی۔

۶۵ وہ فاضلِ بریلوی جن کی زندگی کا ہر گوشہ اتباعِ سنّت کے انوار سے معمور ومنور تھا۔

۶۶ وہ فاضلِ بریلوی جنکی شام وسحر اور شب و روز کا ایک ایک لمحہ دینی مہمات میں مصروف رہا

۶۷ وہ فاضلِ جن کا اہم مشغلہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر رہا

۶۸ وہ فاضلِ بریلوی جنکی اصلاح وتبلیغ اور رشد وہدایت نے نہ معلوم کتنے لوگوں کو کفر والحاد اور بے دینی وگمراہی سے بچالیا

۶۹ وہ فاضلِ بریلوی جنکی حق گوئی وحق بینی اور حق نویسی نے بہت سارے کج روں کو صراطِ مستقیم پر گامزن کردیا۔

۷۰ وہ فاضلِ بریلوی جن کا لٹنا (سونا) لفظ محمد کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔

۷۱ وہ فاضلِ بریلوی جن پر الفضل ما شہدت بہ الاعداء پورا صادق آتا ہے۔

۷۲ وہ فاضلِ بریلوی جس نے عشق رسول کی شمع روشن کی اور ایمان وایقان کی روشنی بخشی

۷۳ وہ فاضلِ بریلوی جس نے سنّتوں کو زندہ کیا اور بدعتوں کا قلع قمع کیا۔

۷۴ وہ فاضلِ بریلوی جس نے ہدایت وسنت کے مٹتے ہوئے نقوش کو اپنے تجدیدی کارناموں سے اُجاگر کیا۔

۷۵ وہ فاضلِ بریلوی جس نے اپنی دینی وایمانی استطاعت سے لادینیت وبدمذہبیت کا سدّباب کیا

۷۶ وہ فاضلِ بریلوی جس نے بارگاہ الٰہی کے دریدہ دہنوں کی سازشوں کو بے نقاب کیا۔

۷۷ وہ فاضلِ بریلوی جس نے گستاخانِ رسالت کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

۷۸ وہ فاضلِ بریلوی جس نے عظمتِ توحید و رسالت کا درس دیا اور علماء واولیاء کے مقام کے مرتبہ کو بتلایا۔

۷۹ وہ فاضلِ بریلوی جس نے کعبۂ ومدینہ اور نجف وبغداد کی طرف پیر نہیں پھیلایا۔

۸۰ وہ فاضل بریلوی جس نے اصلی اور نقلی مسلمان کی پہچان کرائی۔

۸۱ وہ فاضلِ بریلوی جس نے دامنِ رسول ہی کو مسلمانوں کی پناہ گاہ بتلائی۔

۸۲ وہ فاضلِ بریلوی جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کو کعبہ کا کعبہ بتلایا۔

۸۳ وہ فاضلِ بریلوی جس نے دو مرتبہ حج اور کئی دفعہ زیارتِ حرمینِ شریفین فرمایا۔

۸۴ وہ فاضلِ بریلوی جس کے دل کے ایک حصّہ پر لاالٰہ الا اللہ تو دوسرے پر محمد رسول اللہ کندہ تھا

۸۵ وہ فاضلِ بریلوی جس نے اپنے عشق وشوق کی بناء پر مواجہہ شریف میں بحالتِ بیداری چشمِ سر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت فرمائی۔

۸۶ وہ فاضلِ بریلوی جس کو سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت وخوشخبری سنائی

۸۷ وہ فاضلِ بریلوی جس نے دادوتحسین اور طعن وتشنیع سے ماوراہو کر عوام وخواص کو ملتِ بیضا اور دین متین کی نورانی تعلیمات کی یاددہانی کرائی۔

۸۸ وہ فاضلِ بریلوی جس نے بدعقیدگی کے تمام فتنوں اور بدمذہبی کے تمام فرقوں کی سر کوبی فرمائی۔

۸۹ وہ فاضلِ بریلوی جس نے دین ودنیا کے معاملہ میں کبھی کسی سے تملق وچاپلوسی نہیں فرمائی

۹۰ وہ فاضلِ بریلوی جس نے قرآن سے نعت گوئی سیکھی۔

۹۱ وہ فاضلِ بریلوی جس نے نعتیہ شاعری میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو نقش راہ منزل قرار دیا۔

۹۲ وہ فاضلِ بریلوی جس نے مذہبی شاعری کو عروج اور اردو ادب کو فروغ بخشا۔

۹۳ وہ فاضلِ بریلوی جس کی شاعری اردوئے معلّی کا معیار ہے

۹۴ وہ فاضلِ بریلوی جس کی شاعری وہبی ہے کسبی نہیں

۹۵ وہ فاضلِ بریلوی جس کی شاعری میں آمد ہے آورد نہیں۔

۹۶ وہ فاضلِ بریلوی جس کی شاعری اور شخصیت میں کوئی تفاوت و فاصلہ نہیں۔

۹۷ وہ فاضلِ بریلوی جس کی شاعری کلام الامام، امام الکلام ہے۔

۹۸ وہ فاضلِ بریلوی جس کی نعت گوئی و منقبت نگاری کا داعیہ "جذبۂ شرع" ہے

۹۹ وہ فاضلِ بریلوی جس کی شاعری میں ستائش کی تمنا نہیں مقصدِ عبادت ہے

۱۰۰ وہ فاضلِ بریلوی جس کی شاعری الشعراء یتبعھم الغاون سے مستثنیٰ ہے۔

۱۰۱ وہ فاضلِ بریلوی جس کی شاعری ان من الشعر لحکمۃ کا نمونہ ہے۔

۱۰۲ وہ فاضلِ بریلوی جس کی شاعرانہ حیثیت، الشعراء تلامذۃ الرحمٰن کی ہے۔

۱۰۳ وہ فاضلِ بریلوی جسکی حمد و نعت اور سلام و منقبت کی گونج پوری دنیا میں سنائی دیتی ہے

۱۰۴ وہ فاضلِ بریلوی جس کا وصال ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء جمعہ مبارکہ دو بجکر اڑتیس منٹ پر حی علی الفلاح کی صدا پر ہوا۔

۱۰۵ وہ فاضلِ بریلوی جس نے اپنا سنِ وصال وفات سے چند ماہ قبل خود ہی آیت کریمہ ویطاف علیھم بآنیۃ من فضۃ واکواب سے مستخرج کرلیا تھا۔

۱۰۶ وہ فاضلِ بریلوی جس کی موت موت العالم، موت العالَم کی مصداق ہے۔

۱۰۷ وہ فاضلِ بریلوی جس کا مزار پرانوار آج بھی شہر بریلی انڈیا میں مرجع خلائق و مطلع انوار ہے۔

۱۰۸ وہ فاضلِ بریلوی جس کے خلفاء و تلامذہ نے پوری دنیا میں تبلیغ اسلام فرمائی۔

۱۰۹ وہ فاضلِ بریلوی جس کا خانوادہ آج بھی سرچشمۂ رشد و ہدایت ہے۔

۱۱۰ وہ فاضلِ بریلوی جس کا فیضان تا قیامِ قیامت جاری رہے گا۔

۱۱۱ وہ فاضلِ بریلوی جس کا نام مذہبِ حقہ، صراطِ مستقیم، اور فرقۂ ناجیہ کی واضح علامت ہے۔

ڈال دی قلب میں عظمتِ مصطفیٰ
سیدی اعلیحضرت پہ لاکھوں سلام

از : ______ الحاج حضرت سید شوکت حسین رضوی، جدہ

اسلامی تاریخی معلومات

سوال :- حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کون سی ہجری میں پیدا ہوئے ۔

جواب :- ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ میں

سوال :- حضور غوث الاعظم کونسے ملک میں پیدا ہوئے ۔

جواب :- ملک فارس میں

سوال :- جیلان کے قصبے کا کیا نام تھا ۔

جواب :- نیف تھا ۔

سوال :- حضور غوث الاعظم کونسے مہینے میں پیدا ہوئے ۔

جواب :- رمضان المبارک ۔

سوال :- رمضان المبارک کی کون سی تاریخ کو آپ پیدا ہوئے

جواب :- یکم رمضان المبارک ۔

سوال :- آپ کا اصل نام کیا تھا ۔

جواب :- عبد القادر جیلانی ۔

سوال :- آپ کے والد گرامی کا کیا نام تھا ۔

جواب :- حضرت سیدنا ابو صالح موسیٰ

سوال :- آپکی والدہ ماجدہ کا کیا نام تھا ۔

جواب :- حضرت ام الخیر فاطمہ رحمہا اللہ تعالیٰ ۔

سوال :- آپ ثابت النسب کیا ہے ؟

جواب :- سید ہیں ۔

سوال :- آپکے نانا کا کیا نام تھا ۔

جواب :- سیدنا عبد اللہ صومعی ۔

سوال :- آپکے پھوپی کا کیا نام تھا ۔

جواب :- سیدہ عائشہ ۔

سوال :- آپ کتنی عمر تک جیلان میں رہے ۔

جواب :- ۱۸ برس

سوال :- آپ کتنی عمر میں بغداد شریف گئے ۔

جواب :- ۱۸ برس کی عمر میں

سوال :- آپ بغداد شریف کیوں گئے ۔

جواب :- علم دین حاصل کرنے ۔

سوال :- آپ کس ہجری میں بغداد شریف گئے

جواب :- ۴۸۸ھ میں ۔

غنیۃ الطالبین آپکی مشہور تصنیف ہے

از :______ عبدالخالق نوریؔ متعلم جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ ،

وہابیہ سے ہمارا بنیادی اختلاف

لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم (القرآن)

یہ ہے دین کی تقویت اس کے گھر پہ مستقیم صراط پر
جو شقی کے دل میں ہے گاؤ خر، تو زبان پہ چوڑہا چمار ہے

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کے لئے ہیں جس نے ہمیں اپنے حبیب پاک سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا فرمایا۔ اور انکی اطاعت و پیروی کا حکم دیا، جس کا ذکر قرآن حکیم یوں کررہا ہے۔ "اطیعو اللہ و اطیعو الرسول"، کہ تم اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرو لیکن اس کے برعکس اس دنیا کے فانی میں کچھ کم فہم لوگ ایسے بھی موجود ہیں جنھوں نے ناموس رسالت کی پاسداری نہ کی اور آپکی شان اقدس میں کچھ نہ زیبا حرکتیں کیں، بیہودہ کلمات بکے، فاسد خیالات ظاہر کئے، گندے عقائد گڑھے، فحش لٹریچر و کتابچے چھپوائے، اس بھولے بھولی امت کو نماز و روزے کی اعانت اور الٹی سیدھے تقریر کے ذریعہ شان رسالت مآب میں گستاخیاں کرنے پر اکسایا، لوگوں کو حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں کچھ خیالات باطلہ: عقائد فاسدہ کو اچھی صورت میں پیش کرکے اپنے مقاصد ناحق حاصل کرنے کے لئے ابھارا غلط عبارتیں لکھیں اور ان قائلین کی اہلسنت وجماعت کی جانب سے گرفت کی گئی اور ان گندے عقیدے رکھنے والوں کی بیخ کنی کی گئی تو ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ اور بولے کہ بریلوی حضرات ہم سے اس بناء پر اختلاف رکھتے ہیں کہ ہم فاتحہ خوانی، نذر و نیاز، عرس، گیارہویں شریف، میلاد شریف، ایصال ثواب، وغیرہ وغیرہ مسائل پر عمل نہیں کرتے حالانکہ درحقیقت اختلاف ان مسائل میں نہیں، بلکہ بنیادی اختلاف ان عبارات و اعتقادات میں ہے جنمیں بارگاہ رسالت علیہ التحیۃ والثناء میں بے خوف وخطر گستاخیاں اور آپکی توہین کی گئی ہے، اگر کوئی ناواقف طبقہ یہ کہے کہ یہ اختلاف تو سنی دیوبندی علماء کے مابین گردش کررہا ہے اور یہ دونوں قرآن وحدیث سے اپنے اپنے دلائل اخذ کرتے ہیں، لہذا ہم کس کی مانیں اور کس سے گریز کریں، ہم تو سیدھے سادے مسلمان ہیں

تو ایسا قول اِس وقت روا ہوگا جب کہ اختلاف ذاتی مفاد میں ہو۔ لیکن جب اختلاف بنیادی عقائد میں رونما ہوجائے تو اس سے کسی صورت میں کنارا کشی کی اجازت نہیں، بلکہ ایسی صورت میں ایک جانب کی حمایت اور دوسری جانب سے گریز کرنا پڑیگا۔ اِھدنا الصراط المستقیم ط صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم والضالین ط الایۃ کا یہی مطلب ہے، اس آیت کریمہ میں صرف راہِ راست کی ہدایت طلب کرنیکی تعلیم نہیں دی گئی بلکہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مستحقین غضب اور گمراہوں سے پناہ مانگتے رہو، یقیناً ایسا اندازِ فکر اختیار کرکے کوئی بھی مسلمان غیرجانبدار نہیں رہ سکتا، اب وہ کفریہ عبارتیں ملاحظہ ہوں جن پر علماءِ اہلسنّت کی گرفتیں ہیں کہ انہیں ضروریاتِ دین کا انکار اور اللہ عزّ وجل اور حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی صریح شدید توہین ہے، جنکے پڑھنے کے بعد کوئی بھی مسلمان خالی الذہن ہوکر انکے حق میں فیصلہ نہیں دے سکتا، اور نہ ہی انکی حمایت میں سرگرداں ہوسکتا ہے۔ کچھ افراد نے اپنے قائدین کی صفائی میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا، مگر صفائی میں ـــ وہ قطعاً ناکام رہے، اِن۔ عبارتوں کی تفصیل یوں ہے جنھیں اسمٰعیل دہلوی اور اکابر دیوبند نے بے باکانہ انداز میں محبوبانِ الٰہی کی شان میں لکھیں ہیں۔ (۱) صرفِ ہمت بسوئے شیخ امثالِ آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بہ تر از استغراق درصورتِ گاؤ خرِ خود است "، (ترجمہ) شیخ اور اس جیسے بزرگ حضرات کی طرف توجہ لگا دینا اگرچہ جنابِ رسالت مآب ہی ہوں، اپنے گدھے اور گائے کی صورت میں غرق ہونے سے بدرجہا بدتر ہے "، (صراطِ مستقیم ص ۸۶ مکتبہ سلفیہ لاہور) معاذ اللہ کیا ایسے کلمات نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جائز ہیں؟ کیا ایسے کلمات استعمال کرنا غضب الٰہی کو دعوت نہیں دیتا ہے؟ کیا ایسے کلمات حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اذّیت کا سبب نہ ہوں گے ضروری ہوں گے، ارشاد باری ہے " والّذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعدّلھم عذاباً مھینا " بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں اللہ نے اُن پر دنیا و آخرت میں لعنت فرمائی اور آخرت میں اُن کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے " (۲) اور گستاخی میں اتنے ماہر ہوئے کہ اللہ تعالےٰ کی شان میں بھی کسی طرح کی کمی نہ کی "، سو اسطرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہیے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے " (تقویۃ الایمان ص ۲۲ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی) اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی ہمیشہ غیب کا علم نہیں ہوتا، البتہ اس کے اختیار میں ہے کہ جب چاہئے دریافت کرے، حالانکہ علم الٰہی اور دیگر صفات حقیقہ قدیم ہیں حدوث کا شائبہ بھی نہیں (کبھی حادث نہیں ہوتیں۔) اس عبارت میں سے

واضح طور پر اللہ تعالیٰ کے علم کو حادث قرار دیا گیا ہے جو کھلم کھلا گمراہی ہے، "اللہ صاحب" کا استعمال بھی درست نہیں، کیونکہ یہ تو ایسا ہی ہے کہ عام انسان کو، "صاحب" کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے، ایمان والے تو اللہ جل مجدہ الکریم کہتے ہیں، (۳) یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہے، " (تقویۃ الایمان، ص ۱۶، مکتبہ مذکورہ) نعوذ باللہ ایک ہی ساتھ تمام انبیاء، اولیاء اور تمام ملائکہ کی شان میں توہین کی گئی ہے۔ کیا ایمان اسی کا نام ہے؟ نہیں ہرگز نہیں، ایمان والے تو انبیاء و اولیاء اور ملائکہ سے محبت کرتے ہیں اور محبت کا تقاضہ تو یہ نہیں کہ انھیں چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہونے کا تصور کیا جائے، جب کہ حدیث پاک ہے۔ لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین"، معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے ضروری ہے کہ پیارے آقا کو سب سے محبوب سمجھے اور جو پیارے آقا سے محبت کرے گا ایسا ہرگز تصور نہیں کر سکتا، تو اب وہابیوں کے ایمان کا عالم کیا ہوگا جو کہ نازیبا حرکتیں اور گستاخیاں کرتے ہیں (۴) اور آگے بڑھئے کیا کیا گل کھلائے ہیں اور اس سے زیادہ صراحت کے ساتھ زبان درازی کرتے ہیں" اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں، (تقویۃ الایمان، ص ۶۷) ـــ

اللہ کی پناہ! جس شخص کے دل میں رتی برابر بھی ایمان موجود ہوگا، وہ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر محبوبانِ الٰہی کی بارگاہ میں اس قدر منہ بھر توہین کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ـــ للہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین" اللہ ہی کے لئے عزت ہے اور اس کے رسول اور ایمانداروں کے لئے یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کی توہین و تکذیب کی ہے، پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانثاروں ذہن و فکر لگا کر غور کریں کہ اللہ تعالیٰ جنھیں مقام محمود عطا فرمائے گا ـــ قرآن پاک میں ہے" عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا"، قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں مقام محمود پر فائز فرمائے، تو وہ پھر دنیا میں کس طرح چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ آخرت میں تو اسی کا مقام بلند ہوگا جو دنیا میں ربّ کریم کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو اور جو ربّ کائنات کی بارگاہ میں سب سے زیادہ محبوب ہو وہ کیسے ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہو سکتا ہے: قرآن مقدس میں ہے۔ ورفعنا لک ذکرک" اے محبوب ہم نے آپ کے لئے آپ کا ذکر بلند کر دیا، کتنا بلند کیا وہ رب ہی جانتا ہے، تو جب خدائے تعالیٰ نص قطعی کے طور پر فرما رہا ہے کہ ہم نے بلند کیا اور جس کو رب تعالیٰ بلند کرے پھر وہ کیسے چمار سے زیادہ ذلیل ہو سکتا ہے، دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے" ولسوف یعطیک

ربك فترضى » اور ضرور آپ کو آپ کا رب (اتنا) دے گا کہ آپ راضی ہوجائیں گے ، مسلمانوں ذرا توجہ دو اور مقامِ رسول سمجھنے کی کوشش کرو ، کہ رب تعالیٰ پیارے نبی ، صلے اللہ علیہ وسلم کی رضا اور خوشنودی کا مشتاق ہے تو پھر وہ نبی کیسے ذرہ ناچیز سے کمتر ہو سکتے ہیں ۔ اے حق کے طلبگار و اپنا ایمان بچاؤ ، وہابیوں سے دور رہو کیونکہ وہ بہت بڑے گستاخ رسول ہیں ، چنانچہ فاضل بریلوی کے عشق نے پکار ہی دیا

وہ جسے وہابیہ نے دیا ہے لقب شہید و ذبیح کا
وہ شہید لیلیٰ نجد تھا وہ ذبیح تیغ خیار ہے ،

(۵) اور دیوبندی مکتبہ فکر کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے اور زہر اگلا اور بڑے جارحانہ انداز میں لکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار کیا ، آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے ۔ یا کل غیب ، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ۔ ایسا علم غیب تو زید ، عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے ،، (حفظ الایمان ص ۸)

اللہ کی پناہ یہ کیسی نازیبا حرکتیں ہیں ، جو یہ بول رہے ہیں ، ارے نا فہم حضور کی بارگاہ تو ایسی ہے جہاں اونچی آواز میں گفتگو کرنا بھی بے ادبی ہے ، زندگی کے سارے اعمال ضائع ہوجاتے ہیں ، ایسا کہنے والا ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتا ہے ،

(۶) اور اختیار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا تو یوں لکھا ،، جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں ،، (التقویۃ الایمان ص ۴۷) دیکھئے کس طرح بے باکی سے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لیا ، اور انکے اختیارات کی نفی کردی یہ کفر نہیں تو اور کیا ہے ۔

(۷) یونہی ایک جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام رسولان الٰہی کے اختیارات کی نفی کی جرأت کی ،، سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے ، رسول سے کچھ نہیں ہوتا ۔ (ایضاً ص ۶۶) حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ،، لولا ان اشق علی امتی لاخرت العشاء الی ثلث اللیل ،، یعنی اگر میری امت پر شاق نہ گذرتا تو میں عشاء کو تہائی رات تک مؤخر کردیتا ،، (ہدایہ اولین ص ۸۳) کیا اس سے اختیار مصطفےٰ ثابت نہیں ہوتا ؟ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ارشاد فرماتے ہیں ، ۔

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی (رضا)

انگریز نوازی کی وجہ سے انکے دماغ صاف ہوچکے تھے اسی بناء پر انھوں نے ایسی گستاخانہ عبارتیں تحریر کیں

خصوصاً اسمٰعیل دہلوی کے مزاج میں ابتداءہی سے آزاد خیالی، اسلام سے بے رغبتی، اپنے آباؤاجداد جو علم وفضل اور تقویٰ ودیانت میں مسلم الثبوت تھے، کے مذہب کے خلاف رفعِ یدین کیا کرتے تھے، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے ایماء پر حضرت شاہ عبدالقادر نے محمد یعقوب کے ذریعہ پیغام دیا کہ رفع یدین چھوڑ دو، اس سے خواہ مخواہ فتنہ پیدا ہوگا، مولوی اسمٰعیل دہلوی نے جواب دیا کہ عوام کے فتنہ کا خیال کیا جائے تو اس حدیث کا کیا مطلب ہوگا کہ جو شخص میری اُمت کے فساد کے وقت میری سنّت پر عمل کرے اسے سو شہید کا ثواب ملے گا، اس پر شاہ عبدالقادر نے جواب فرمایا۔ بابا ہم تو سمجھتے تھے کہ اسمٰعیل عالم ہوگیا۔ مگر وہ تو ایک حدیث کے معنیٰ بھی نہ سمجھا، یہ حکم تو اس وقت ہے جب کہ سنّت کے مقابل خلافِ سنّت ہو اور مانحن فیہ (جس مسئلہ کے متعلق گفتگو ہے) میں سنّت کا مقابل خلافِ سنّت نہیں بلکہ دوسری سنّت ہے کیونکہ جسطرح رفع یدین سنّت ہے یونہی ارسال (رفع یدین نہ کرنا) بھی سنّت ہے" (حکایات اولیاء ص ۱۱۹، ۱۲۱) اس جواب پر مولوی اسمٰعیل دہلوی خاموش ہوگئے مگر رفع یدین ترک نہ کیا، اور جب پشاور میں پٹھان علماء نے اعتراض کیا تو رفع یدین ترک کردیا اور سو شہید کے ثواب سے دستبردار ہوگئے" (بحوالہ کلمہ افتتاحیہ بر تحقیق الفتویٰ ص ۲۵)۔

اکابر دیوبند کی اِن گستاخیوں پر ہند و پاک ہی نہیں بلکہ عرب وعجم کانپ اٹھا، اور علماء عرب وعجم نے ان کے بارے میں ضروریاتِ دین کے انکار اور محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے کی وجہ سے حکم دیا یہ لوگ کافر، اسلام سے خارج ہیں، تفصیل کے لئے حسام الحرمین، الصوارم الہندیہ اور منصفانہ جائزہ مطالعہ کریں، فاعتبروا یا اولی الابصار

(بقیہ اداریہ)

اور آج کی تعلیم گاہوں و درسگاہوں میں سے ایسے لوگوں کی اکثریت ہوچکی ہے، جو کبھی بھول کر بھی ۱۸۵۷ء کے قائدین ومجاہدین کا نام نہیں لیتے۔ ہمارا قومی وملی فریضہ ہے کہ ہم اپنے محسنین کو یاد رکھیں انکی قربانیوں کا ذکر کریں اور انہیں شایانِ شان کے طور پر خراجِ عقیدت پیش کرتے رہیں تاکہ ہمارے دلوں میں تازہ ولولہ پیدا ہوتا رہے، اور جذبات کو توانائی کی غذا ملتی رہے اور ہم ان کے نقوشِ پاکی رہنمائی میں اپنی منزل کی طرف گامزن ہوتے رہیں۔ دیکھئے سنئے۔ قائدین ومجاہدینِ آزادی کی بے نشان قبروں سے یہ کیسی آواز آرہی ہے؟

نشانِ منزلِ مقصود ہے میری تربت،
نشان یہ چھوڑتا ہوں اہلِ کارواں کیلئے

خطوط آپ کے!

عرس قادری رضوی عبدالاسلامی بُرہانی

اعلیٰ حضرت عظیم البرکات امام اہلسنت مجدد دین وملت رضی اللہ عنہ وارضاعنا کے عظیم المرتبت خلفاء حضرت مولینا عبدالاسلام شاہ محمد عبدالسلام وحضرت برہان ملت مولانا شاہ محمد بُرہان الحق صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کے اعراس مبارکہ درج ذیل ترتیب ونظام کے ساتھ عیدگاہ کلاں رانی تال جبلپور میں انجام پذیر ہوں گے۔

:- تفصیلی پروگرام تقاریب اعراس مبارکہ :-

۵ رستمبر ۹۸ء بروز سنیچر۔ بعد نماز عشاء محفل میلاد شریف ومواعظ حسنہ علماء کرام ایک بجے شب تک

۶ رستمبر ۹۸ء بروز اتوار۔ تین بجے دن سے ختمات قرآن عظیم بعد نماز عصر مزارات مقدسہ پر چادر پوشی۔ نماز مغرب کے فوراً بعد قل شریف وفاتحہ حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ بعد نماز عشاء محفل میلاد شریف ومواعظ حسنہ علماء کرام۔ نعت ومناقب۔ تمام شب نماز فجر سے قبل صلاۃ وسلام۔ بعد نماز قل شریف وفاتحہ حضرت عبدالاسلام علیہ الرحمہ کے بعد

تقسیم لنگر سے مستفیض ہوکر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھر دینگے۔ (مولانا محمود احمد قادری جبل پور)

تنظیم رضائے غوث الوریٰ شاہ جہانپور

اغراض ومقاصد :-

۱ :- عقائد حقہ ومسلک اہل سنت کا تحفظ اور اسکی ترویج واشاعت۔

۲ :- شاہ جہانپور میں ایک معیاری دینی دارالعلوم کا قیام

۳ :- عربی، اردو، اور ہندی زبانوں کی ابتدائی درسی کتب کا اجراء۔

۴ :- ایک معیاری لائبریری کا قیام

۵ :- رمضان المبارک میں تراویح کے لئے صحیح العقیدہ حفاظ کی فراہمی۔

اپیل :- دینی، ملی، سماجی اور اخلاقی فریضہ کو مدنظر رکھتے ہوئے، صدقات، عطیات زکوٰۃ وچرم قربانی سے مالی اعانت فرمائیں۔ اور عنداللہ ماجور ہوں۔

محمد عمر قادری رضوی، نوری نائب سکریٹری تنظیم۔

ترسیل زر کا پتہ :- محمد حنیف عرف رجو، ٹی اسٹال۔
باڑو زئی اول شاہ جہاں پور

مراسلات صاف اور خوشخط لکھیں

The Monthly Sunni Dunia Bareilly

Regd. No. X17 (82) Vol-3, Annual Subscription Rs. 70/-

Per Copy-

Regd. PO No. BR/211/98

ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی، ملک گیر عظیم تحریک کا انقلابی پیغام عام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انقلاب عجیب انقلاب تھا ـــــ شاید چشم عالم نے ایسا انقلاب نہ دیکھا ہو ـــــ ایک طبقہ کو ہٹا کر دوسرے طبقہ کو یا ایک قوم کو ہٹا کر دوسری قوم کو نہ لایا گیا ـــــ جو سامنے تھے انہیں کو ٹھیک کیا گیا ـــــ ان میں زانی بھی تھے ـــــ شرابی بھی تھے ـــــ خائن بھی تھے ـــــ بدکار بھی تھے ـــــ قاتل بھی تھے ـــــ سفاک بھی تھے لیکن رفتہ رفتہ سب کو ایسا بدلا کہ دنیا دیکھ کر حیران ہوگی باقی ہے۔ ـــــ تو ایسا انقلاب لانے کے لئے سب سے پہلے خود کو بدلنا ہوگا ـــــ دردمندی و دل سوزی کے ساتھ ان کے پاس جانا ہوگا جن سے ہم کو نفرت سی ہے ـــــ کہا گیا ہے ہوں مصاحبی عمری میں شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اسی اسوۂ محمدی پر چل کر اسلامی انقلاب نہیں لائے ـــــ تاریخ پڑھنے کی نظر گہری ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ آپ کی دعوت و تبلیغ نے جہانگیر پر کیا اثر کیا ـــــ ایک سے ایک بہتر بادشاہ سامنے آتا گیا ـــــ شاہ جہاں ـــــ اور پھر ـــــ اورنگ زیب علیہ الرحمہ جنہوں نے پاک و ہند میں نظام مصطفےٰ نافذ کیا ـــــ نظام مصطفےٰ کوئی ایسی چیز نہیں جو صرف کاغذ پر نافذ کیا جائے ـــــ وہ تو دلوں پر نافذ ہوتا ہے کاغذ پر بارہا نافذ ہو چکا ـــــ صورتوں کے بدلنے سے

نظام نہیں بدلتے ـــــ سیرتوں کے بدلنے سے نظام بدلتے ہیں اور انقلاب آتے ہیں ـــــ اس لئے جیتی جاگتی مثالیں پیش کرنا ہوں گی۔

نظام مصطفےٰ تخریبیوں کا انقلاب نہیں کہ بیٹھے بٹھائے لوگوں کو اکسائے اور جو موجود ہے اس کو معدوم کردے ـــــ یہ حال کا داعی ہے ـــــ تعمیر کا نام ہے ـــــ یہ خود جبر سے کام نہیں لیتا ـــــ یہ فتنہ کا نام نہیں ـــــ یہ امن کا پیغمبر ہے اور امن ہی سے حاصل ہوتا ہے ـــــ یہ انسان کو مارنا نہیں سکھاتا ـــــ یہ انسان سے پیار کرنا سکھاتا ہے ـــــ یہ انسان کو انسانوں کے ہاتھوں ذلیل و رسوا نہیں کرتا ـــــ اس کی تعظیم و تکریم کرتا ہے ـــــ یہ انسان کی دولت نہیں سمیٹتا ـــــ یہ بھوکا پیاسا نہیں ـــــ یہ غنی ہے، فقیر نہیں ـــــ یہ سخی ہے محتاج نہیں ـــــ یہ آقا ہے غلام نہیں ـــــ یہ بادشاہ ہے رعایا نہیں ـــــ یہ غالب ہے مغلوب نہیں ـــــ یہ حاکم ہے محکوم نہیں ـــــ یہ محبوب ہے مردود نہیں ـــــ اس کی بنیاد خوف خدا پر ہے ـــــ اور جہاں خوف خدا ہو وہاں احترام انسانیت بھی ہے اور انسان خدا کی پیاری مخلوق ہے ـــــ یہ سایۂ رحمت ہے انسان کا دل رکھتے ہوئے آگے بڑھتا ہے ـــــ یہ کسی کا دل نہیں دکھاتا کہ ایک دل والے کا نظام ہے یہ بچوں پر شفقت سکھاتا ہے اور بزرگوں کا احترام سکھاتا ہے ـــــ لین دین کا سلیقہ بتاتا ہے

یہ تمام انبیاء و رسل کیا کہہ رہے ہیں ـــــ سب بیک زبان کہہ رہے ہیں ـــــ وما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی رب العلمین

(سورۃ الشعراء آیات ۱۰۹، ۱۲۷، ۱۴۵، ۱۶۴، ۱۸۰)

ترجمہ: میں اس پر تم سے اجر نہیں مانگتا میرا اجر اسی پر ہے جو دونوں عالم کا رب ہے۔

ہاں ان رسولان برحق کے راستہ پر چلنا ہوگا ـــــ ہم کو طلب و سوال نے مارا ـــــ ہم کو قرضوں نے مارا ـــــ ہم کو اسراف و تبذیر نے مارا ـــــ ہم کو ہماری بدکاریوں نے مارا ـــــ طلب و سوال سے زبان بند رکھنی ہوگی ـــــ قرضوں سے توبہ کرنی ہوگی ـــــ اسراف و تبذیر سے ہاتھ اٹھانا ہوگا ـــــ نیکوکاری کا عزم کرنا ہوگا ـــــ موٹا جھوٹا پہننا ہوگا ـــــ ہلکا پھلکا کھانا ہوگا ـــــ محلوں سے دل اٹھانا ہوگا ـــــ جھونپڑیوں سے دل لگانا ہوگا ـــــ تب کہیں جا کر نظام مصطفےٰ نافذ ہو سکتا ہے ـــــ ذرا کوئی تو نمونہ دکھلائے اور فقیری میں ہیبت شاہی پیدا کرے! اگر ایسا نہیں ہوگا تو پھر دیکھنے والے ہو جیسا منہ کو دیکھیں گے ـــــ جو اپنی لالی کو تکیں گے ـــــ ماؤں سے تنگ سے لگائیں گے ـــــ اور لینن کی باتیں کریں گے ـــــ آؤ آؤ محمد مصطفےٰ کی باتیں کریں ـــــ اپنی دنیا ـــــ اور ایک رحیم و کریم انقلاب کی کوشش کریں

تقدیر امم کیا ہے، کوئی کہہ نہیں سکتا

مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ

دفتر:- آل انڈیا جماعت رضائے مصطفےٰ، رضا نگر سوداگران بریلی